تصحیح واضافہ شدہ جدید ایڈیشن

الإسناد من الدين و لولا الإسناد لقال من شاء ما شاء (ابن المبارکؒ)

أساتذة دار العلوم
و
أسانيدهم في الحديث

اس کتاب میں موجودہ اور ماضی قریب میں وفات شدہ اساتذۂ دورۂ حدیث شریف دار العلوم دیوبند کا مختصر تعارف اور ان کی جملہ متداول کتب حدیث کی سندوں کو مسند الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ تک بیان کیا گیا ہے۔

زیر نگرانی وسرپرستی

نمونۂ اسلاف حضرت مولانا ومفتی ابو القاسم صاحب نعمانی دامت برکاتہم

مہتمم وشیخ الحدیث دار العلوم دیوبند

جمع وترتیب

محمد تسلیم عارفی مظفر نگری — عبد اللہ شیر خان سہارنپوری

فاضلان دار العلوم دیوبند

باہتمام

محمد مرسلین میرٹھی

سابق ترجمان دورۂ حدیث شریف دار العلوم دیوبند ۱۴۴۲ھ
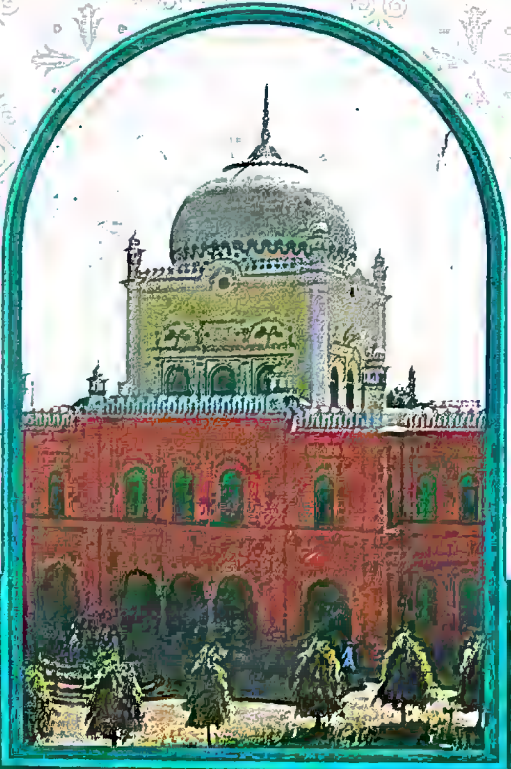
الإسناد من الدين ولولا الإسناد لقال من شاء ما شاء (ابن المبارک رحمہ اللہ)

تصحیح و اضافہ شدہ ایڈیشن

أساتذة دار العلوم

و أسانيدهم في الحديث

"اس کتاب میں موجودہ اور ماضی قریب میں وفات شدہ اساتذۂ دورۂ حدیث شریف دار العلوم دیوبند کا مختصر تعارف اور ان کی جملہ متداول کتبِ حدیث کی سندوں کو مُسنِدِ الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تک بیان کیا گیا ہے"

زیرِ نگرانی و سرپرستی

نمونۂ اسلاف حضرت مولانا مفتی ابو القاسم صاحب نعمانی دامت برکاتہم

مہتمم و شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند

جمع و ترتیب

عبد اللہ شیر خان دجھیڑی سہارنپوری قاسمی

امام و خطیب نور مسجد گوریگاؤں ویسٹ ممبئی

محمد تسلیم عارفی مظفر نگری فاضل دار العلوم دیوبند

باہتمام

محمد مرسلین میرٹھی (ترجمان دورۂ حدیث شریف دار العلوم دیوبند ۱۴۴۴ھ)

نام کتاب: أساتذة دارالعلوم وأسانيدهم في الحديث

زیر نگرانی وسرپرستی: حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم صاحب نعمانی دامت برکاتہم
(مہتمم و شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند)

جمع وترتیب: محمد تسلیم عارفی مظفرنگری، عبداللہ شیر خان سہارنپوری

تعداد صفحات: ۲۳۹

سن اشاعت: ۱۴۴۴ھ مطابق ۲۰۲۳ء

کمپیوٹر کتابت: محمد شوکت علی قاسمی

رابطہ: 7505725624

کتاب ملنے کے پتے

(۱) مکتبۃ الحرمین دیوبند۔8979354752

(۲) محمد تسلیم عارفی مظفرنگری۔7505307469

(۳) عبداللہ شیر خان سہارنپوری، نور مسجد گوریگاؤں ممبئی۔7830395717

(۴) محمد مرسلین میرٹھی۔9756100310

(۵) دار المطالعہ اسلم وریحانہ دمجھیڑی سہارنپور۔9719934071

ان کے علاوہ دیوبند کے سبھی بڑے کتب خانوں میں دستیاب ہے

فہرست عناوین

باب دوم

انتساب

۱۔ از ہر ہند ام المدارس دار العلوم دیوبند کے نام...
جو عصر حاضر میں قرآن و حدیث اور اکابر و اسلاف کے علوم و افکار کا نقیب و پاسبان ہے۔ جس کے منارۂ نور سے بے شمار مفسرین و محدثین، فقہاء و متکلمین، ادباء و مورخین نے جنم لیا، جس کے فیضانِ صحبت سے کچھ بننے اور سنورنے کا جذبہ پیدا ہوا، جس کی علمی و روحانی فضاؤں نے احساس و شعور کو جلا بخشی۔
رُخ حیات کو بخشی ہے اِک جلا اس نے ❁ شعور ذوقِ نظر کا عطا کیا اس نے
۲۔ تمام ہی اساتذۂ کرام اور والدین کے نام....
جن کی بے مثال قربانی، ایثار و ہمدردی، محنت و جانفشانی، فکر و لگن اور مستجاب دعاؤں کی بدولت، ہم جیسوں کو بھی قلم پکڑنے کا حوصلہ ملا۔

محمد تسلیم عارفی مظفر نگری

۱۔ یہ مختصر سی کاوش بندہ اپنے والدین مرحومین اور اپنے بھائی بہنوں کے نام منسوب کرتا ہے خصوصاً اس مخظیم (والدۂ مرحومہ) کے نام جن کی مسلسل جدو جہد اور دعاؤں کی برکت سے دار العلوم دیوبند جیسی عظیم درس گاہ میں پڑھنا نصیب ہوا۔
۲۔ ملتِ بیضاء کی ان عظیم درس گاہوں اور اساتذۂ کرام کے نام جن کے طفیل کچھ لکھنے پڑھنے کا سلیقہ اللہ تعالیٰ نے عطا کیا۔
۳۔ حضرت مولانا عبد الوہاب صاحب ممبئی اور حضرت مفتی سلمان صاحب فلاحی ممبئی کے نام جن کی سرپرستی نے بندہ کو زندگی کے ہر موڑ پر سہارا اور حوصلہ دیا۔

عبد اللہ شیر خان دجھیڑی سہارنپوری

دعائیہ کلمات

نمونۂ اسلاف حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم صاحب نعمانی دامت برکاتہم العالیہ
مہتمم و شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند

باسمہ سبحانہ وتعالی

پیشِ نظر کتاب، دار العلوم دیوبند میں اپنی نوعیت کی پہلی کتاب ہے، جس میں ۱۴۴۳-۴۴ھ کے تعلیمی سال میں دورۂ حدیث کے اساتذۂ کرام کی سندیں اور ان کے مختصر حالاتِ زندگی کو جمع کر دیا گیا ہے۔ بالخصوص اساتذۂ کرام کے تحصیل علم اور تدریسی و تصنیفی حالات کو زیادہ اہمیت دی گئی ہے۔

یہ ایک مفید اور معلومات افزاء مجموعہ ہے۔ جسے امسال دورۂ حدیث میں شریک دو طلبۂ عزیز "مولوی عبداللہ شیر خاں سہارنپوری اور مولوی محمد تسلیم عارفی مظفر نگری" نے مرتب کیا ہے اور اس سلسلہ میں ان عزیزوں کو خاصی محنت کرنی پڑی؛ کیونکہ تمام اساتذۂ کرام کی اسانید کو جمع کرنے کے لیے خود اساتذۂ کرام سے ذاتی طور پر معلومات حاصل کرنے کے علاوہ دار العلوم کے شعبۂ تعلیمات، محافظ خانہ اور دیگر ذرائع سے بھی سند سے متعلق تفصیلات مہیا کی گئی ہیں۔

اسی طرح حضرات اساتذۂ کرام کے شخصی حالات اور تعلیمی و تدریسی مراحل سے متعلق معلومات فراہم کرنے میں بھی خاصی جد و جہد کا سامنا کرنا پڑا۔

بہر حال ان کاوشوں کا ثمرہ موجودہ کتاب کی شکل میں ہمارے سامنے ہے اور اس سے نہ صرف امسال شریک دورۂ حدیث طلبۂ عزیز کو اپنے اساتذۂ کرام اور ان کی اسانید سے واقف ہونے کا موقع ملے گا؛ بلکہ آئندہ دار العلوم دیوبند میں تعلیم حاصل کرنے والے طلبۂ کرام کو بھی رہنمائی حاصل ہوگی۔

اللہ تعالیٰ اس محنت کو قبول فرمائے اور طلبہ کو اس کتاب سے استفادہ کی توفیق بخشے۔ اساتذۂ کرام کی عمروں میں برکت عطا فرمائے، ان کے علمی و روحانی فیوض رسانی کا سلسلہ دراز فرمائے اور دار العلوم دیوبند کے چشمۂ فیض کو بھی تا ابد جاری و ساری رکھے۔

ابوالقاسم نعمانی غفرلہ

۲۴/۷/۱۴۴۴ھ=۱۶/۲/۲۰۲۳ء

(Mufti) Abul Qasim Nomani
Mohtamim (VC) Darul Uloom Deoband

(مفتی) ابوالقاسم نعمانی
مہتمم دارالعلوم دیوبند، الہند

PIN- 247554 (U.P.) INDIA Tel: 01336-222768 E-mail info@darululoom-deoband.com

Ref. ....

Date ....

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

پیش نظر کتاب، دارالعلوم دیوبند میں اپنی نوعیت کی پہلی کتاب ہے، جس میں ۴۴-۱۴۴۳ھ کے تعلیمی سال میں دورۂ حدیث کے اساتذۂ کرام کی سندیں اور ان کے مختصر حالات زندگی کو جمع کر دیا گیا ہے۔ بالخصوص اساتذۂ کرام کے تحصیل علم اور تدریسی و تصنیفی حالات کو زیادہ اہمیت دی گئی ہے۔

یہ ایک مفید اور معلومات افزا مجموعہ ہے۔ جسے امسال دورۂ حدیث میں شریک دو طلبہ عزیز مولوی عبداللہ شیر خاں سہارنپوری اور مولوی محمد تسلیم عارفی مظفرنگری نے مرتب کیا ہے اور اس سلسلہ میں ان عزیزوں کو خاصی محنت کرنی پڑی؛ کیونکہ تمام اساتذۂ کرام کی اسانید کو جمع کرنے کے لیے خود اساتذۂ کرام سے ذاتی طور پر معلومات حاصل کرنے کے علاوہ دارالعلوم کے شعبہ تعلیمات، محافظ خانہ اور دیگر ذرائع سے بھی سند سے متعلق تفصیلات مہیا کی گئی ہیں۔

اسی طرح حضرات اساتذۂ کرام کے شخصی حالات اور تعلیمی و تدریسی مراحل سے متعلق معلومات فراہم کرنے میں بھی خاصی جد و جہد کا سامنا کرنا پڑا۔

بہر حال ان کاوشوں کا ثمرہ موجودہ کتاب کی شکل میں ہمارے سامنے ہے اور اس سے نہ صرف امسال شریک دورۂ حدیث طلبہ عزیز کو اپنے اساتذۂ کرام اور ان کی اسانید سے واقف ہونے کا موقع ملے گا؛ بلکہ آئندہ دارالعلوم دیوبند میں تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ کرام کو بھی رہنمائی حاصل ہوگی۔

اللہ تعالیٰ اس محنت کو قبول فرمائے اور طلبہ کو اس کتاب سے استفادہ کی توفیق بخشے۔

اساتذۂ کرام کی عمروں میں برکت عطا فرمائے، ان کے علمی و روحانی فیوض رسانی کا سلسلہ دراز فرمائے اور دارالعلوم دیوبند کے چشمۂ فیض کو بھی تا ابد جاری و ساری رکھے۔

ابوالقاسم نعمانی غفرلہ
مہتمم دارالعلوم دیوبند
۲۴/۷/۱۴۴۴ھ=۱۶/۲/۲۰۲۳ء

حوصلہ افزاء کلمات

عارف باللہ حضرت مولانا قمر الدین احمد صاحب گورکھپوری دامت برکاتہم
استاذ حدیث وتفسیر دار العلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمده ونصلي على رسوله الكريم أما بعد:

امسال کے دورۂ حدیث کے طلبہ نے اپنے اساتذہ کرام کے احوال اور ان کے اساتذہ کی فہرست تیار کی ہے جو کہ ان کے محبت کی دلیل ہے، خدا کرے کہ ام المدارس میں رہتے ہوئے جو علم وعمل حاصل کیا ہے اُسے پوری دنیا میں پھیلائیں گے اور کتاب وسنت اور اکابر کے نقش قدم پر چلنے کی سعی کریں گے اور دنیاداری سے دور رہیں گے۔

والسلام

قمر الدین احمد

خادم التدریس دار العلوم دیوبند

۲۳/رجب المرجب ۱۴۴۴ھ

تقریظ

حضرت الاستاذ مولانا مفتی محمد امین صاحب پالن پوری مدظلہ العالی

استاذ حدیث وفقہ و مرتب فتاوی دار العلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمده ونصلي على رسوله الكريم، أما بعد:

دین میں سند کی بہت اہمیت ہے، خصوصاً علم حدیث میں کہ احادیث کے پورے ذخیرے کا دار و مدار سند میں مذکور راویوں پر ہوتا ہے، راوی ثقہ اور معتبر ہو تو حدیث قابلِ قبول اور معتبر ہے اور راوی ثقہ اور معتبر نہیں ہیں تو حدیث غیر معتبر اور نا قابلِ قبول ہے.... سند کی اس اہمیت کے پیشِ نظر عام طور پر اساتذہ حدیث کتاب کے آغاز میں یا آخر میں اپنی اسانید بیان کرتے ہیں، لیکن عام طور پر اساتذہ حدیث کی اسانید محفوظ نہیں ہوتیں اس لیے فضلائے مدارس جب حدیث کا درس شروع کرتے ہیں تو دشواری پیش آتی ہے۔

مجھے بے حد خوشی ہے کہ مولوی محمد تسلیم عارفی مظفر نگری اور مولوی عبد اللہ شیر خان مجھیڑی سہارنپوری سلمہما نے جو سالِ رواں شریک دورہ حدیث دار العلوم دیوبند میں پوری عرق ریزی اور خوب محنت کر کے دار العلوم دیوبند کے موجودہ اور ماضی قریب میں وفات شدہ اساتذہ حدیث کی مختصر سوانح اور اسانید کو جمع کیا ہے، اور اس کا نام ''أساتذة دار العلوم وأسانيدهم في الحديث'' رکھا ہے، مجھے امید ہے کہ سوانح اور اسانید کا یہ مجموعہ فضلائے مدارس خصوصاً دار العلوم دیوبند کے فضلائے کے لیے نہایت مفید ثابت ہوگا، اللہ تعالیٰ دونوں مرتبین کو جزائے خیر عطا فرمائیں، اور اس نہایت مفید اور معلومات افزاء کتاب کو مقبول عام فرمائیں! آمین یا رب العالمین

محمد امین پالن پوری

خادم حدیث وفقہ و مرتب فتاوی دار العلوم دیوبند

۲۳ر رجب ۱۴۴۴ھ/۱۵ر فروری ۲۰۲۳ء

تہنیت و مبارک باد

رفیق درس مولوی محمد مرسلین میرٹھی

سابق ترجمان (دورۂ حدیث شریف دار العلوم دیوبند)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لأهله والصلاة على أهلها، أما بعد:

دین اسلام کا امتیاز ہے کہ اس کے تمام شرعی علوم اپنے کہنے والے کے ساتھ سند کے ذریعہ قائم اور مربوط ہیں، اسی امتیازی خصوصیت کی بنیاد پر علوم اسلامیہ کی استنادی حیثیت نہایت مضبوط ہے، اس کے برعکس دوسرے ادیان اور مذاہب کے بنیادی عقائد سے لے کر عام علوم تک کی حیثیت نہ صرف مشکوک بلکہ ناقابلِ اعتماد ہے۔

زیرِ نظر کتاب ''أساتذة دار العلوم وأسانيدهم في الحديث'' جس میں اساتذۂ دار العلوم دیوبند کے احوال واسانید کو جمع کیا گیا ہے، چونکہ سند فن حدیث میں ایک خاص مقام رکھتی ہے اور طلبہ کو اس کی تلاش وجستجو میں کافی مشقت وصعوبت پیش آتی ہے، اسی کے پیشِ نظر رواں سال چند رفقائے درس کے دل میں داعیہ پیدا ہوا کہ اساتذۂ دورۂ حدیث شریف دار العلوم دیوبند کی سندوں پر مشتمل ایک کتاب قلم بند کی جائے، جس سے طلبہ اور شائقینِ حدیث کے لیے بالخصوص فضلائے دیوبند کے لیے اسانید کا تلاش کرنا آسان ہو جائے گا، لہٰذا اہم چند ساتھیوں (مولوی محمد تسلیم، مولوی عبد اللہ شیر خان، مولوی محمد مرسلین، مولوی ناصر الدین احمد اور مولوی اطہر حسین رانچی) نے اس نیک جذبہ کو نمونۂ اسلاف حضرت الاستاذ مفتی ابو القاسم صاحب نعمانی مہتمم وشیخ الحدیث دار العلوم دیوبند کی خدمت میں پیش کیا، حضرت والا نے از راہِ شفقت اس کو مرتب کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

چنانچہ حضرت کی نگرانی و سرپرستی میں رفیق درس ''مولوی محمد تسلیم عارفی مظفر نگری اور مولوی عبد اللہ شیر خان سہارنپوری'' نہایت شوق و محنت کے ساتھ مع حضور درس اس کام کو انجام دینے میں مشغول ہوگیے اور دونوں ساتھیوں نے بہ معاونت چند رفقائے درس اس فریضہ کو تام کیا۔

بندہ ان تمام ساتھیوں اور بہ طور خاص ''عارفی اور شیر خان'' کو تہنیت و مبارک باد پیش کرتا ہے، اسی طرح شرکاء دورہ حدیث شریف بھی تشکر و امتنان کے لائق ہیں جن کے نیک جذبوں اور دعاؤں کی بدولت اس نیک کام کی تکمیل ہوئی۔

بارگاہِ ایزدی میں دعا ہے کہ اللہ رب العزت اس کتاب کو قبولیت سے نواز کر آخرت میں نجات کا ذریعہ بنائے اور ہم سب کو اپنے دین کی خدمت کے لیے قبول فرمائیں۔ آمین۔

محمد مرسلین میرٹھی سابق ترجمان دورہ حدیث شریف ۱۴۴۴ھ

۲۴؍ رجب المرجب ۱۴۴۴ھ

۱۶؍ فروری ۲۰۲۳ء

پیشِ لفظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد الأنبياء و المرسلين، وعلى آله وصحبه أجمعين، أما بعد

دینِ اسلام خدا کا بھیجا ہوا ابدی پیغام اور تمام نوعِ انسانی کے لیے ایک مکمل دستورِ حیات اور نظامِ زندگی ہے، جس کی بابت اللہ تعالیٰ نے اعلان کر دیا: "اليوم أكملت لكم دينكم وأتممت عليكم نعمتي و رضيت لكم الإسلام دينا" اس لیے اس قانون کو محفوظ رکھنا اور قیامت تک باقی رکھنا ضروری تھا، چناں چہ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نے اس دین کے دونوں سرچشمے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ دونوں کی حفاظت کا نظام الگ الگ انداز میں قائم فرمایا۔ قرآن مجید کو جہاں تواترِ پیہم کے نظام سے مربوط کر کے اسناد سے آزاد رکھتے ہوئے معصوم چھوٹے بچوں کے سینوں میں محفوظ کر دیا وہیں احادیثِ نبویہ علی صاحبہا الصلاۃ والسلام کو اسانید وطرق کے نظام سے وابستہ کر کے راویانِ حدیث اور حاملینِ سنت کو دینِ حنیف کے نظامِ حفاظت کا ایک حصہ بنا کر انہیں عزت وکمال کے اوجِ ثریا تک پہنچایا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات، صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور علمائے امت کے تفسیری اقوال کی صحت وعدمِ صحت کا مدار بھی اسی سند پر ہے۔ گویا دین سند پر موقوف ہے، چناں چہ حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "الإسناد من الدين" سند بیان کرنا دین کا حصہ ہے۔

وجہ تالیف

دورۂ حدیث شریف میں عموماً جب کسی کتاب کا اختتام ہوتا ہے اس وقت قاری استاذِ محترم سے لیکر مصنفِ کتاب تک سند بیان کرتا ہے، بعدہٗ استاذ محترم اپنی سند سے اس کتاب کو روایت کرنے کی تمام طلبہ کو اجازت دیتے ہیں۔ اسی کے پیشِ نظر ہمارے بہت سے ساتھیوں نے درخواست کی کہ موجودہ اساتذۂ دورۂ حدیث سے لیکر مصنفینِ کتب حدیث تک تمام سندوں کو یکجا کر دیا جائے، تاکہ تمام طلبہ بآسانی استفادہ کر سکیں، پھر دل میں داعیہ پیدا ہوا کہ کیوں نہ اس سلسلے کو مزید آگے بڑھا کر موجودہ اسی طرح ماضی قریب میں وفات شدہ اساتذۂ دورۂ حدیث شریف دار العلوم دیوبند کی جملہ متداول کتبِ حدیث کی سندوں کو مسند الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ تک متّصل کر دیا جائے، چناں چہ ہم چند ساتھیوں نے ان دونوں درخواستوں کو ”حضرت الاستاذ مولانا مفتی ابو القاسم صاحب نعمانی دامت برکاتہم العالیہ (مہتمم وشیخ الحدیث دار العلوم دیوبند) کی خدمت میں پیش کیا، حضرت نے بڑی شفقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے نیک دعاؤں کے ساتھ اس کام کو شروع کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ فالحمد للہ علی ذالک

دیوبندی محاورہ

مشائخ دیوبند اور فضلاء دیوبند کا یہ معمول رہا ہے کہ جب ان سے دورۂ حدیث کی تفصیل معلوم کی جاتی ہے تو جواب میں صرف صدر مدرس کا نام لیا جاتا ہے مثلاً حضرت شیخ الہندؒ کے شاگرد ہیں، علامہ کشمیری کے شاگرد ہیں، یا حضرت مدنیؒ کے شاگرد ہیں، اس جملے کا مطلب اکثر حضرات یہ سمجھ لیتے ہیں کہ صدر مدرس ہی تمام کتب پڑھاتا تھا؛ حالاں کہ دار العلوم دیوبند میں یہ صورت تو پیش آئی کہ صدر مدرس کے پاس دورہ کی تین یا چار کتب ہو لیکن تمام کتب ایک ہی استاذ کے پاس ہو یہ خلاف واقعہ ہے۔

صدر المدرسین حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتویؒ کے زمانۂ صدارت کے فضلاء میں حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ ہیں، آپ نے دورہ حدیث کی تمام کتب کے اساتذہ اپنے ثبت ''سبع سیارہ'' اور ''احد عشر کوکبا'' میں نقل کیے ہیں، اسی طرح حضرت شیخ الہند، علامہ کشمیری، حضرت شیخ الاسلام رحمہم اللہ کے زمانہ صدارت کے اکثر فضلاء نے اپنے دورۂ حدیث کے اساتذہ کی بہ تصریح کتب اپنی اپنی سوانح حیات میں وضاحت کی ہے، نیز بعض ایسے بھی فضلاء ہیں جن کی سوانح حیات تو نہیں لکھی گئی، البتہ دفتر محافظ خانہ، دفتر تعلیمات دارالعلوم دیوبند میں ان سالوں کے اساتذہ کی تفصیلات موجود ہیں۔

حاصل یہ کہ ہمارے فضلاء دیوبند کا بھی یہی طرز عمل دیکھنے کو ملتا ہے کہ وہ قراءتی سند بیان نہ کرکے اجازتی سند مثلاً: حضرت شیخ الہندؒ، حضرت شیخ الاسلامؒ، علامہ کشمیری رحمہ اللہ سے بیان کرتے ہیں، اس کی جہاں اور بہت سی وجوہات ہو سکتی ہے وہی ایک وجہ قراءتی سند تک رسائی کا ممکن نہ ہونا ہے، چوں کہ قراءتی سند کا تلاش کرنا ہر ایک کے لیے مشکل امر ہے، اس لیے پیش نظر کتاب میں تلاش وجستجوں کے بعد ہر کتاب کی سند کو قراءۃً بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے، تاکہ حدیث کا درس دینے والے فضلاء دارالعلوم دیوبند کے لیے قراءتی سند کا تلاش کرنا آسان ہو جائے۔

کتاب کی خصوصیات

پیش نظر کتاب ''اساتذة دار العلوم وأسانيدهم في الحديث''
مندرجہ ذیل خصوصیات پر مشتمل ہے۔

(۱) کتاب کو مقدمہ اور دو ابواب پر منقسم کیا گیا ہے، مقدمہ میں سند سے متعلق کچھ ضروری باتیں ذکر کی گئی ہے۔

(۲) باب اول میں موجودہ اساتذہ کرام کا مختصر تعارف اور ان کی جملہ متداول کتب حدیث کی سندوں اسی طرح ۴۵-۱۴۴۴ھ دورۂ حدیث میں متعلقہ کتاب کی سند کو مصنفین کتب حدیث تک بیان کیا گیا ہے۔

(۳) باب دوم میں وفات شدہ اساتذہ کرام کا مختصر تعارف اور ان کی جملہ کتب حدیث کی سند کو بیان کیا گیا ہے۔

(۴) ہر کتاب کی قراءتی سند ذکر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

(۵) تمام قراءتی سندوں کو دارالعلوم کے ریکارڈ یا اکابرین کی سوانح حیات سے نقل کر کے باحوالہ لکھا گیا ہے، مکرر حوالہ جات سے احتراز کیا ہے۔

(٦) موجودہ اساتذہ کرام کے حالات کو ان کی تصدیق وتصویب کے بعد ہی شامل کیا گیا ہے تاکہ کسی طرح کا کوئی شائبہ نہ رہے، وفات شدہ اساتذہ کرام کے حالات کو ان کی سوانح حیات یا دیگر رسائل وجرائد سے نقل کر کے اس کا حوالہ دے دیا گیا ہے۔

(۷) کتاب کے آخر میں مصادر ومراجع کو بھی ذکر کر دیا گیا ہے۔

بڑی ناسپاسی ہوگی اگر اپنے جملہ معاونین کا تذکرہ نہ کیا جائے، بالخصوص: مولوی احمد وصیف دیوبندی مولوی عبد الحق گریڈھوی مولوی ناصر الدین نعمانی مئوی اور مولانا معاذ صاحب لاہوری (أستاذ جامعہ مدینہ کریم پارک لاہور) کے نہایت شکر گذار ہیں جنھوں نے

اپنا بھرپور تعاون پیش کیا، اللہ رب العزت ان تمام حضرات کو اپنی شایان شان اجر جزیل عطا فرمائیں۔ آمین

اخیر میں قارئین کرام سے درخواست ہے کہ ہم اس لائق تو نہیں تھے کہ حدیث پاک کے اس نازک میدان میں قدم رکھے؛ اس لیے ہو سکتا ہے اس کتاب میں بہت خامیاں رہ گئیں ہوں اور چوں کہ خطا و نسیان انسان کا خاصہ ہے، لہذا اللہ تعالیٰ کا فرمان ”إن اللہ لا ینظر إلی صورکم بل ینظر إلی قلوبکم“ کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کتاب کو استفادے کے قابل سمجھا جائے۔

اس کتاب میں جو خامیاں رہ گئیں وہ ہم لوگوں کی کوتاہی سے ہے، اور جو خوبیاں ہیں وہ اللہ کے فضل و کرم سے ہے، اس لیے اگر کوئی خامی نظر آئے تو بغرض اصلاح مفید مشوروں کے ساتھ ضرور مطلع فرمائیں، بے حد ممنون و شاکر ہوں گے، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس ادنیٰ کاوش کو شرف قبولیت سے نواز کر ذخیرۂ آخرت بنائیں۔

آمین یارب العالمین۔

محمد تسلیم عارفی مظفر نگری

عبداللہ شرخان بن اسلم مرحوم سہارنپوری

فاضلان دارالعلوم دیوبند

مقدمه

سند کی لغوی واصطلاحی تعریف

سند (باب نصر) "سنوداً و استند و تساند إليه" اعتماد کرنا، بھروسہ کرنا، "سند فی الجبل" پہاڑ پر چڑھنا[1]، علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تدریب الراوی میں بدر بن جماعہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے: إما من السند وهو ما ارتفع و علا من سفح الجبل؛ لأن المسند يرفعه إلى قائله[2].

یعنی سند کہا جاتا ہے دامن کوہ سے بلندی کی طرف چڑھنا، بلند ہونا اور چونکہ سند کا بیان کرنے والا بھی اپنے قول کو قائل تک پہنچاتا ہے اس لیے سند کو سند کہتے ہیں۔

اصطلاحی تعریف

علم حدیث کی اصطلاح میں حضراتِ محدثین نے اسناد کی مختلف تعریفیں کی ہیں۔

(۱) علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ابن جماعہ اور علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں: أما السند: فهو الإخبار عن طريق المتن[3]۔

(۲) حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ اوجز المسالک کے مقدمہ میں تحریر فرماتے ہیں: أما السند فهو عند المحدثين: الطريق الموصل إلى متن الحديث، والمراد بالطريق رواة الحديث[4].

---

(۱) مصباح اللغات، ص: ٤٠٠

(۲) تدریب الراوی، ۱/ ۲۰

(۳) تدریب الراوی، ۱/ ۲۰

(٤) مقدمہ اوجز المسالک، ص: ۷۰

یعنی سند محدثین کے نزدیک متنِ حدیث تک حدیث کے راویوں کے اتصالی سلسلہ کا نام ہے۔

(۳) حضرت مولانا روح الامین صاحب بنگلہ دیشی "الکلام المفید فی تحریر الأسانید" میں تحریر فرماتے ہیں: والسند هو أولئك الرواة الناقلون المذكورون قبل متن الحديث[1]۔

یعنی متنِ حدیث سے قبل حدیث کے نقل کرنے والے اور ذکر کردہ راویوں کو سند کہا جاتا ہے۔

اسناد کی لغوی واصطلاحی تعریف

لغت میں اسناد سے مراد ہے: اونچی زمین، پہاڑ یا بلندی پر چڑھنا، نیچے سے اوپر جانا۔[2] عام اصطلاح میں "رفع القول إلى قائله" یعنی قول کی نسبت اپنے کہنے والے کی طرف کرنے کا نام اسناد ہے۔

حدیث کی اصطلاح میں حافظ ابن جماعة رحمۃ اللہ علیہ (م:۷۳۳ھ) اور علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ (م:۷۴۳ھ) نے اس کی تعریف "هو رفع الحديث إلى قائله"[3] اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ (م:۸۵۲ھ) اور علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ (م:۹۰۲ھ) نے "حكاية طريق المتن"[4] سے کی ہے، جن کا حاصل معنی تقریباً ایک نکلتا ہے یعنی متن تک پہنچنا، کسی حدیث کی سند بیان کرنا، جبکہ سند سے مراد ہے راویوں کا وہ سلسلہ جو حدیث کے ابتدائی راوی سے لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی تک پہنچتا ہے، اس کی مثال امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (م:۲۵۶ھ) کی اپنی صحیح میں بیان کردہ حدیث ہے:

---

(۱) الكلام المفيد فى تحرير الأسانيد، ص:۱۷

(۲) القاموس المحيط: ۳۷، ولسان العرب: ۳/ ۲۲۰.

(۳) المنهل الروي: ۱/ ۸۱، الخلاصة في أصول الحديث للطيبي: ۳۲.

(٤) نزهة النظر للحافظ ابن حجر: ۳٤، وفتح المغيث للسخاوي: ۱/ ۱٤.

''حدثنا مسدد، قال حدثنا يحی عن شعبة، عن قتادة، عن أنس -رضي الله عنه- عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لايؤمن أحدكم حتى يحب لأخيه ما يحب لنفسه''۔(۱)

مذکورہ مثال میں متن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول: لايؤمن أحدكم'' حدیث ہے۔ طریق متن میں مذکور راوی یعنی مسدد، یحی، شعبہ، قتادۃ، اور انس ہیں۔ اسناد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول ''حدثنا مسدد، قال: حدثنا يحيٰ، عن شعبة، عن قتادة، عن أنس عن النبي -صلى الله عليه وسلم-'' ہے۔(۲)

سند کی قسمیں

محدثین عظام نے سند کو دو قسموں میں بانٹا ہے، سندِ عالی، اور سندِ سافل۔

پھر ان دونوں کی دو دو قسمیں ہیں۔ علوِ صفتی اور علوِ عددی، اسی طرح نزولِ صفتی اور نزولِ عددی۔

علوی صفتی: یہ ہے کہ اس سند کے رواۃ ضبط و عدالت میں دوسری سند کے رواۃ کے مقابلے میں زیادہ قوی ہوں۔

علو عددی: یہ ہے کہ اس سند کے رواۃ تعداد میں دوسری سند کے رواۃ کے مقابلے میں کم ہوں۔

نزول صفتی: یہ ہے کہ اس سند کے رواۃ ضبط و عدالت میں دوسری سند کے رواۃ کے مقابلے میں زیادہ ضعیف ہوں۔

نزول عددی: یہ ہے کہ اس سند کے رواۃ تعداد میں دوسری سند کے رواۃ کے

(۱) صحيح بخاري، كتاب الإيمان: ۱۲/۱.

(۲) توجيه النظر لطاهر الجزائري: ۲۵. والإسناد من الدين لأبي غده: ۱۴.

مقابلے میں زیادہ ہوں

یہ سند کی کل ۴؍قسمیں ہیں ان میں سے کبھی کسی سند میں علو صفتی اور علو عددی دونوں جمع ہوجاتی ہے تو یہ سند صفت اور عدد دونوں اعتبار سے عالی کہلاتی ہے۔ اور کبھی صرف ایک ہی قسم پائی جاتی ہے اس وقت سند صفت کے اعتبار سے عالی ہوگی اور عدد کے اعتبار سے نازل ہوگی، اور کبھی اس کا عکس ہوگا۔

سند کے علو اور نزول کو جاننے کا فائدہ

سند کے عالی اور نازل کو جاننے کا فائدہ یہ ہے کہ تعارض کے وقت بآسانی ترجیح دی جاسکتی ہے

سندِ عالی کو حاصل کرنے کی کوشش

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: طلب الإسناد العالي سنة عن سلف. یعنی عالی سند کو حاصل کرنا اسلاف کا طریقہ اور ان کی سنت رہی ہے۔ اور پھر اس کی وجہ بھی امام احمد بن حنبلؒ بیان فرماتے ہیں: فإن العلو يبعد الإسناد من الخلل؛ لأن كل رجل من رجاله يحتمل أن يقع الخلل من جهته سهواً أو عمداً، ففي قلتهم قلت جهات الخلل و في كثرتهم كثرت جهات الخلل۔[1]

عالی سند درجہ بدرجہ

سندِ عالی کا سب سے بڑا درجہ وحدانیات کا ہے یعنی مصنفِ کتاب اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صرف ایک واسطہ ہو صحابي کا۔ یہ شرف اور فضیلت صرف حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل ہے۔ چناں چہ مسند امام اعظم میں بہت سی روایات وحدانیات میں سے ہے۔[2]

---

(۱) العجالة النافعة، ص:١٤

(۲) قواعد في علوم الحديث، ص:٣٠٦.

اس کے بعد ثنائیات کا درجہ آتا ہے یعنی جس میں صحابی اور تابعی کا واسطہ ہو اس طرح کی روایات موطأ امام مالکؒ میں موجود ہیں، پھر ثلاثیات ورباعیات کا درجہ آتا ہے۔

سند کا بیان کرنا امتِ محمدیہ کی خصوصیت ہے

محدثین عظام تحریر فرماتے ہیں کہ اسناد کے ساتھ کلام پیش کرنا یعنی باضابطہ ابتداء سے انتہاء تک حوالہ کے ساتھ ہر حدیث کو ہر راوی ہر زمانہ میں اپنی سند سے صاحبِ حدیث تک پہنچائے یہ امتِ محمدیہ کی خصوصیات میں سے ہے چنانچہ حافظ ابن صلاح رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: **أصل الإسناد أولاً خصيصة فاضلة من خصائص هذه الامة و سنة بالغة من السنن المؤكدة**(۱).

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ارسال و اعضال کے ساتھ سند بیان کرنے کا طریقہ اگرچہ بہت سے یہود میں پایا جاتا ہے مگر وہ اپنی سند اخیر تک یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام تک نہیں پہنچا سکے بلکہ ان کے اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان بہت سے وسائط باقی رہ گئے ہیں جن کو وہ پورا نہیں کر سکے چنانچہ تحریر فرماتے ہیں کہ: **بل يقفون بحيث يكون بينهم وبين موسى أكثر من ثلاثين عصرا، وإنما يبلغون إلى شمعون ونحوه**(۲).

نیز نصاریٰ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ وہ بھی اپنی سند شمعون اور بولص سے آگے نہیں پہنچا سکے ہیں یہ خصوصیت اللہ تعالیٰ نے صرف امتِ محمدیہ کو عطا فرمائی ہے۔ اور محدثین عظام کے یہاں سند ذکر کرنے کا اہتمام صرف احادیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ ہی خاص نہیں ہے؛ بلکہ ائمہ کے اقوال کو بھی سند کے ساتھ بیان

---

(۱) مقدمة ابن الصلاة، ص:۱۵۵-۱۵٦.

(۲) الكلام المفيد في تحرير الأسانيد، ص:۱۱

کرتے ہیں چنانچہ ترمذی شریف میں یہ چیزیں کثرت سے پائی جاتی ہیں کہ وہ بسا اوقات ائمہ کے اقوال بیان کرنے کے بعد ان کی سندوں کو بھی بیان کر دیا کرتے ہیں۔

اتصال سند کی اہمیت

حدیث کی صحت کے لیے پانچ شرطیں ہیں:

(۱) تمام رواۃ کا عادل ہونا (۲) حدیث کو مع سند کے اچھی طرح یاد رکھنا (۳) سند کا متّصل ہونا (یعنی سندوں میں سے کسی راوی کا چھوٹ نہ جانا) (۴) اسنادِ حدیث میں کوئی پوشیدہ خرابی کا نہ ہونا (۵) روایت کا شاذ نہ ہونا جیسا کہ نخبۃ الفکر میں ہے۔

خبر الآحاد بنقل عدل تام الضبط متصل السند غير معلل ولا شاذ هو الصحيح لذاته[1].

اور سند کے اتصال کے لیے ضروری ہے کہ راوی کا مروی عنہ سے سماع ثابت ہو یہاں پر چار چیزیں ہیں۔

(۱) معاصرت یعنی راوی اور مروی عنہ کا زمانہ ایک ہو۔ (۲) رؤیت یعنی راوی اور مروی عنہ دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا ہو (یہ معاصرت سے اخص ہے) (۳) لقاء یعنی راوی اور مروی عنہ کی آپس میں ملاقات بھی ثابت ہو (یہ رؤیت سے بھی اخص ہے) (۴) سماع یعنی راوی نے مروی عنہ سے روایت کی سماعت بھی کی ہو (یہ لقاء سے بھی اخص ہے)۔

اب مسئلہ یہ ہے کہ حدیث کو متّصل قرار دینے کے لیے معاصرت کافی ہے یا لقاء وسماع بھی شرط ہے تو اس سلسلہ میں محدثین عظام کے دو نظریے ہیں۔

(۱) پہلا نظریہ: یہ ہے کہ سند کو متّصل قرار دینے کے لیے راوی کا مروی عنہ سے لقاء وسماع کا ثبوت شرط ہے محض معاصرت کی وجہ سے سند کو متّصل قرار نہیں دیا جائیگا اگرچہ

---

(۱) نخبة الفكر، ص: ٦٢

راوی مدلس نہ ہو البتہ ثقہ راوی اپنے شیخ سے حدثنا، أخبرنا اور سمعت وغیرہ صریح سماع پر دلالت کرنے والے صیغوں سے روایت کر رہا ہے تو اس روایت کو متّصل قرار دیا جائیگا اور اگر راوی بصیغۂ "عن" روایت کرتا ہے تو اس روایت کو متّصل نہیں مانا جائے گا جب تک کہ راوی اور مروی عنہ کے درمیان لقاء وسماع ثابت نہ ہو تو سند متّصل نہیں ہوگی کیونکہ لفظ "عن" سے جو روایت کی جارہی ہے اس میں ممکن ہے کہ راوی نے مروی عنہ سے روایت بالواسطہ سنی ہو اور روایت کرتے وقت واسطہ کو حذف کر دیا ہو۔

لہٰذا اس میں سماع اور انقطاع دونوں کا احتمال پیدا ہو گیا ہے اس لیے روایت معنعن کو متّصل قرار نہیں دیا جائیگا اس نظریہ کے قائلین کے سلسلہ میں عام طور پر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے جلیل القدر شیخ علی بن المدینی رحمۃ اللہ علیہ کا نام پیش کیا جاتا ہے اور تقریبًا سبھی حضرات نے یہ کہا ہے کہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ (بعض منتحلی الحدیث یعنی نام نہاد محدثین) کہکر انہیں حضرات پر رد کر رہے ہیں۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس نظریہ کے قائلین نہ تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور نہ ان کے استاذ علی ابن المدینی؛ بلکہ یہ بعض دوسرے محدثین کا نظریہ تھا جن کے نام کی صراحت تاریخ میں نہیں ہے اور حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف عام رجحان اس لیے گیا کہ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس نظریہ کی فی الجملہ رعایت کی ہے اور متفق علیہ اسانید ہی سے روایت لی ہے تاکہ ہر مکتب فکر میں اس کتاب کو تلقی بالقبول کا درجہ ملے۔

چنانچہ حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالنپوری رحمۃ اللہ علیہ نے تین طرح سے اس کی تردید فرمائی ہے۔

(۱) امام مسلم نے مثال میں جو روایتیں پیش کی ہیں ان میں سے سات روایات خود بخاری میں موجود ہیں اگر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ثبوت لقاء ضروری ہوتا تو اپنی صحیح میں اس روایت کو درج نہیں کرتے (۲) بخاری مسلم سے پہلے لکھی گئی تھی۔

(۳) تیسری وجہ یہ ہے کہ شیخین (بخاری ومسلم) کے درمیان تعلقات کی جو نوعیت تھی وہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے اندازِ تردید کے قطعاً منافی ہے کیونکہ جب ذہلی اور بخاری کے درمیان اختلاف ہوا اور امام ذہلی نے اعلان کیا کہ ''إلا من قال باللفظ فلايحل له أن يحضر مجلسا'' توامام ذہلی کی مجلس سے جو دو شخص کھڑے ہوئے تھے ان میں سے ایک امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے بلکہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے تو ذھلی سے لکھی ہوئی تمام حدیثیں ان کو واپس کر دی تھیں۔

جب وہ اتنے نیاز مندانہ تعلقات رکھتے تھے تو وہ کیسے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو نام نہاد محدثین کہہ کر رد کر سکتے ہیں۔

(۲) دوسرا نظریہ ہے کہ روایت کے متّصل قرار دینے کے لیے راوی اور مروی عنہ کے مابین معاصرت یعنی امکانِ لقاء ہی کافی ہے بشرطیکہ راوی مدلّس نہ ہو تو روایت معنعن کو متّصل قرار دے دیا جائے گا اس نظریہ کے قائلین امام مسلم اور دیگر جمہور محدثین ہیں۔

علم حدیث میں اسناد کی اہمیت

اسناد دراصل کسی بھی علم کے قابل اعتماد ہونے یا نہ ہونے کا اہم ذریعہ ہے، خصوصاً علمِ حدیث میں کہ اس کے پورے ذخیرے کا دارومدار سند میں مذکور راویوں پر ہوتا ہے۔ راوی قابلِ اطمینان ہیں تو حدیث قابلِ قبول ہے، ورنہ نہیں اس لیے علامہ ابوسعد السمعانی رحمۃ اللہ علیہ (م:۵۶۲ھ) ''أدب الإملاو الاستملاء'' میں لکھتے ہیں:

وألفاظ رسول الله صلى الله عليه وسلم لا بد لها من النقل، ولاتعرف صحتها إلا بالإسناد الصحيح، والصحة في الإسناد لاتعرف إلا برواية الثقة عن الثقة والعدل عن العدل۔ ''(۱)

(۱) أدب الإملاء والاستملاء: ٤٥-٥٥، بحواله الإسناد من الدين، ۲۱

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات روایت کرنا ضروری ہے، اور ان کی صحت کی معرفت صحیح سند سے ہو سکتی ہے، اور سند کا صحیح ہونا اس طرح معلوم ہو گا کہ اس کے تمام راوی ثقہ اور اور عادل ہوں"۔

اسناد کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ یہ جن افراد کے ناموں کا مجموعہ ہے، ان کے واسطے سے ہمیں احادیث، تفسیر، اور شریعت کے دیگر مآخذ پہنچے ہیں۔ تو گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات، صحابہؓ، تابعین، تبع تابعین اور علمائے امت کے تفسیری اقوال کی صحت وعدم صحت کا مدار سند پر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ دین سند پر موقوف ہے۔ اسی لیے عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "الإسناد من الدين"[1] سند بیان کرنے کا عمل دین کا حصہ ہے، اس لیے "حاکم" "معرفة علوم الحديث" میں عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ علیہ (م:۱۸۱ھ) کا مذکورہ قول نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

قال أبو عبد الله: "فلولا الإسناد وطلبُ هذه الطائفة له و كثرة مواظبهتم على حفظه لدرس منار الإسلام، ولتمكن أهل الإلحاد و البدع فيه بوضع الأحاديث، وقلب الأسانيد، فإن الأخبار إذا تعرت عن وجود الأسانيد فيها كانت بترا."[2]

"اگر سند نہ ہوتی، اور سند کے سلسلے میں محدثین کا مذکورہ طرزِ عمل سخت نہ ہوتا تو اسلام کی علامت مٹ چکی ہوتی، جس کے نتیجے میں ملحدین اور اہلِ بدعت جھوٹی حدیثیں گھڑ کر اور الٹی سندیں پیش کر کے دین میں گھس جاتے، کیوں کہ احادیث کو اسناد سے بے نیاز کر دیا جائے تو ان کی بنیاد ختم ہو کر ناقص رہ جائے گی۔"

اسناد کی مذکورہ بالا اہمیت کے پیشِ نظر علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا جاننا فرضِ

---

(۱) مقدمه صحيح مسلم: ۱۲/۱.

(۲) معرفة علوم الحديث، حاكم: ٦، بحواله الإسناد من الدين: ۱۸.

کفایہ قرار دیا ہے۔[1] اس لیے کہ سند کے بغیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی تصدیق و تحقیق مشکل تھی، اور فقہ اسلامی کا اصول ہے: ''مالایتم الواجب إلا به فهو واجب'' کہ کوئی چیز فی نفسہ واجب نہ ہو، لیکن کسی اور واجب پر اس کے بغیر عمل درآمد ممکن نہ ہو تو وہ چیز بھی واجب ہو جائے گی، چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر عمل درآمد فرض ہے، اس لیے ان ارشادات کو جاننا بھی فرض ہے، اور ان ارشادات کو جانا نہیں جا سکتا، جب تک سند کا معاملہ صاف نہ ہو۔[2]

علامہ ابن العربي رحمۃ اللہ علیہ (م:۵۴۳ھ) تو سند کے بغیر روایت کرنے کا نتیجہ سلبِ نعمت کا ذریعہ بتلاتے ہیں، علامہ عبد الحی کتانی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۸۳ھ) اپنی کتاب ''فهرس الفهارس والإثبات'' میں نقل کرتے ہیں:

''والله أكرم هذه الأمة بالإسناد، لم يعطه أحد غيرها، فاحذروا أن تسلكوا مسلك اليهود والنصارى فتحدثوا بغير إسناد فتكونوا سالبين نعمة الله عن أنفسكم.''[3]

اللہ تعالیٰ نے اسناد کی خصوصیت سے صرف اس امت (امتِ محمد) کو نوازا ہے۔ لہٰذا دین کی باتیں نقل کرنے میں یہود اور نصاریٰ کی روش پر نہ چلو کہ بغیر سند کے دینی باتیں سنانے لگو، ورنہ تو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی یہ نعمت خود اپنے ہاتھوں گنواں بیٹھوں گے۔''

اسی وجہ سے ہمارے اکابر اساتذہ و مشائخ کا معمول رہا ہے کہ وہ ابتدائی اسباق میں اپنی اپنی سندیں بیان کرتے ہیں، حضراتِ محدثین نے اسنادی سلسلہ کے بقاء و تحفظ کا بھی پورا اہتمام کیا ہے اور تدوینِ حدیث کے بعد اسناد کے دوسرے سلسلہ یعنی مصنفین تک رجال سند کو کتابی شکل میں مرتب کر دیا ہے جس کو اصطلاح میں اثبات کہا جاتا ہے پھر اختصار کے

---

(۱) مرقاة المفاتيح: ۱/ ۲۱۸، الإسناد من الدين: ۳۰.

(۲) محاضراتِ حديث: ۲۱۷، الدكتور محمود أحمد غازي.

(۳) فهرس الفهارس والاثبات للكتاني: ۱/ ۸۰.

طور پر شیوخ کا اپنے تلامذہ کو صرف ثبت کی اجازت دے دینے سے تمام کتبِ حدیث کی اجازت حاصل ہو جاتی ہے۔

دار العلوم دیوبند کا سلسلۂ سند

دار العلوم دیوبند کا سلسلۂ سند مسندِ الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے گذرتا ہوا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے جاملتا ہے، دار العلوم اور جماعتِ دیوبند کے مورثِ اعلیٰ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ ہی ہیں جن کے علمی و فکری منہاج و طریق پر منتسبین دار العلوم اور بالفاظ واضح دیوبندی مکتب فکر کی تشکیل ہوئی ہے۔ اس لیے بحمد اللہ دیوبندی مکتبِ فکر کوئی نو پید جماعت نہیں بلکہ علمی، دینی اور سیاسی احکام و امور میں علماء دیوبند مسند الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے توسط سے سلف صالحین سے پوری طرح مربوط ہیں۔

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہ نے ولی اللٰہی سلسلہ کے تلمذ سے اس رنگ کو نہ صرف اپنایا جو انہیں ولی اللٰہی خاندان سے ورثہ میں ملا تھا، بلکہ مزید تنور کے ساتھ اس کے نقش و نگار میں اور رنگ بھرا، وہی منقولات جو حکمت ولی اللٰہی میں معقولات کے لباس میں جلوہ گر تھے، حکمت قاسمیہ میں محسوسات کے لباس میں جلوہ گر ہوگیے، پھر آپ کے سہل ممتنع انداز بیان نے دین کی انتہائی گہری حقیقتوں کو جو بلا شبہ علم لدنی کے خزانہ سے ان پر الہام غیب منکشف ہوئیں، استدلالی اور لمیاتی رنگ میں آج کی خوکر محسوس یا حس پرست دنیا کے سامنے پیش کر دیا، اور ساتھ ہی اس خاص مکتب فکر کو جو ایک خاص طبقہ کا سرمایہ اور خاص حلقہ تک محدود تھا، دار العلوم دیوبند جیسے ہمہ گیر ادارہ کے ذریعہ ساری اسلامی دنیا میں پھیلا دیا، اس لیے کہا جا سکتا ہے کہ ولی اللٰہی مکتب فکر کے تحت دیوبندیت در حقیقت ''قاسمیت'' یا قاسمی طرز فکر کا نام ہے۔

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہ کے انتقال کے بعد اس دار العلوم کے سرپرست قطب ارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ نے قاسمی طرز فکر کے ساتھ دار العلوم کی تعلیمات میں فقہی رنگ بھرا، جس سے اصول پسندی کے ساتھ فروع فقہیہ اور جزئیاتی تربیت کا قوام بھی پیدا ہوا، اور اس طرح فقہ اور فقہاء کے سرمایہ کا بھی اس میراث میں اضافہ ہوگیا، ان دونوں بزرگوں کے بعد دار العلوم کے اولین صدر مدرس شاہ عبدالعزیز ثانی حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی قدس سرہ نے دار العلوم کی تعلیمات میں عاشقانہ اور والہانہ جذبات کا رنگ بھرا، جس سے صہبائے دیانت دو آتشہ ہوگئی۔

پھر دار العلوم دیوبند کے سرپرست ثالث اور حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کے تلمیذ خاص حضرت مولانا محمود حسن قدس سرہ صدر المدرسین دار العلوم دیوبند ان تمام علوم وفیوض کے محافظ ہوئے، انھوں نے چوبیس (۲۴) سال دار العلوم کی صدارت تدریس کی سند سے علوم وفنون کو تمام منطقہائے اسلامی میں پھیلا دیا اور ہزارہاں تشنگان علوم ان کے دریائے علم سے سیراب ہوکر اطراف عالم میں پھیل گیے۔

الغرض! علمائے دیوبند مکمل طور پر پھر صحابہ کرام سے لے کر محدثین دہلی اور صوفیائے عظام تک اسنادِ اسلام کی ہر کڑی سے پورے وفادار رہے اور سلف صالحین کی اتباع کے اس حد تک پابند رہے کہ چھوٹی سے چھوٹی بدعت کو بھی دین نہ بننے دیا۔ تسلسلِ اسلام اور اسناد دین کو کمزور کرنے والے مختلف طبقوں سے دار العلوم اور اس کے علماء نے اختلاف کیا، تو اس لیے نہیں کہ وہ اختلاف پسند تھے یا انہیں کسی طبقے سے ذاتی بغض تھا بلکہ محض اس لیے کہ اسلام جس مبارک وپاکیزہ سلسلے سے ہم تک پہنچا ہے اس سے پوری وفا کی جائے، ان کے الحادی یا بدعی نظریات کی تردید وتخریب اس لیے ضروری تھی کہ اس کے بغیر اسلام کی تعمیر وبقاء کی کوئی صورت نہیں تھی، لیکن ان کی یہ تردید بھی اصولی رہی اور انداز جدل بھی احسن رہا جس کی تعلیم خود قرآن نے دی ہے " وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ " (النحل، آیت ۱۲۵)

علماء دیوبند کا سلسلۂ تلمذ

علم حدیث میں دار العلوم دیوبند کے حضراتِ اکابر کا سلسلۂ تلمذ کچھ واسطوں سے حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تک پہنچتا ہے۔ حدیث میں اکابرین دیوبند کے استاذ شاہ عبد الغنی مجددی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو حضرت شاہ محمد اسحاق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین تھے۔ حضرت شاہ محمد اسحاق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ عبد العزیزؒ کے نواسے اور ممتاز شاگرد تھے اور ان کے انتقال کے بعد مدرسہ رحیمیہ کے وارث اور جانشیں ہوئے۔ حضرت شاہ عبد العزیزؒ اپنے زمانہ کے سب سے زیادہ متبحر اور جلیل القدر عالمِ دین تھے جو حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحب زادے ہونے کے ساتھ ان کے علوم کے امین اور ان کی تحریک کے سب سے بڑے قائد و علم بردار تھے۔

علماء دیوبند کا دوسرا سلسلۂ تلمذ حضرت مولانا مملوک العلی نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا رشید الدین خاں دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے واسطے سے حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتا ہے۔ حضرت مولانا مملوک العلی نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اکابر علماء جیسے حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت گنگوہی، حضرت مولانا ذوالفقار علی دیوبندی، حضرت مولانا فضل الرحمٰن عثمانی، حضرت مولانا مظہر نانوتوی رحمہم اللہ وغیرہم کے استاذ تھے اور حضرت مولانا یعقوب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ ان کے لائق و فائق صاحب زادے تھے جو دار العلوم کے اولین صدر المدرسین اور ممتاز عالمِ دین ہوئے۔

اکابر علماء دیوبند کی سند کے تین حصے ہیں: پہلا اپنے استاذ سے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تک، دوسرا حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی بھی حدیث کی کتاب کے مصنف تک، تیسرا صاحبِ کتاب سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک، جہاں تک آخری اور تیسرے حصے کا تعلق ہے تو صاحبِ کتاب نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک اپنی سند کا ذکر عام طور سے اپنی کتاب میں کر دیا ہے، دوسرا حصہ جو حضرت شاہ ولی اللہ

محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث کی کتابوں اور ان کے مصنفین تک ہے، اس کا حال انہوں نے اپنے رسالے "الإرشاد إلى مهمات الإسناد" میں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے رسالہ "العجالة النافعة" میں اور حضرت شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے "اليانع الجني" میں بیان کیا ہے۔ سند کا تیسرا حصہ جو اپنے استاذ سے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتا ہے، سند کے اسی تیسرے حصے کو کتاب ہذا میں بیان کیا گیا ہے۔

واضح رہے کہ سند حدیث کسی استاذ حدیث سے باقاعدہ کسی مدرسے میں داخلہ لے کر بھی حاصل کی جاتی ہے اور بعض دفعہ قرآن وحدیث کا علم رکھنے والوں کو اپنے سلسلے میں داخل کرنے کے لیے خود محدث یہ اعزاز اسے بخش دیتا ہے اور کبھی اپنی سند کو عالی بنانے اور اس سلسلے سے فیض یاب ہونے کے لیے مستقل سفر بھی کیا جاتا ہے۔ قاموس الفقہ میں مذکور ہے کہ سند کا بیان کرنا اور زیادہ معتبر سند سے کسی حدیث کا حاصل کرنا خود حدیث اور صحابہ کے تعامل سے ثابت ہے۔

حضرت ابن سیرین کا ارشاد ہے:

لم يكونوا يسألون عن الإسناد فلما وقعت الفتنة، قالوا: سموا لنا رجالكم، فينظر إلى أهل السنة فيؤخذ حديثهم، و ينظر إلى أهل البدع فلا يؤخذ حديثهم.

پہلے لوگ اسناد کی تحقیق نہیں کیا کرتے تھے، لیکن جب دین میں بدعات اور فتنے داخل ہو گئے تو لوگوں نے کہا کہ اپنی اپنی سندیں بیان کرو، پس جس حدیث کی سند میں اہلِ سنت راوی دیکھتے تو ان کی حدیث لے لیتے اور اگر سندِ حدیث میں اہلِ بدعت راوی دیکھتے تو اسکو چھوڑ دیتے (مقدمہ مسلم ۱۱/۱)

اس لیے جب تک حدیث کی کتابیں صحاح ستہ وغیرہ وجود میں نہیں آئی تھی اس وقت تک قاعدہ یہ تھا کہ جب کوئی شخص کوئی حدیث سناتا تو اس پر یہ لازم اور ضروری تھا کہ وہ

تنہا حدیث نہ سنائے؛ بلکہ اس حدیث کی پوری سند بھی بیان کرے کہ یہ حدیث مجھے فلاں نے سنائی ہے اور فلاں کو فلاں نے الخ۔ پہلے پوری سند بیان کرتا پھر حدیث سناتا تب اس کی بیان کردہ حدیث قابلِ قبول ہوتی تھی اور سند کے بغیر کوئی شخص حدیث سناتا کوئی اس کی بات سننے کو بھی تیار نہیں ہوتا تھا اب کتابوں کے تواتر کے درجہ تک پہنچ جانے کے بعد سند کی اتنی زیادہ تحقیق کی اور اس کو محفوظ کرنے کی ضرورت نہ رہی؛ کیوں کہ اب تواتر سے یہ بات ثابت ہے کہ یہ کتاب امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کردہ ہے لہٰذا اب حدیث کے ساتھ پوری سند بیان کرنا ضروری نہیں بلکہ اب حدیث بیان کرنے کے بعد ''رواہ البخاری'' کہہ دینا کافی ہوجاتا ہے لیکن اس کے باوجود ہمارے بزرگوں نے یہ طریقہ باقی رکھا ہے کہ اگرچہ ہر حدیث کے بیان کرتے وقت پوری لمبی سند بیان نہ کی جائے، لیکن روایت اور اجازت کے طور پر اس پوری سند کو محفوظ رکھا جائے؛ کیوں کہ اگر ہر حدیث سے پہلے یہ طویل سند بیان کی جائے گی تو لوگوں کے لیے دشوری ہوجائے گی۔

باب اول

موجودہ اساتذۂ دورۂ حدیث شریف

دار العلوم دیوبند کے مختصر حالات

اور

ان کی جملہ متداول کتبِ حدیث کی سندیں

حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم صاحب نعمانی زید مجدہٗ

مہتمم وشیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند

(ولادت: ۱۳۶۶ھ، فراغت: ۱۳۸۷ھ)

حضرت مولانا مفتی ابو القاسم صاحب نعمانی زید مجدہٗ دارالعلوم دیوبند کے موجودہ مہتمم اور شیخ الحدیث ہیں دارالعلوم کے منصبِ اہتمام سے قبل آپ دار العلوم کی مجلسِ شوریٰ کے رکنِ رکین، جامعہ اسلامیہ ریوڑی تالاب بنارس کے شیخ الحدیث اور مفتی، جمعیۃ علماء ہند کے نائب صدر اور رکن مجلسِ عاملہ رہے ہیں۔

ولادت ونسب

حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم صاحب نعمانی بن الحاج محمد حنیف بن قاری محمد نظام الدین صاحب مشہور شہر بنارس کے محلہ مدن پورہ میں ۲۲ر صفر ۱۳۶۶ھ ۱۴ر جنوری ۱۹۴۷ء کو پیدا ہوئے۔

ابتدائی تعلیم

ناظرہ قرآن پاک گھر پر ہی والدہ اور دادا (قاری نظام الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ) سے پڑھا، پھر شوال ۱۳۷۴ھ/ ۱۹۵۴ء میں جامعہ اسلامیہ ریوڑی تالاب بنارس میں پرائمری درجہ دوم میں داخلہ لیا، پرائمری دوم، سوم اور چہارم پھر فارسی اور عربی اول (مکمل ۵ر سال) اسلامیہ میں تعلیم حاصل کی۔ یہاں آپ کے درجہ پرائمری کے اساتذہ میں حافظ محمد منیف، ماسٹر عبد السلام، منشی صاحب علی، منشی محمد طیب، ماسٹر دین محمد، اور تجوید کے اساتذہ میں قاری مستجاب الدین، قاری عبداللہ سلیم صاحب اسی طرح عربی فارسی کے اساتذہ میں مولانا محمد ادریس رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد رفیق صاحب رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد مصطفیٰ خان رحمۃ اللہ علیہ (شاگرد حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ) کے نام قابل ذکر ہیں۔

دار العلوم مئو میں داخلہ

شوال ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۹۵۹ء میں علاقہ کے مشہور ادارہ ''دار العلوم مئو'' میں دوبارہ عربی اول میں داخلہ لیا اور ''نحو میر، ہدایۃ النحو'' مولانا انعام الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ ''پنج گنج، علم الصیغہ'' مولانا محمد مسلم صاحب رحمۃ اللہ علیہ (والد محترم حضرت مولانا مفتی راشد صاحب مدظلہ) ''فصول اکبری'' حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب سے، ایسا غوجی، تیسیر المنطق، مرقات، حضرت مولانا اعجاز احمد الحسینی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور تجوید قاری محمد مصطفیٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں۔

مفتاح العلوم مئو میں داخلہ

شوال ۱۳۸۱ھ/۱۹۶۱ء میں مفتاح العلوم مئو میں عربی سوم کی تعلیم حاصل کی، یہیں پر ''کافیہ'' حضرت مولانا عبد الرشید صاحب رحمۃ اللہ علیہ، شرح تہذیب حضرت مولانا شمس الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ، ''قدوری'' حضرت مولانا مفتی عبد الباری صاحب رحمۃ اللہ علیہ، القراءۃ الرشیدہ ثالثہ'' حضرت مولانا شفیع احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے، اور نفحۃ العرب'' حضرت مولانا اعجاز احمد صاحب الحسینی رحمۃ اللہ علیہ سے خارج میں پڑھی۔

دار العلوم دیوبند میں داخلہ

اعلیٰ تعلیم کے لیے شوال ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء میں دار العلوم دیوبند تشریف لائے اور کنز الدقائق کی جماعت میں داخلہ لیا، یہ دار العلوم کے قیام کا سواں سال تھا، دار العلوم دیوبند میں چھ سال تک تعلیم حاصل کی، یہاں آپ نے ''کنز الدقائق'' ترجمہ کلام پاک، حضرت مولانا بہاؤ الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے، ''شرح جامی، اصول الشاشی، نور الانوار'' حضرت مولانا سعید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے، شرح وقایہ، مقامات، شرح عقائد'' حضرت مولانا خورشید صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ سے، ''قطبی، سلم العلوم،

جلالین شریف'' حضرت مولانا سید انظر شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے، ''مختصر المعانی'' حضرت مولانا نصیر احمد خان صاحب بلند شہری رحمۃ اللہ علیہ سے، ''میبذی، نخبۃ الفکر، مشکوٰۃ شریف اول'' حضرت مولانا شریف الحسن صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ سے، ''ملا حسن'' حضرت مولانا اسلام الحق صاحب اعظمی رحمۃ اللہ علیہ سے، ''مشکوٰۃ شریف ثانی'' حضرت مولانا محمد حسین صاحب بہاری رحمۃ اللہ علیہ سے، ''بیضاوی شریف سورہ بقرہ'' حضرت مولانا فخر الحسن صاحب مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ سے، ''ہدایہ اولین و آخرین'' حضرت مولانا سید اختر حسین صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ سے، ''صفِ عربی ابتدائی و ثانوی'' حضرت مولانا وحید الزماں صاحب کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ سے، ''خوش خطی'' جناب منشی امتیاز احمد نسیمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور تجوید و قرأت'' قاری احمد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اور کچھ دن قاری حفظ الرحمن صاحب سے بھی پڑھیں۔ ۸۶، ۱۳۸۷ھ/۶۶، ۱۹۶۷ء میں دورۂ حدیث شریف سے فراغت حاصل کی۔

دورہ حدیث شریف میں جن اساتذہ سے کسبِ فیض کیا ان کے اسماء مع کتب درج ذیل ہیں:

بخاری شریف مکمل: فخر المحدثین حضرت مولانا فخر الدین احمد صاحب مرادآبادیؒ

ترمذی شریف اول، مقدمہ مسلم اور کتاب الایمان: حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بلیاوی رحمۃ اللہ علیہ

ترمذی شریف ثانی، شمائل، ابوداؤد: حضرت مولانا فخر الحسن صاحب مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ

مسلم شریف، از کتاب الطہارۃ تا آخر: حضرت مولانا شریف الحسن صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ

ابن ماجہ شریف: حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ

طحاوی شریف: حضرت مولانا اسلام الحق صاحب اعظمی رحمۃ اللہ علیہ

نسائی شریف: حضرت مولانا عبد الاحد صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ

موطا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ: حضرت مولانا معراج الحق صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ

موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ: حضرت مولانا محمد حسین صاحب بہاری رحمۃ اللہ علیہ

درس وتدریس

حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم صاحب نعمانی نے دارالعلوم سے فراغت کے بعد اپنے آبائی شہر بنارس کے قدیم مدرسہ جامعہ اسلامیہ ریوڑی تالاب میں تدریس شروع کردی جس میں آپ دارالعلوم کے منصبِ اہتمام پر فائز ہونے تک شیخ الحدیث اور دارالافتاء کے صدر مفتی رہے۔

اس کے علاوہ معاشرہ میں پھیلی ہوئی رسومات و بدعات اور اخلاقی برائیوں کی اصلاح کے لیے آپ نے اپنے محلہ کی تنظیم "انجمن اصلاح المسلمین" کو از سر نو زندہ کیا جو کہ کام نہ ہونے کی وجہ سے کالعدم ہوگئی تھی۔ حضرت مفتی صاحب تقریباً بیس سالوں سے مسجد بلال (مالتی باغ بنارس) میں رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کے ساتھ حدیث کا درس دے رہے ہیں۔

آپ کے دروس و مواعظ کا مجموعہ "اسباقِ حدیث" اور "مواعظِ نعمانی" کے نام سے شائع ہوچکا ہے۔

دارالعلوم دیوبند میں

۱۴۱۳ھ/ ۱۹۹۲ء میں آپ مجلس شوریٰ دارالعلوم کے رکن منتخب کیے گیے۔ دارالعلوم کی مجلس عاملہ اور مجلس شوریٰ کی طرف سے بنائی جانے والی دیگر ذیلی کمیٹیوں کے رکن بھی نامزد ہوتے رہے۔ مجلس شوریٰ کی کارروائیوں میں بڑی سرگرمی کے ساتھ شرکت فرماتے اور آپ کو اکابر اراکین کا بھرپور اعتماد حاصل رہا۔ دوسری طرف جمعیۃ علمائے ہند کی قومی مجلس عاملہ کے رکن بھی رہے اور ۱۴۲۹ھ مطابق ۲۰۰۸ء میں نائب صدر کے عہدے پر فائز کیے گیے، یکم محرم/ ۱۴۳۲ھ مطابق ۸/ دسمبر ۲۰۱۰ء کو حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب بجنوری رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد مجلس شوریٰ کا اجلاس ہونے تک آپ کو کارگذار مہتمم بنایا گیا۔ پھر مجلس شوریٰ کے ہنگامی اجلاس ۱۹/ ربیع الاول ۱۴۳۲ھ مطابق ۲۳/ فروری

۲۰۱۱ء میں آپ کو دوبارہ کارگذار مہتمم بنایا گیا اور مجلس شوریٰ کے اجلاس ۲۱/ شعبان ۱۴۳۲ھ مطابق ۲۳/ جولائی ۲۰۱۱ء میں آپ کو مستقل مہتمم بنادیا گیا۔

آپ کی ذات سے دارالعلوم کے عظیم منصبِ اہتمام پر فائز ہونے سے لوگوں کو بڑی توقعات وابستہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آپ اس عظیم الشان مسند سے دارالعلوم کی نمائندگی اور امت مسلمہ کی قیادت کا فریضہ بہ حسن و خوبی انجام دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ میں بلندیٔ نگاہ، دل نوازیٔ سخن، پر سوزیٔ جان کی اعلیٰ قائدانہ صلاحیتیں ودیعت فرمائی ہیں، دارالعلوم کے نظم و انتظام کی دیکھ ریکھ کے ساتھ ملک و بیرون ملک میں ہر دینی و علمی پلیٹ فارم سے دارالعلوم کے مسلک حقہ کی نمائندگی فرما رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے زبان و بیان کی عمدہ صلاحیت، نفیس و اعلیٰ ذوق اور اعلیٰ علمی و سیاسی، بصیرت سے حظ وافر عطا فرمایا ہے۔

بے پناہ مشغولیات کے باوجود دارالعلوم میں دورۂ حدیث کے طلبہ کو ترمذی شریف کا درس بھی دیتے تھے، جس میں طلبہ بڑے ذوق و شوق سے شرکت کرتے تھے، پھر مجلس شوریٰ کے اجلاس صفر ۱۴۴۳ھ مطابق اکتوبر ۲۰۲۱ء میں دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث کے منصبِ جلیل پر فائز کیا گیا اور بخاری شریف جلد اول کا مایہ ناز درس آپ ہی سے متعلق ہے۔

اصلاحی تعلق

۱۹۶۵ء میں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل ہوا۔ لیکن باقاعدہ اصلاحی تعلق حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے ہی رہا، یکم جون ۱۹۸۵ء کو حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ نے حکم فرمایا کہ اگر کوئی اللہ کا نام پوچھے تو بتا دینا۔

تصانیف

جامعہ اسلامیہ بنارس سے ایک سہ ماہی مجلہ ''ترجمان الاسلام'' کے نام سے شائع ہوتا تھا، جس کی ادارت آپ کے حوالے تھی، اس میں کبھی کبھی مضامین آجاتے تھے جن کا مجموعہ ''مقالاتِ نعمانی'' کے نام سے شائع ہو چکا ہے، اس کے علاوہ آپ کی تقریروں کے تین مجموعے، ''خطباتِ نعمانی'' کے نام سے شائع ہو چکے ہیں، اور رمضان المبارک میں ''درسِ حدیث'' کے نام سے ہونے والی اصلاحی مجالس کو مرتب کر کے اسباقِ حدیث اول، دوم، اور ''مواعظِ نعمانی'' اول، دوم کے نام سے شائع کیا گیا۔

اللہ رب العزت آپ کا سایہ تادیر امتِ مسلمہ پر بایں ہمہ فیوض وبرکات قائم ودائم رکھے۔ آمین۔

الإجازة المسندة لسائر الكتب التالية والفنون المتداولة

من فضيلة الشيخ المفتي أبو القاسم النعماني البنارسي حفظه الله

يقول: قرأت ''الصحيح من جامع الإمام البخاري'' على الشيخ فخر الدين أحمد المراد آبادي، عن الشيخ شيخ الهند محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

و''النصف الأول لجامع الإمام الترمذي'' على الشيخ العلامة محمد أبراهيم البلياوي.

و ''النصف الثاني منه'' على الشيخ فخر الحسن المرادآبادي، عن الشيخ السيد حسين أحمد المدني(١).

و''الشمائل للإمام الترمذي'' على الشيخ فخر الحسن المرادآبادي، عن الشيخ إعزاز علي الأمروهوي(٢).

---

(۱) ماخوذ از ریکارڈ ۱۳۴۷ھ از محافظ خانہ دار العلوم دیوبند۔

(۲) ۱۳۴۳ھ سے وفات تک حضرت مولانا اعزاز علی صاحب ہی کے پاس ''شمائل'' رہی۔

كلهم عن الشيخ شيخ الهند محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد يعقوب النانوتوي (إلا الشيخ فخر الحسن)، عن الشاه عبد الغني المجددي، عن الشاه محمد إسحاق الدهلوي[١].

و''الصحيح للإمام مسلم'' (من بدايته إلى آخر كتاب الإيمان) على الشيخ العلامة محمد إبراهيم البلياوي.

و''منه'' (من بدايته كتاب الطهارة إلى آخر الكتاب) على الشيخ شريف الحسن الديوبندي، عن الشيخ العلامة محمد إبراهيم البلياوي[٢]، عن الشيخ حكيم محمد حسن الديوبندي[٣]، عن الشيخ رشيد أحمد الكنكوهي[٤]، عن الشاه عبد الغني المجددي[٥]، عن الشاه محمد إسحاق الدهلوي.

و''سنن الإمام أبي داود'' على الشيخ فخر الحسن المرادآبادي، عن الشيخ العلامة محمد إبراهيم البلياوي[٦]. عن الشيخ المفتي عزيز الرحمان العثماني[٧]، عن الشيخ ملا محمود الديوبندي[٨].

---

(١) اجازت نامہ شاہ عبد الغنی جو حضرت نانوتوی کو دیا۔

(٢) ماخوذ از ریکارڈ ١٣٤٧ھ از محافظ خانہ دار العلوم دیوبند۔

(٣) سوانح علامہ بلیاوی، ص:٣٧۔

(٤) أیضا۔ ص:٣٦۔

(٥) تذکرۃ الرشید، ص:٦٠۔

(٦) ماخوذ از ریکارڈ ١٣٤٧ھ از محافظ خانہ۔

(٧) تذکرہ علامہ بلیاوی، ص:٣٦۔

(٨) سند حدیث مفتی عزیز الرحمن صاحب، مطبوعہ ماہنامہ دار العلوم دیوبند فروری، ٢٠٢٣ء، ص:٤٤۔

و''السنن للإمام إبن ماجه'' على الشيخ المقري محمد طيب الديوبندي، عن الشيخ محمد رسول خان الهزاروي[1]، عن الشيخ حكيم محمد حسن الديوبندي[2]، عن الشيخ رشيد أحمد الكنكوهي[3].

كلاهما (الشيخ رشيد أحمد الكنكوهي، والشيخ ملا محمود الديوبندي) يرويانه عن الشاه عبد الغني المجددي، عن الشاه أبوسعيد المجددي[4].

و''شرح معاني الآثار للطحاوي'' على الشيخ إسلام الحق الكوباغنجي، عن الشيخ المفتي عزيز الرحمن العثماني[5]، عن الشيخ محمود حسن الديوبندي[6]، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي، عن الشاه عبد الغني المجددي، عن الشاه محمد إسحاق الدهلوي.

و''الموطأ للإمام مالك'' على الشيخ محمد حسين البهاري، عن الشيخ مرتضى حسن الجاندفوري[7]، عن الشيخ محمود حسن

---

(۱) حیات طیب، ص:۶۱۔

(۲) روداد دار العلوم دیوبند ۱۳۲۳ھ ص:۱۷۷، معجم الشیوخ، ص:۲۳۸۔

(۳) تذکرہ علامہ بلیاوی، ص:۳۶۔

(۴) اليانع الجنی، ص:٣٤۔

(۵) ذکر ذاکر: سوانح مولانا ذاکر جھنگوی رحمہ اللہ، فراغت ۱۳۴۵، ص:۴۴۔

(۶) حضرت مفتی عزیز الرحمن صاحب رحمہ اللہ کے زمانہ میں طحاوی شریف پڑھائی ہی نہیں جاتی تھی، حضرت مولانا نور الحسن راشد صاحب کاندھلوی دامت برکاتہم کی تحقیق کے مطابق طحاوی پہلی مرتبہ ۱۳۰۲ھ میں چھپی؛ جب کہ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کا طالب علمی کا دور ۱۲۹۸ھ تک ہے، اس لیے قراءتی سند کا تذکرہ یہی تک ملتا ہے۔

(۷) الكلام المفيد في تحرير الاسانيد، ص:٤٩٤۔

الديوبندي[1]، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي، عن الشاه عبد الغني المجددي، عن الشاه محمد إسحاق الدهلوي.

و"الموطأ للإمام محمد" على الشيخ معراج الحق الديوبندي، عن الشيخ إعزاز على الأمروهوي[2]، عن الشيخ عبد المؤمن الديوبندي[3]، عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي، عن الشاه عبد الغني المجددي، عن الشاه محمد إسحاق الدهلوي.

و"سنن الإمام النسائي" على الشيخ عبد الأحد الديوبندي، عن الشيخ المفتي رياض الدين البجنوري[4]، عن الشيخ عبد الحق البورقاضوي[5]، عن الشيخ محمد يعقوب النانوتوي[6]، عن الشاه عبد الغني المجددي، عن الشاه محمد إسحاق الدهلوي، عن الشاه عبد العزيز الدهلوي، عن الشاه ولي الله بن عبدالرحيم الدهلوي،

---

(۱) أيضا۔

(۲) مشاہیر علماء سرحد/تذکرہ مولانا عبدالخالق صاحب ہزاروی رحمہ اللہ، فراغت: ۱۳۵۱ھ، ص: ۳۱۹۔

(۳) الكلام المفيد في تحرير الأسانيد، ص: ۲۰۰۔

(۴) ماخوذ از ریکارڈ ۱۳۵۵ھ از: دفتر تعلیمات

(۵) تاریخ ندائے شاہی، ص: ۱۴۸۔

(٦) مولانا عبدالحق صاحب پور قاضوی رحمہ اللہ کی فراغت ۱۲۸۷ھ ہے، روداد ۱۲۸۷ھ میں اسباق کی تفصیل معلوم نہ ہو سکی، ممکن ہے شروع اُدوار میں اسباق کی تفصیل نہ لکھی گئی ہو، البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ اس زمانہ میں منصب شیخیت پر حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی رحمہ اللہ فائز تھے، بخاری شریف، ترمذی شریف ودیگر کتب حدیث کے اسباق آپ ہی سے متعلق تھے، لہذا غالب گمان یہی ہے کہ مولانا پور قاضوی رحمہ اللہ نے بھی چند کتب پڑھ کر مابقیہ کتابوں کی اجازت بھی آپ ہی سے حاصل کی ہو، جیسا کہ اس زمانہ میں معمول بھی یہی تھا کہ تمام کتب حدیث کی اجازت منصب شیخیت پر فائز شخصیت ہی دیا کرتی تھی، اس لیے قراءتی سند ذکر نہ کر کے اجازتی سند ذکر کی گئی ہے۔

قدس الله أسرارهم.

وجعل الجنة مأواهم ومثواهم باسانيدهم المتصلة إلى رسول الله صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

وقد قرأت ''الفضل المبين في المسلسل من حديث النبي الأمين صلى الله عليه وسلم'' المعروف بـ ''المسلسلات'' على الشيخ محمد زكريا الكاندهلوي عن المحدث الجليل خليل أحمد السهارنفوري، عن الشيخ عبد القيوم البدهانوي، عن الشيخ محمد إسحاق الدهلوي[1]، عن جده لأمه عبد العزيز الدهلوي، عن والده الشاه ولي الله بن عبد الرحيم الدهلوي.

وكذلك أجاز لنا أيضا بجميع هذه الكتب المحدث الكبير أبوالمآثر حبيب الرحمان الأعظمي، عن الشيخ عبد الغفار العراقي المئوي[2]، عن الشيخ رشيد أحمد الكنكوهي بالسند المتصل إلى الشاه ولي الله الدهلوي، كما مر سابقاً.

وكذلك أجاز لنا المحدث الفقيه المفتي محمود حسن الكنكوهي عن شيخ الإسلام حسين أحمد المدني، عن شيخ الهند محمود حسن الديوبندي عن حجة الإسلام محمد قاسم النانوتوي عن الشاه عبد الغني المجددي، عن الشاه أبوسعيد الدهلوي عن الشاه ولي الله الدهلوي.

❁❁❁❁❁

---

(۱) العناقيد الغاليه، حاشيه:۱، ص:۳۲۔

(۲) مولانا حبيب الرحمٰن اور ان کی علمی خدمات، ص:۷۵، رسالة الأوائل، ص:۳۴۔

حضرت مولانا سید ارشد مدنی صاحب زید مجدہم

استاذ حدیث وصدر المدرسین دار العلوم دیوبند

(ولادت: ۱۳۶۰ھ/۱۹۴۱ء، فراغت: ۱۹۶۳ء)

دار العلوم دیوبند کے موجودہ صدر المدرسین، جمعیۃ علمائے ہند کے قومی صدر، رابطہ عالم اسلامی مکۃ المکرمہ کے رکن اور شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے منجھلے صاحبزادے ہیں۔

ولادت وتعلیم

۱۳۶۰ھ / ۱۹۴۱ء کو آپ اس دنیائے رنگ و بو میں تشریف لائے، ابتدائی تعلیم دیوبند میں حاصل کی، حضرت مولانا قاری اصغر علی صاحب سہسپوری رحمۃ اللہ علیہ معتمد وخلیفۂ اجل شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی قدس سرہ پہلے استاذ ہوئے، آپ ہی کی زیر نگرانی بعمر ۸/ سال حفظ قرآن کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے اور پہلی محراب بانسکنڈی آسام میں حضرت شیخ الاسلام نور اللہ مرقدہٗ کو سنانے کی سعادت میسر آئی۔ حفظِ قرآن کی تکمیل کے بعد دار العلوم دیوبند میں داخل ہوئے، اور اُس وقت کے ضابطے کے مطابق ۵/ سال فارسی کی تعلیم حاصل کی، ۱۹۵۵ء سے عربی تعلیم کا آغاز کیا اور ۱۹۶۳ء میں فراغت حاصل کی۔

اساتذہ دورۂ حدیث شریف

دورۂ حدیث میں جن اساتذہ سے آپ نے کسب فیض کیا، ان کے اسماء مع کتب درج ذیل ہیں:

بخاری شریف مکمل: حضرت مولانا فخر الدین احمد صاحب، مرادآبادیؒ

ترمذی شریف جلد اول: مقدمہ مسلم اور کتاب الایمان، حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بلیاویؒ

ترمذی شریف جلد ثانی: شمائل ترمذی، ابوداؤد: حضرت مولانا فخرالحسن صاحب، مرادآبادیؒ

مسلم شریف، از کتاب الطہارۃ تا آخر، ابن ماجہ: حضرت مولانا بشیر احمد خان صاحب، بلند شہریؒ

نسائی شریف: حضرت مولانا ظہور احمد صاحب دیوبندیؒ

طحاوی شریف: حضرت مولانا مفتی مہدی حسن صاحب، شاہ جہانپوریؒ

موطا امام مالک: حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب دیوبندیؒ

موطا امام محمد: حضرت مولانا عبدالاحد صاحب دیوبندیؒ

تدریس ونظامت

تعلیم سے فراغت کے بعد ۱۹۶۵ء میں بہار کے مرکزی ادارہ جامعہ قاسمیہ گیا سے تدریسی زندگی کا آغاز کیا، پھر مدینہ منورہ کے لیے عازم سفر ہوئے تقریباً چودہ ماہ گزار کر ہندوستان تشریف لائے، ۱۳۸۹ھ میں آپ کو حضرت مولانا فخرالدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایماء پر مدرسہ شاہی مراد آباد میں خدمت تدریس پر مامور کیا گیا۔ یہاں رہ کر آپ نے کتب متوسطہ کے علاوہ مشکوۃ شریف، مسلم شریف، اور مؤطا امام مالک وغیرہ اعلیٰ کتابوں کا درس دیا۔ ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء میں دارالعلوم دیوبند میں مدرس مقرر ہوئے، ۱۹۸۷ء سے ۱۹۹۰ء تک نائب ناظم تعلیمات رہے۔ ترمذی شریف، مشکاۃ المصابیح وغیرہ حدیث کی کتابوں کے اسباق آپ سے متعلق رہے ہیں، ۱۹۹۶ء سے ۲۰۰۸ء تک دارالعلوم کے ناظم تعلیمات کے عہدہ پر فائز رہے۔ آپ کے زمانہ میں نہایت اہم تعلیمی اصلاحات عمل میں آئی اور تعلیمی کارکردگی میں نمایاں ترقی ہوئی۔

مجلس شوریٰ کے اجلاس صفر ۱۴۴۲ھ مطابق اکتوبر ۲۰۲۰ء میں صدر المدرسین دارالعلوم کے باوقار منصب کے لیے آپ کا انتخاب عمل میں آیا۔ ۲۰۰۶ء میں جمعیۃ علمائے ہند کے قومی صدر منتخب کیے گئے، اور حضرت مولانا سید اسعد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے

بعد ملک کی سیاست اور مسلمانانِ ہند کی قیادت کے حوالے سے عظیم الشان خدمات انجام دے رہے ہیں۔

تصانیف

تدریسی اور سیاسی و سماجی مشغولیات کے ساتھ آپ کی متعدّد اہم علمی خدمات بھی منظر عام پر آچکی ہیں، ''تفصیل عقد الفرائد فی تکمیل قید الشرائد معروف بہ منظومہ ابن وہبان'' کے مخطوطہ کو اپنی تحقیق و تعلیق کے ساتھ دو جلدوں میں شائع کیا۔ علامہ بدر الدین عینی کی کتاب ''نخب الافکار فی تنقیح مبانی الاخبار فی شرح شرح معانی الآثار'' کے مخطوطہ کو مصر سے حاصل کر کے اپنی تحقیق و تعلیق کے ساتھ ۲۳؍ جلدوں میں عالم عرب سے شائع کرایا، چونکہ ترمذی کی کوئی مکمل شرح تحفۃ الاحوذی کے علاوہ ہندوستان میں میسر نہیں ہے اور مولانا مبارکپوریؒ عام طور پر احناف پر سخت کلام کرتے ہیں اس لیے ''ہدیۃ الاحوذی'' کے نام سے ۶؍ جلدوں میں مولانا مذکور کے متکلّم فیہ ابواب کو جمع کیا ہے، جس میں خاص طور پر اپنے اکابر رحمہم اللہ کے پیش کردہ مسلک احناف کی تائید میں دلائل کو جمع کر دیا گیا ہے، تاکہ مدرس کو اپنے مسلک کے دلائل ایک جگہ مل جائیں زیادہ ورق گردانی نہ کرنی پڑے۔ آپ کی کوششوں سے حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ قرآن اور تفسیر عثمانی کا ہندی ترجمہ منظر عام پر آیا۔
اللہ رب العزت آپ کی عمر میں برکت عطا فرما کر آپ کا فیض تادیر قائم فرمائیں۔ آمین

الإجازة المسندة لسائر الكتب التالية والفنون المتداولة
من فضيلة الشيخ السيد أرشد المدني حفظه الله

يقول: قرأت ''الصحيح من جامع الإمام البخاري'' على الشيخ فخر الدين أحمد المرادآبادي، عن الشيخ شيخ الهند محمود

حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

و''النصف الأول لجامع الإمام الترمذى'' على الشيخ العلامة محمد إبراهيم البلياوي.

و''النصف الثاني منه'' على الشيخ فخر الحسن المرادآبادي، عن الشيخ السيد حسين أحمد المدني.

و''الشمائل للإمام الترمذي'' على الشيخ فخر الحسن المرادآبادي، عن الشيخ إعزاز علي الأمروهوي، كلهم عن الشيخ شيخ الهند محمود حسن الديوبندي، (إلا الشيخ فخر الحسن)، عن الشيخ محمد يعقوب النانوتوي.

و''الصحيح للإمام مسلم'' (من بدايته إلى آخر كتاب الإيمان) على الشيخ العلامة محمد إبراهيم البلياوي، عن الشيخ حكيم محمد حسن الديوبندي، عن الشيخ رشيد أحمد الكنكوهي.

و''الصحيح للإمام مسلم'' (من بداية كتاب الطهارة إلى آخر الكتاب) و''السنن للإمام ابن ماجه'' على الشيخ بشير أحمد خان البلندشهري، عن الشيخ غلام محي الدين الغلاوتهي[١]، عن الشيخ السيد أحمد حسن الأمروهوي[٢]، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي[٣].

وقرأت: ''سنن الإمام أبي داود'' على الشيخ فخر الحسن

---

(١) معجم الشيوخ: حاشيه، ٢/ ٤٠٧.

(٢) أيضا.

(٣) تذكره مشاهير هند كاروان رفته، ص: ١٩.

المرادآبادي، عن الشيخ العلامة محمد إبراهيم البلياوي، عن الشيخ المفتي عزيز الرحمن العثماني، عن الشيخ ملا محمود الديوبندي.

و''شرح معاني الآثار للطحاوي'' على الشيخ المفتي مهدي حسن الشاجهان فوري، عن الشيخ المفتي كفايت الله الدهلوي[1]، عن الشيخ شيخ الهند محمود حسن الديوبندي[2]، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

و ''الموطأ للإمام مالك ''على الشيخ المقرئ محمد طيب الديوبندي[3].

و ''الموطأ للإمام محمد'' على الشيخ عبد الأحد الديوبندي، عن الشيخ المفتي محمد شفيع العثماني[4]، كلاهما (الشيخ المقرئ محمد طيب الديوبندي، والشيخ المفتي محمد شفيع العثماني) يرويانه عن الشيخ المفتي عزيز الرحمن العثماني، عن الشيخ ملّا محمود الديوبندي[5].

كلهم (الشيخ محمد قاسم النانوتوي، والشيخ محمد يعقوب النانوتوي، والشيخ رشيد أحمد الكنكوهي، والشيخ مُلاّ محمود

---

(۱) مشاہیر علماء دیوبند، ص:۷۴، الكلام المفيد في تحرير الأسانيد، ص:۵۴۵.

(۲) محافظ ربانی بتاریخ مدرسہ عبد الرب دھلی، ص:۴۶۲.

(۳) حیات طیب، ص:۶۱.

(۴) روداد دار العلوم دیوبند ۱۳۳۶ھ، ص:۲۵۲، سند حدیث مفتی شفیع صاحب رحمہ اللہ، مطبوعہ ماہنامہ انوار مدینہ لاہور نومبر ۲۰۲۱، ص:۵۴.

(۵) سند حدیث مفتی عزیز الرحمن صاحب رحمہ اللہ مطبوعہ ماہنامہ دار العلوم دیوبند فروری، ۲۰۲۳، ص:۴۴.

الديوبندي) عن الشاه عبد الغني المجددي، عن الشاه محمد إسحاق الدهلوي.

و"سنن الإمام النسائي" على الشيخ ظهور أحمد الديوبندي، عن الشيخ العلامة شبير أحمد العثماني(١)، عن الشيخ المفتي عزيز الرحمن العثماني(٢)، عن الشيخ عبد العلي الميرتهي(٣)، عن الشيخ أحمد علي السهارنفوري(٤)، عن الشاه محمد إسحاق الدهلوي(٥)، عن الشاه عبد العزيز الدهلوي، عن الشاه ولي الله بن عبد الرحيم الدهلوي، قدس الله أسرارهم وجعل الجنة مأواهم ومثواهم باسانيدهم المتصلة إلى رسول الله صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

❁❁❁❁❁

---

(١) حيات طيب، ص:٦١، واضح ہو کہ حضرت قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ اور حضرت مولانا ظہور احمد صاحب دیوبندی رحمہ اللہ علیہ دونوں ہم جماعت تھے۔

(٢) حيات عثماني، ص:٧٠.

(٣) أيضا.

(٤) الإجازات الساميه طبع قديم، ص:١١٣. زاويه حضرات نقشبندية المجدديه، شارع أبي الخير دهلى.

(٥) تذکرہ مشاہیر ہند. کاروان رفتہ، ص:٢٢.

حضرت مولانا نعمت اللہ صاحب اعظمی عمت فیوضہم

(استاذ حدیث وصدر شعبۂ تخصص فی الحدیث دار العلوم دیوبند)

(ولادت: ۱۳۵۴ھ/۱۹۳۴ء، فراغت: ۱۳۷۱/۱۳۷۲ھ/۱۹۵۲ء)

ولادت و تعلیم

آپ کی پیدائش یوپی کے پورہ معروف ضلع مئو میں ۱۳۵۴ھ/۱۹۳۴ء کو ہوئی، ابتدائی تعلیم، ودینیات اور مبادی علوم کو اپنے وطنِ مالوف میں حاصل کیا، اس کے بعد دار العلوم دیوبند میں داخلہ لیا اور ۱۳۷۱، ۱۳۷۲ھ/ ۱۹۵۲ء میں دورۂ حدیث کی تکمیل کی، فراغت کے بعد دو سال علوم وفنون کی تحصیل میں گذارے۔

اساتذۂ دورۂ حدیث شریف

دورۂ حدیث میں جن اساتذۂ کرام سے اکتساب فیض کیا ان کے اسماء مع کتب درج ذیل ہیں:

بخاری شریف مکمل، ترمذی شریف جلد اول: حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ

ترمذی شریف جلد ثانی، شمائل، ابوداؤد شریف: حضرت مولانا اعزاز علی صاحب امروہویؒ

مسلم شریف، طحاوی شریف: حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب، بلیاویؒ

ابن ماجہ، موطا امام مالک: حضرت مولانا ظہور صاحب دیوبندیؒ

نسائی شریف: حضرت مولانا فخر الحسن صاحب مرادآبادیؒ

موطا امام محمد: حضرت مولانا محمد جلیل صاحب کیرانویؒ

درس وتدریس

اولاً ۱۳۵۷ھ میں مدرسہ حسینیہ تاؤلی ضلع مظفر نگر میں مدرس مقرر ہوئے، اس

کے بعد ملک کے مختلف مدارس میں تدریسی خدمات انجام دیں، جن میں مصباح العلوم کوپاگنج ضلع مئو، جامعۃ الرشاد اعظم گڑھ اور مفتاح العلوم مئو نمایاں اور قابلِ ذکر ہیں، آسام اور گجرات کے بعض مدارس میں بھی آپ نے تدریسی خدمات انجام دیں، ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء میں دار العلوم دیوبند میں درجۂ علیا کے استاذ مقرر ہوئے، مسلم شریف، ابوداؤد شریف وغیرہ کے اسباق آپ سے متعلق رہے ہیں، اِس وقت ترمذی شریف جلد اول کا سبق آپ سے متعلق ہے، تخصص فی الحدیث کا شعبہ آپ کی نگرانی میں قائم ہے، نہایت وسیع المطالعہ، کثیر المعلومات اور علمی شخصیت کے مالک ہیں، دار العلوم میں آپ کی ذات مرجع کی حیثیت رکھتی ہے۔

اسلوبِ درس

حضرت بہ یک وقت محدث وفقیہ دونوں ہیں، ایک بلند پایہ محدث ہونے کے ساتھ ساتھ علمِ فقہ میں گہری بصیرت رکھتے ہیں، حدیث اور اس کے متعلقات (اصول حدیث، احوال رواۃ، علم حدیث کی عصری معنویت وغیرہ) آئینے کی طرح ان کے سامنے تو ہیں ہی ساتھ ہی، تمام فقہی مکاتب بہ طور خاص ائمہ اربعہ کے چاروں مذاہب بھی انہیں ازبر ہیں، شرح حدیث کے دوران بغیر کسی جانبداری کے ہر مذہب کو وہ نکھار کر پیش کرتے ہیں، اس کے بعد ترجیحی صورت کی وضاحت کرتے ہیں، ان کے درس کو سمجھنے کے لیے انتہائی چاق وچوبند اور بیدار مغزی کی ضرورت ہوتی ہے، ایک طالب علم ان کے درس میں جب تک مستقل حاضر باش نہیں رہے گا ان کے بتائے ہوئے نکتوں کو نہیں سمجھ سکتا، بسا اوقات حضرت ہفتوں اور مہینوں پہلے کی ہوئی اپنی تقریر کا حوالہ اس طرح دیتے ہیں گویا ابھی چند لمحے قبل کی بات ہے اور اسی کی بنیاد پر تشریح حدیث کی پوری عمارت کھڑی کرتے چلے جاتے ہیں۔

اندازِ بیان اس طرح ہوتا ہے کہ ترتیب وار پہلے محدثین کی تشریحات، ائمہ جرح وتعدیل کی آراء، حدیث سے مستنبط ائمہ مجتہدین کی مجتہدات پھر حدیث کے مراتب، صحت

وضعف، حسن وقبح اور راجح ومرجوح کی وضاحت کرنے کے بعد کلام کا خلاصہ پیش کرتے ہیں اور یہ بتاتے ہیں کہ آخر کار فقہ حنفی کیوں کر اقرب الی الکتاب والسنہ ہے؟ اور اولیت کا درجہ اسے کیوں حاصل ہے؟

فن حدیث پر ایسی گہری نظر، کتابوں کے مطالعہ کا یہ حال اور حافظے کی پختگی کا یہ عالم کہ پوری صحاح ستہ کا ایک ایک ورق، ایک ایک صفحہ، صفحے کی ایک ایک سطر اور سطر کا ایک ایک لفظ نظر کے سامنے ہے، گویا آئینہ ہو، حضرت کی اسی دقتِ نظری اور وسعتِ علم ومطالعہ کی بنیاد پر دار العلوم کے شعبۂ تخصص فی الحدیث کا انھیں اولین نگراں مقرر کیا گیا جس کا یہ مبارک سلسلہ ۲۰۰۰ء سے تاہنوز جاری ہے، یہ شعبہ اپنی علمی شان ووقار کے ساتھ حضرت کے زیر نگرانی اپنے کارہائے نمایاں انجام دے رہا ہے۔

(دار العلوم اور علم حدیث، ص:۱۸۸، شعیب عالم قاسمی مظفر نگری، مطبوعہ: ۱۴۴۰ھ)

تصانیف

اردو، عربی وغیرہ میں متعدد کتابوں کے آپ مصنف ہیں، آپ کی اہم کتابوں میں "نعم البیان فی ترجمۃ القرآن" "تقریب شرح معانی الآثار" "نعمۃ المنعم شرح مقدمہ مسلم" اور "درسِ بخاری" یہ حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا درس بخاری ہے جس کے جامع حضرت مولانا ہیں، نیز طلبۂ تخصص فی الحدیث نے "حسن صحیح فی جامع الترمذی" "حسن غریب فی جامع الترمذی" "الحدیث الحسن فی الجامع الترمذی" کے نام سے ترمذی کی اصطلاحات حسنٌ صحیحٌ اور حسنٌ غریبٌ پر جو کہ محدثین کی اسناد حیثیت سے نہایت اہمیت کی حامل رہیں، آپ ہی کی زیر نگرانی اور زیر سرپرستی نہایت وقیع اور دقیق کام انجام دیا ہے جو کہ اس شعبۂ تخصص فی الحدیث کا نمایاں اور ممتاز کارنامہ ہے، اس کے علاوہ حضرت کے کچھ علمی وتحقیقی رسالے بھی ہیں جو تشنگانِ علومِ حدیث کی پیاس بجھانے میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔

الإجازة المسندة لسائر الكتب التالية والفنون المتداولة من فضيلة الشيخ نعمت الله الأعظمي حفظه الله

يقول: قرأت ''الصحيح من جامع الإمام البخاري'' و''النصف الأول لجامع الإمام الترمذي'' كليهما على الشيخ حسين أحمد المدني، عن الشيخ شيخ الهند محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

و''النصف الثاني لجامع الإمام الترمذي، وشمائله، وسنن الإمام أبي داؤد'' على الشيخ إعزاز علي الأمروهوي، عن الشيخ شيخ الهند محمود حسن الديوبندي(١)، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي، عن الشيخ أحمد على السهارنفوري.

و''الصحيح للإمام مسلم'' على الشيخ العلامة محمد إبراهيم البلياوي، عن الشيخ حكيم محمد حسن الديوبندي(٢)، عن الشيخ رشيد أحمد الكنكوهي(٣).

و''شرح معاني الآثار للطحاوي'' على الشيخ العلامة محمد إبراهيم البلياوي، عن الشيخ المفتي عزيز الرحمن العثماني(٤)، عن الشيخ شيخ الهند محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

---

(١) تذكره اعزاز، ص: ٤٣.

(٢) تذكره علامه محمد ابراہیم بلیاوي رحمه الله، ص: ٣٧.

(٣) أيضا.

(٤) أيضا، ص: ٣٩.

و"السنن للإمام إبن ماجه" على الشيخ ظهور أحمد الديوبندي، عن الشيخ محمد رسول خان الهزاروي[١]، عن الشيخ حكيم محمد حسن الديوبندي، عن الشيخ رشيد أحمد الكنكوهي.

و"سنن الإمام النسائي" على الشيخ فخر الحسن المرادآبادي، عن الشيخ إعزاز علي الأمروهوي[٢]، عن الشيخ عبد المؤمن الديوبندي، عن الشيخ شيخ الهند محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ ملا محمود الديوبندي.

و"الموطأ للإمام مالك" على الشيخ ظهور أحمد الديوبندي.

و"الموطأ للإمام محمد" على الشيخ محمد جليل الكيرانوي، كلاهما عن الشيخ المفتي عزيز الرحمن العثماني[٣]، عن الشيخ مُلاّ محمود الديوبندي، كلهم (الشيخ محمد قاسم النانوتوي، والشيخ رشيد أحمد الكنكوهي، والشيخ مُلاّ محمود الديوبندي) عن الشاه عبد الغني المجددي، وهما (الشاه عبد الغني المجددي، والشيخ أحمد على السهارنفوري) يرويانه عن الشاه محمد إسحاق الدهلوي، عن الشاه عبد العزيز الدهلوي، عن الشاه ولي الله بن عبد الرحيم الدهلوي، قدس الله أسرارهم وجعل الجنة مأواهم ومثواهم بأسانيدهم المتصلة إلى رسول الله صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

---

(١) روداد دار العلوم دیوبند ۱۳۳۷ھ، حیات طیب، ص:٦١.

(٢) ماخوز از ریکارڈ ۱۳۴۶-۴۷ھ از محافظ خانہ دار العلوم دیوبندی

(٣) سند حدیث مفتی عزیز الرحمن صاحب رحمہ اللہ علیہ، مطبوعہ ماہنامہ دار العلوم دیوبند فروری، ۲۰۲۳ء، ص:۴۴

حضرت مولانا قمر الدین احمد صاحب گورکھپوری دامت برکاتہم

استاذ حدیث دار العلوم دیوبند

(ولادت:۱۳۵۷ھ/۱۹۳۸ء، فراغت:۱۹۵۷ء)

دار العلوم دیوبند کے شیخ الحدیث ثانی، محی السنۃ حضرت شاہ ابرار الحق ہردوئی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ و مجاز، شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید اور مشہور عالمِ دین ہیں، حضرت الاستاذ صاحب علم و عمل اور اخلاق و کردار کی ایک واضح علامت ہیں، تقویٰ و طہارت میں امتیازی شان رکھنے کے ساتھ دعوت و اصلاح کے جذبہ سے بھی معمور رہتے ہیں۔

ولادت و تعلیم

مشرقی یوپی ضلع گورکھپور کے قصبہ بڑہل گنج میں ۲/ فروری ۱۹۳۸ء کو پیدا ہوئے، آپ کے والد کا نام حاجی بشیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ عربی کی ابتدائی و متوسط تعلیم مدرسہ احیاء العلوم مبارک پور اور دار العلوم مئو میں حاصل کی۔ ۱۹۵۴ء میں دار العلوم دیوبند تشریف لائے، ۱۹۵۷ء میں اس وقت کے مقتدر و مشاہیر علماء شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا محمد ابراہیم بلیاوی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ اساتذہ سے کسبِ فیض کر کے سند فراغت حاصل کی۔ فراغت کے ایک سال قبل اور دورہ حدیث شریف سے فراغت کے ایک سال بعد کامل دو سال فنون کی تکمیل کی۔

اساتذہ دورہ حدیث شریف

جن اساتذہ سے آپ نے کسبِ فیض کیا ان کے اسماء مع کتب حسبِ ذیل ہیں:

بخاری شریف: (تین ماہ) حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ اس کے بعد مکمل حضرت

مولانا فخر الدین صاحب مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ
ترمذی شریف، مسلم شریف: حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بلیاوی رحمۃ اللہ علیہ
نسائی شریف: حضرت مولانا بشیر احمد خان صاحب بلند شہری رحمۃ اللہ علیہ
سنن أبي داود: حضرت مولانا فخر الحسن صاحب مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ
شمائل ترمذی: حضرت مولانا عبد الاحد صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ
طحاوی شریف: حضرت مولانا سید حسن صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ
ابن ماجہ شریف، موطا امام مالک: حضرت مولانا ظہور احمد صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ
موطا امام محمد: حضرت مولانا جلیل احمد کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ

درس و تدریس

دار العلوم میں فنون کی تکمیل کے بعد مدرسہ عبد الرب دہلی سے تدریسی سلسلہ کا آغاز فرمایا۔ ۱۹۶۶ء میں دار العلوم دیوبند میں تقرر عمل میں آیا، ترقی کرتے ہوئے درجۂ علیا تک پہنچے۔ حدیث کی مشہور کتابیں مسلم شریف، ابوداؤد شریف اور نسائی شریف وغیرہ زیر درس رہیں، اس وقت بخاری شریف جلد ثانی (از کتاب المغازی تا ختم کتاب التفسیر) اور "تفسیر ابن کثیر سورۂ صافات" کا سبق بھی آپ سے متعلق ہے۔

بیعت و سلوک

منازل سلوک طے کرنے کے لیے حضرت مولانا و علامہ محمد ابراہیم صاحب بلیاوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیجا، اور ایک رقعہ تحریر فرمایا "کہ جو کچھ علومِ ظاہری دینا تھا وہ میں نے دے دیا، اب علوم باطنی اور تزکیۂ نفس کے لیے آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں، اور میں اس سلسلہ میں کوئی سفارش بھی نہیں کرتا، حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر مسکراتے ہوئے فرمایا یہ بھی تو ایک

سفارش ہے" پھر بیعت فرمالیا، آپ کی نیک طبیعت، اخلاقِ کریمانہ اور کسرِ نفسی کی بناء پر چند دنوں میں ہی آپ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے منظورِ نظر بن گئے اور ایک دن بڑی محبت میں ارشاد فرمایا کہ جب بھی کوئی بیعت ہو تو تم بھی شامل ہو جایا کرو، پھر حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعد حضرت محی السنہ مولانا شاہ ابرار الحق صاحب ہردوئی رحمۃ اللہ علیہ سے اصلاحی تعلق قائم فرمایا۔ اور بہت جلد منازل سلوک طے فرماتے ہوئے اجازت و خلافت سے سرفراز ہوئے، آپ کو حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بلیاوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا قاری صدیق صاحب باندوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا محمود صاحب خلیفہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اجازت و خلافت حاصل ہے۔

دعوتی واصلاحی سرگرمیاں

آپ دعوت واصلاح اور تبلیغ و ارشاد کی غرض سے ملک و بیرونِ ملک کے اسفار فرماتے رہتے ہیں، کئی مرتبہ انگلینڈ اور امریکہ بھی تشریف لے گئے ہیں، اور کئی سالوں سے رمضان کے اخیر عشرہ میں مسجد ہاشم آمبور میں اعتکاف فرماتے ہیں۔ اور دل پذیر نصیحت اور حضرات اکابر کے واقعات سناتے رہتے ہیں، اور ''إن من الشعر لحكمة'' کے مصداق اشعار سے مزین مواعظِ حسنہ سے شہر و بیرونِ شہر کے سینکڑوں افراد کو مستفیض فرماتے ہیں۔

تصنیفات

حضرت والا کی مستقل تصنیف بندہ کے علم میں نہ آسکی، البتہ آمبور تمل ناڈو کی جامع مسجد ہاشم میں جو بیان فرمایا ہے اسے جمع کر کے "جواہرات قمر" نام سے کئی جلدوں میں کتاب منظر عام پر آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ تادیر امت پر قائم و دائم فرمائے، آمین۔

الإجازة المسندة لسائر الكتب التالية والفنون المتداولة من فضيلة الشيخ قمر الدين أحمد الغورخفوري حفظه الله

يقول: قرأت ''الصحيح من جامع الإمام البخاري'' على الشيخ السيد حسين أحمد المدني، والشيخ فخر الدين أحمد المرادآبادي، كلاهما عن الشيخ شيخ الهند محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

و''الجامع للإمام الترمذي'' على الشيخ العلامة محمد إبراهيم البلياوي، عن الشيخ شيخ الهند محمود حسن الديوبندي[(١)]، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

و''الصحيح للإمام مسلم'' على الشيخ العلامة محمد إبراهيم البلياوي، عن الشيخ حكيم محمد حسن الديوبندي[(٢)]، عن الشيخ رشيد أحمد الكنكوهي.

و''سنن الإمام أبي داود'' على الشيخ فخر الحسن المرادآبادي، عن الشيخ العلامة محمد إبراهيم البلياوي[(٣)]، عن الشيخ المفتي عزيز الرحمن العثماني، عن الشيخ مُلاّ محمود الديوبندي[(٤)].

و''السنن للإمام إبن ماجه'' على الشيخ ظهور أحمد

---

(١) تذکرہ علامہ محمد ابراہیم بلیاوی رحمہ اللہ، ص: ۳۵۔

(٢) أیضا، ص: ۳۷۔

(٣) ماخوذ از ریکارڈ، ۱۳۴۷ھ از محافظ خانہ دار العلوم دیوبند۔

(٤) ۱۲۹۵ھ اور ۱۲۹۹ھ کی رودادوں میں ''سنن ابی داوٗد'' ملا محمود دیوبندی رحمہ اللہ ہی کے پاس لکھی ہے۔

الديوبندي، عن الشيخ محمد رسول خان الهزاروي[١]، عن الشيخ حكيم محمد حسن الديوبندي[٢]، عن الشيخ رشيد أحمد الكنكوهي.

و''سنن الإمام النسائي'' على الشيخ بشير أحمد خان البلندشهري، عن الشيخ غلام محي الدين الغلاوتهي[٣]، عن الشيخ السيد أحمد حسن الأمروهوي[٤]، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

و''الشمائل للإمام الترمذي'' على الشيخ عبد الأحد الديوبندي، عن الشيخ إعزاز علي الأمروهوي[٥]، عن الشيخ شيخ الهند محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

و''شرح معاني الآثار للطحاوي'' على الشيخ السيد محمد حسن الديوبندي، عن الشيخ إعزاز علي الأمروهوي[٦]، عن الشيخ عبد المؤمن الديوبندي، عن الشيخ شيخ الهند محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

و''الموطأ للإمام مالك'' على الشيخ محمد ظهور أحمد الديوبندي.

و''الموطأ للإمام محمد'' على الشيخ محمد جليل الكيرانوي.

---

(١) ماخوذ از ریکارڈ، ۱۳۳۷ھ از محافظ خانہ دار العلوم دیوبند۔

(٢) روداد دار العلوم دیوبند ۱۳۲۳ھ ص: ۱۷۷۔

(٣) معجم الشیوخ حاشیہ: ۲/ ۴۰۷۔

(٤) ایضاً۔

(٥) ماخوذ از ریکارڈ ۱۳۵۵ھ از دفتر تعلیمات دار العلوم دیوبند۔

(٦) ماخوذ از ریکارڈ ۱۳۷۶ھ، از محافظ خانہ دار العلوم دیوبند۔

كلاهما عن الشيخ المفتي عزيز الرحمن العثماني، عن الشيخ مُلاّ محمود الديوبندي، كلهم (الشيخ محمد قاسم النانوتوي، والشيخ رشيد أحمد الكنكوهي، والشيخ ملا محمود الديوبندي) عن الشاه عبد الغني المجددي، عن الشاه محمد إسحاق الدهلوي، عن الشاه عبد العزيز الدهلوي، عن الشاه ولي الله بن عبد الرحيم الدهلوي، قدس الله اسرارهم وجعل الجنة مأواهم ومثواهم ، بأسانيدهم المتصلة إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم.

❁❁❁❁❁

حضرت مولانا عبد الخالق صاحب مدراسی دامت برکاتہم العالیہ

استاذ حدیث و نائب مہتمم دار العلوم دیوبند

(ولادت: ۱۹۵۳ء، فراغت: ۱۹۷۰ء)

آپ دار العلوم دیوبند کے مشہور استاذ حدیث اور نائب مہتمم ہیں دار العلوم کی متعدد نئی اور اہم عمارات کی تعمیر آپ ہی کا فیضِ عنایت ہے، خصوصاً ''جامع رشید'' اور جدید ''دار الحدیث و شیخ الہند لائبریری'' آپ کی زیر نگرانی ہونے والی تعمیر کا شاہکار ہے۔

ولادت و تعلیم

دار العلوم کے ریکارڈ کے مطابق ۱۰ر مارچ ۱۹۵۳ء کو شمالی آرکاٹ (تمل ناڈو) کی جدوال آرکارٹ، مدراس (جو پہلے صوبہ تمل ناڈو کے ضلع ''ویلور'' اور اب ضلع ''رانی سب'' میں آتا ہے) میں آپ کی پیدائش ہوئی۔

قرآن کریم، اردو، حساب اور دینیات کی ابتدائی تعلیم مدرسہ امداد المسلمین جدوال میں اور انگریزی، حساب جغرافیہ اور دیگر علوم عصریہ مدرسہ بلنج پور تمل ناڈو میں حاصل کی۔ اس کے بعد فارسی کی تعلیم ۱۹۶۱ء کو مدرسہ باقیات الصالحات میں حاصل کی۔ ۱۹۶۳ء میں عربی تعلیم کا آغاز دار العلوم سبیل الرشاد بنگلور سے ہوا اور مدرسہ داؤدیہ تمل ناڈو میں بھی آپ نے عربی تعلیم حاصل کی۔

علم تجوید و قراءت

دار العلوم سبیل الرشاد کے زمانۂ طالب علمی میں آپ نے قاری اظہر حسن صاحب امروہوی رحمۃ اللہ علیہ سے قراءت سبعہ و عشرہ پڑھیں اور فن تجوید و قراءت میں مہارت تامہ حاصل کی۔

دار العلوم دیوبند میں

۱۹۶۹ء میں آپ نے دار العلوم دیوبند میں داخلہ لیا اور ۱۹۷۰ء میں دورہ حدیث شریف سے فراغت حاصل کی اور پھر ادب اور تکمیل علوم عقلیہ وافتاء کا نصاب بھی مکمل کیا۔

اساتذہ دورہ حدیث شریف

جن اساتذہ سے آپ نے کسبِ فیض کیا ان کے اسماء مع کتب حسب ذیل ہیں:

بخاری شریف جلد اول: حضرت مولانا فخر الدین صاحب مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ۔

بخاری شریف جلد ثانی: حضرت مولانا مفتی محمود الحسن صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

مسلم شریف، ابن ماجہ شریف: حضرت مولانا شریف الحسن صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ۔

ترمذی شریف مع شمائل: حضرت مولانا فخر الحسن صاحب مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ

ابوداؤد شریف: حضرت مولانا عبد الاحد صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ۔

نسائی شریف: حضرت مولانا محمد حسین صاحب بہاری رحمۃ اللہ علیہ۔

طحاوی شریف: حضرت مولانا اسلام الحق صاحب کوپاگنجی رحمۃ اللہ علیہ۔

مؤطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ: حضرت مولانا نصیر احمد خان صاحب بلند شہری رحمۃ اللہ علیہ۔

مؤطا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ: حضرت مولانا نعیم صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ۔

آغاز تدریس

اسلام کی علمی وعملی پاسبانی کے لیے مکمل صلاحیت وصالحیت لازمی ہوتی ہے، دار العلوم دیوبند کا خاص طور پر یہ طرۂ امتیاز رہا ہے کہ یہاں تدریسی وتعلیمی خدمات انجام دینے والے اساتذہ اور معلمین کامل واکمل صلاحیت وصالحیت کے حامل ہوتے رہے ہیں۔

آپ مد ظلہ نے تقریباً ۶ر سال تک اس آفاقی وعالمی حیثیت کے ادارے میں وقت کی عبقری شخصیت، وحیدِ عصر حضرت مولانا وحید الزماں صاحب کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ کی مشفقانہ

تربیت میں رہ کر پروان چڑھے، یہی وجہ تھی کہ فراغت کے فوراً بعد اکابرین کی نگاہِ انتخاب آپ پر پڑی، اور آغاز ہی میں آپ کو تدریسی خدمات کے لیے منتخب کر لیا گیا، اور یہ بات باعثِ تعجب نہیں ہے؛ اس لیے کہ مولانا اپنی دینی صلاحیت کے اعتبار سے بلا شبہ اس کے لائق تھے اور پھر مولانا کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ نے جس انداز سے آپ کو تراش تراش کر درخشندہ ستارہ بنا دیا تھا اس کا بھی تقاضہ یہی تھا کہ آپ کو بلا تاخیر دار العلوم میں رکھ لیا جائے ۔۔۔ تو حق بحق دار رسید کے تحت آپ کی تدریس کا آغاز ۱۳۹۵ھ مطابق ۱۹۷۵ء میں مادر علمی از ہر ہند دار العلوم دیوبند سے ہی ہوا۔

آپ کے زیر درس عربی ادب کے ساتھ ساتھ کئی اہم اور معیاری کتابیں رہیں، مثلاً دیوان متنبی، تاریخ الادب العربي، تفسیر جلالین، مشکوۃ شریف اور شمائل ترمذی وغیرہ، اس وقت بھی شمائل ترمذی، دیوان متنبی اور دیوان حماسہ (باب الادب) زیر درس ہیں۔

آپ کا سبق طلبہ میں حد درجہ مقبول ہے، داخلی طلبہ کے علاوہ خارجی طلبہ بھی بکثرت آپ کا سبق سننے کے لیے آتے ہیں۔ آپ کا سبق حکمتوں، تجربوں اور معلومات سے بھرپور ہوتا ہے، زبان اردو نہ ہونے کے باوجود بھی آپ انتہائی فصیح و بلیغ کلام فرماتے ہیں، آپ کے درس میں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آپ طلبہ کے تئیں ایک عجیب درد اپنے اندر رکھتے ہیں اور مسلسل ان کے روشن مستقبل کے لیے فکر مند رہتے ہیں؛ بالخصوص طلبۂ دورۂ حدیث شریف کے ساتھ ایک الگ انداز اور ایک الگ درد کے ساتھ پیش آتے ہیں، اور بہت سی مرتبہ آپ کا یہ درد آنسوؤں کی شکل میں ظاہر بھی ہو جاتا ہے۔ شمائل ترمذی کے سبق میں آپ کی جذب و اضطراب کی کیفیت اور عارفانہ کلام عشقِ رسول کی خوب خوب عکاسی کرتی ہے۔

زور بیانی، لسانی سلاست اور تقریر کا خاص ملکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ودیعت فرمایا ہے۔

منصب نیابتِ اہتمام

دار العلوم جیسے عظیم الشان ادارہ کی بات ہو تو اس کے منصبِ اہتمام اور نیابت

کے لیے ایک ذہین و فطین ہی شخص درکار ہوتا ہے۔ آپ حضرت والا بھی بلا کے ذہین اور معاملہ فہم ہیں؛ اس لیے ۱۹۹۹ء میں ارباب شوریٰ کی دور رس نگاہیں آپ پر پڑیں اور اس اہم اور نازک منصب کے لیے آپ کا انتخاب عمل میں آیا۔

۱۴۰۸ھ مطابق ۱۹۸۷ء سے دار العلوم کے شعبۂ تعمیرات کی نظامت بھی آپ ہی سے متعلق ہے، دار العلوم کی مادی اور تعمیری لحاظ سے ترقی دینے میں آپ کا اہم کردار ہے، مسجد رشید آپ کے تعمیری ذوق اور فنی مہارت کا شاہکار ہے، دار الحدیث و شیخ الہند لائبریری جیسی عظیم الشان اور تاریخی عمارت بھی آپ کی نگرانی میں جاری ہے۔ اس کے علاوہ شیخ الہند منزل، شیخ الاسلام منزل، حکیم الامت منزل، مدرسہ ثانویہ اور متعدّد چھوٹی بڑی عمارتیں آپ کی انتھک کوشش اور شبانہ روز محنتوں کا نتیجہ ہیں۔

مزاج وطبیعت

حضرت والا (مد ظلہ) اصلاً نہایت سادہ لوح، صاف طبیعت اور مجوبانہ مزاج کے حامل ہیں، یہ مزاج وطبیعت در اصل جنوبی ہند کی دین ہے دار العلوم دیوبند جیسے ماحول میں پڑھتے پڑھاتے ہوئے اتنی طویل مدت گذارنے کے باوجود بھی حقیقت یہ ہے آپ کے مزاج کی اصل سادگی نہیں گئی ہے۔ اللہ رب العزت آپ کے سایہ کو تادیر قائم ودائم فرمائیں۔ آمین

الإجازة المسندة لسائر الكتب التالية والفنون المتداولة من فضيلة الشيخ عبد الخالق المدراسي حفظه الله

يقول: قرأت ''الصحيح من جامع الإمام البخاري'' على الشيخ فخر الدين أحمد المرادآبادي، عن الشيخ شيخ الهند محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ حجة الإسلام محمد قاسم النانوتوي.

و''النصف الثاني منه'' على الشيخ المفتي محمود حسن

الكنكوهي، عن الشيخ عبد اللطيف الفورقاضوي[1]، عن الشيخ خليل أحمد السهارنفوري[2]، عن الشيخ محمد مظهر النانوتوي[3].

وقرأ هذا الكتاب: المفتي محمود حسن الكنكوهي، على الشيخ السيد حسين أحمد المدني، عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

و''الجامع للإمام الترمذي'' على الشيخ فخر الحسن المرادآبادي، عن الشيخ حسين أحمد المدني.

و''الشمائل للإمام الترمذي'' على الشيخ فخر الحسن المرادآبادي، عن الشيخ إعزاز علي الأمروهوي.

كلا الآخرين (الشيخ حسين أحمد، والشيخ إعزاز علي) يرويانه عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

و''الصحيح للإمام مسلم'' على الشيخ شريف الحسن الديوبندي، عن الشيخ العلامة محمد إبراهيم البلياوي، عن الشيخ حكيم محمد حسن الديوبندي، عن الشيخ رشيد أحمد الكنكوهي.

و''السنن للإمام إبن ماجه'' على الشيخ شريف الحسن الديوبندي، عن الشيخ إعزاز علي الأمروهوي[4]، عن الشيخ عبد

---

(۱) علمائے مظاہر علوم اوران کی تصنیفی خدمات: طبع جدید، ۱/۱۷۰۔

(۲) تاریخ مظاہر، طبع قدیم، ۱/۱۰۲۔

(۳) تذکرۃ الخلیل، ص: ۴۳۔

(۴) ماخوذ از ریکارڈ ۱۳۵۸ھ از محافظ خانہ دار العلوم دیوبند۔

المؤمن الديوبندي[١]، عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

و''سنن الإمام أبي داود'' على الشيخ عبد الأحد الديوبندي، عن الشيخ المفتي محمد شفيع العثماني[٢]، كلاهما عن الشيخ السيد أصغر حسين الديوبندي، عن الشيخ محمود حسن الديوبندي[٣]، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي، عن الشيخ أحمد علي السهارنفوري[٤].

و''سنن الإمام النسائي'' على الشيخ محمد حسين البهاري، عن الشيخ إعزاز علي الأمروهوي[٥]، عن الشيخ عبد المؤمن الديوبندي، عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ ملا محمود الديوبندي.

و''الموطأ للإمام مالك'' على الشيخ نصير أحمد خان البلندشهري، عن الشيخ فخر الحسن المرادآبادي[٦]، عن الشيخ مرتضى حسن الجاندفوري[٧]، عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

---

(١) الكلام المفيد في تحرير الأسانيد، ص: ٥٢٠۔

(٢) درس ابوداؤد: ماہنامہ البلاغ ١٣٩٩ھ ص: ١٥٩۔

(٣) سوانح حیات مولانا میاں صاحب، ص: ٩۔

(٤) الإمام محمد قاسم النانوتوی کما رأیته، ص: ٢٦۔

(٥) الکلام المفید فی تحریر الاسانید، ص: ٥٢٠۔

(٦) ماخوذ از ریکارڈ ١٣٦٢ھ از محافظ خانہ دار العلوم دیوبند۔

(٧) الکلام المفید، ص: ٤٩٤۔

و''الموطأ للإمام محمد'' على الشيخ محمد نعيم الديوبندي، عن الشيخ إعزاز علي الأمروهوي[1]، عن الشيخ عبد المؤمن الديوبندي، عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

و''شرح معاني الآثار للطحاوي'' على الشيخ إسلام الحق الكوباغنجي، عن الشيخ المفتي عزيز الرحمن العثماني[2]، عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

وهما (الشيخ محمد قاسم النانوتوي، والشيخ رشيد أحمد الكنكوهي) يرويانه عن الشيخ الشاه عبد الغني المجددي، وهم (الشاه عبد الغني المجددي، والشيخ محمد مظهر النانوتوي، والشيخ أحمد علي السهارنفوري) يروونه عن الشاه محمد إسحاق الدهلوي، عن الشاه عبد العزيز الدهلوي، عن الشاه ولي الله بن عبد الرحيم الدهلوي، قدس الله أسرارهم وجعل الجنة، مأواهم ومثواهم بأسانيدهم المتصلة إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم.

۞۞۞۞۞

---

(۱) مشاہیر علمائے سرحد، ص: ۳۱۹۔

(۲) ذکر ذاکر، ص: ۴۴۔

حضرت مفتی محمد امین صاحب پالن پوری دامت برکاتہم

استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند

(ولادت: ۱۳۷۱ھ/۱۹۵۲ء، فراغت: ۱۳۹۳ھ/۱۹۷۳ء)

آپ کا نام مع ولدیت

محمد امین بن یوسف بن علی پالن پوری ثم دیوبندی حنفی۔

تاریخ پیدائش: ۱۵/ جنوری سنہ ۱۹۵۲ء مطابق ۱۷/ ربیع الآخر، سنہ ۱۳۷۱ھ۔

جائے پیدائش: "مجاہد پورہ" ڈاک خانہ: ڈ بھاڈ (DABHAD) تحصیل: کھیرالو (KHERALU) ضلع: مہسانہ (MAHESANA) شمالی گجرات، انڈیا۔ آبائی وطن: "کالیڑہ" (Kaleda) ہے، جو "مجاہد پورہ" سے دو تین کلو میٹر دور شمال میں واقع ہے، اور علاقہ پالن پور (ضلع: بناس کانٹھا، شمالی گجرات) کی مشہور مسلم بستی ہے، اس لیے آپ "پالن پوری" سے مشہور ہیں۔

مستقل رہائش گاہ اور موجودہ وطن: محلہ قلعہ، دیوبند ضلع سہارن پور، یوپی، انڈیا۔

دینی اور عصری تعلیم

آپ کی جہاں پیدائش ہوئی تھی وہاں نہ کوئی مکتب تھا، نہ کوئی اسکول تھا، اس لیے قریب ترین بستی "ہردے واسنہ" (HARDEVASNA) میں ابتدائی دینی اور عصری تعلیم حاصل کی، آپ اپنے بھائیوں اور بہنوں کے ساتھ صبح پیدل جاتے تھے، دس بجے تک مدرسہ میں پڑھتے تھے، اس کے بعد اسکول میں جاتے تھے، اور شام کو پانچ بجے گھر واپس آتے تھے، آپ کے بچپن کے استاذ حضرت مولانا اسماعیل صاحب باقی والا تھے، جن کا چند سال پہلے انتقال ہو گیا، اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائیں، اور ان کے درجات بلند فرمائیں۔ آمین!

جب آپ کی عمر تقریباً دس سال کی ہوئی، تو سنہ ۱۹۶۲ء مطابق سنہ ۱۳۸۲ھ میں اپنے

برادر محترم حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری قدّس سرہٗ کے ہمراہ دارالعلوم دیو بند تشریف لائے، اور قاری کامل صاحب دیو بندی رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں حفظ قرآن کریم کا آغاز کیا، کچھ دنوں کے بعد حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خود تحفیظِ قرآن کی ذمہ داری سنبھالی، اور دو (۲) سال میں آپ کو حافظ بنادیا۔

جب حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری رحمۃ اللہ علیہ مدرس ہو کر دارالعلوم اشرفیہ راندیر (سورت) تشریف لے گئے تو آپ بھی موصوف کے ہمراہ سنہ ۱۳۸۴ھ میں راندیر چلے گئے، اور فارسی کی کتابیں اپنے برادر محترم سے پڑھیں، فارسی کی تعلیم مکمل کر کے عربی کی ابتدائی تعلیم کے لیے دارالعلوم اشرفیہ راندیر (سورت) میں داخلہ لیا، اور عربی کی ابتدائی تعلیم دارالعلوم اشرفیہ میں حاصل کی، عربی اول، دوم اور سوم کی بعض کتابیں حضرت مولانا قاضی محی الدین صاحب راندیری رحمۃ اللہ علیہ سے اور بعض کتابیں حضرت مولانا یوسف صاحب بوڈھانیہ رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں۔

مظاہر علوم سہارن پور میں داخلہ

پھر سہارن پور آکر مظاہر علوم میں داخلہ لیا، اور کافیہ، سلم العلوم وغیرہ کتابیں: حضرت مولانا محمد یامین صاحب سہارن پوری رحمۃ اللہ علیہ سے، اور شرح جامی: حضرت مولانا صدیق احمد صاحب جموی رحمۃ اللہ علیہ سے اور کنزالدقائق وغیرہ: حضرت مولانا محمد سلمان صاحب قدّس سرہٗ (سابق ناظم اعلیٰ مظاہر علوم سہارن پور) سے اور کچھ کتابیں: حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب سہارن پوری رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں۔

دارالعلوم دیو بند میں داخلہ

پھر اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لیے دارالعلوم دیو بند آئے، اور دارالعلوم دیو بند میں داخل ہو کر ہدایہ اول: حضرت مولانا قمرالدین احمد صاحب گورکھپوری دامت برکاتہم سے، ہدایہ ثانی: حضرت مولانا خورشید عالم صاحب دیو بندی قدّس سرہٗ (سابق ناظم

تعلیمات دارالعلوم وقف دیوبند) سے، میبذی: حضرت مولانا نصیر احمد خان صاحب قدس سرہ سے، مقامات حریری: حضرت مولانا وحید الزماں صاحب کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ سے، اور دیگر اساتذہ کرام سے بعض کتابیں پڑھیں۔

اور سنہ ۱۳۹۰-۱۳۹۱ھ میں مشکاۃ شریف جلد اوّل: حضرت مولانا محمد سالم صاحب قاسمی قدس سرہ (سابق مہتمم دارالعلوم وقف دیوبند) سے، مشکاۃ شریف جلد ثانی: حضرت مولانا محمد نعیم صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ سے، ہدایہ آخرین: حضرت مولانا معراج الحق صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ (سابق نائب مہتمم اور صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند) سے تفسیر بیضاوی: حضرت مولانا فخر الحسن صاحب مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ (سابق صدر المدرسین دارالعلوم دیو بند) سے، اور دیگر اساتذہ کرام سے عربی ہفتم کی بقیہ کتابیں پڑھیں۔

آپ کے زمانۂ طالب علمی میں دارالعلوم دیو بند میں درجہ بندی نہیں تھی، طالب علم کو اختیار ہوتا تھا کہ کسی بھی درجہ کی کتاب جس اُستاذ کے پاس پڑھنا چاہے پڑھے، البتہ دورۂ حدیث میں داخلہ کے لیے مشکاۃ شریف، ہدایہ آخرین، تفسیر بیضاوی، شرح عقائد اور شرح نخبۃ الفکر پڑھنا ضروری تھا، اور اس کو موقوف علیہ کہا جاتا تھا، لیکن سنہ ۱۳۹۰ھ مطابق سنہ ۱۹۷۰ء میں دارالعلوم دیو بند میں درجہ بندی عمل میں آئی، اس قانون سے بہت سے طلبہ نے فائدہ اُٹھایا، لیکن آپ نے تفسیر جلالین جیسی اہم کتاب نہیں پڑھی تھی..... پھر بھی آپ کو عربی ہفتم میں داخل کر دیا گیا، اربابِ انتظام سے آپ نے کہا کہ میں اس سال عربی ہفتم نہیں؛ بلکہ عربی ششم پڑھنا چاہتا ہوں، کیونکہ میں نے جلالین شریف نہیں پڑھی؛ مگر انتظامیہ نے آپ کی بات نہیں مانی، مجبوراً آپ نے سنہ ۱۳۹۰-۹۱ھ میں عربی ہفتم پڑھی۔

لیکن اس کا آپ کو پورے سال افسوس رہا کہ کیسے اس کی تلافی ہوگی؟ بالآخر رمضان المبارک کی تعطیل کے بعد شوال سنہ ۱۳۹۱ھ میں گھر سے دیو بند آنے کے بجائے سورت چلے گیے اور دارالعلوم اشرفیہ میں داخلہ لیے بغیر حضرت مولانا مفتی سعید احمد

صاحب پالن پوری رحمۃ اللہ علیہ سے شرح عقائد، ترمذی اور دیگر کتابیں پڑھی، اور حضرت مولانا محمد رضا اجمیری قدس سرہٗ (سابق شیخ الحدیث دار العلوم اشرفیہ راندیر) سے جلالین شریف پڑھی۔

دار العلوم دیوبند میں دوبارہ داخلہ

پھر آپ نے شوال سنہ ۱۳۹۲ھ مطابق سنہ ۱۹۷۲ء میں دوبارہ دار العلوم دیوبند میں داخل ہوکر دورۂ حدیث کی کتابیں درج ذیل اساتذہ سے پڑھیں:

(۱) بخاری شریف جلد اوّل: کتاب الایمان تک حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب دیوبندی قدس سرہٗ (سابق مہتمم دار العلوم دیوبند) سے، اور کتاب الایمان سے کتاب العلم تک: حضرت مولانا فخر الحسن صاحب مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ (سابق صدر المدرسین دار العلوم دیوبند) سے، اور کتاب العلم سے آخر تک: حضرت مولانا شریف الحسن صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ سے۔

بخاری شریف جلد ثانی: حضرت مولانا مفتی محمود الحسن صاحب گنگوہی قدس سرہ سے پڑھی۔

مسلم شریف: حضرت مولانا عبد الاحد صاحب دیوبندی قدس سرہ سے۔

ترمذی شریف: حضرت مولانا فخر الحسن صاحب مراد آبادی اور حضرت مولانا معراج الحق صاحب دیوبندی رحمہما اللہ سے۔

شمائل ترمذی: بھی حضرت مولانا معراج الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی۔

ابوداؤد شریف: حضرت مولانا محمد حسین صاحب بہاری قدس سرہ سے۔

نسائی شریف: حضرت مولانا محمد نعیم صاحب دیوبندی قدس سرہ سے۔

طحاوی شریف: حضرت مولانا نصیر احمد خان صاحب بلند شہری قدس سرہ سے۔

ابن ماجہ شریف: حضرت مولانا انظر شاہ صاحب کشمیری قدس سرہ سے۔

موطا امام مالک: حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب اعظمی قدس سرہ سے۔

موطا امام محمد: حضرت مولانا محمد سالم صاحب دیوبندی قدس سرہ (سابق مہتمم

دارالعلوم وقف دیوبند) سے۔

تکمیلِ ادب اور تکمیلِ افتاء

دورۂ حدیث سے فراغت کے بعد سنہ ۱۳۹۳ھ مطابق سنہ ۱۹۷۳ء میں تکمیلِ ادب میں داخلہ لیا، اور اکثر کتابیں حضرت مولانا وحید الزمان صاحب کیرانوی قدس سرہ سے اور تاریخ الادب العربي: حضرت مولانا عبد الخالق صاحب مدراسی دامت برکاتہم (نائب مہتم دارالعلوم دیوبند) سے پڑھیں۔

پھر سنہ ۱۳۹۴ھ مطابق سنہ ۱۹۷۴ء میں دار الافتاء میں داخلہ لے کر افتاء کی تعلیم حاصل کی، اُس وقت دار الافتاء میں حضرت مولانا مفتی محمود الحسن صاحب گنگوہی، حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب اعظمی، حضرت مولانا مفتی علی احمد سعید صاحب دیوبندی اور حضرت مولانا مفتی کفیل الرحمن صاحب نشاط دیوبندی رحمہم اللہ دارالعلوم دیوبند کے دارالافتاء میں فتویٰ نویسی وغیرہ کی خدمات انجام دے رہے تھے، آپ نے ان سب حضرات سے استفادہ فرمایا، اور فتویٰ نویسی کی مشق اور تعلیم حضرت مولانا مفتی محمود الحسن صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے اور حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری قدس سرہ سے حاصل کی۔

بیعت وسلوک

مظاہر علوم سہارن پور میں تعلیم کے دوران آپ نے شیخ طریقت حضرت اقدس مولانا محمد زکریا صاحب قدس سرہ (سابق شیخ الحدیث مظاہر علوم سہارن پور) کے دستِ حق پرست پر بیعت کی تھی، اور جب تک مظاہر علوم میں رہے عصر کے بعد پابندی سے اپنے شیخ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے، جب شیخِ طریقت ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے گئے تو حضرت اقدس مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی قدس سرہ کے دستِ حق پرست پر بیعت کی درخواست کی، لیکن حضرت نے فرمایا کہ "تم حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے

بیعت ہو چکے ہو، حضرت زندہ ہیں اس لیے مجھ سے اصلاحی تعلق رکھو، اور اپنی اصلاح کی فکر کرو" اس کے بعد آپ مد ظلہ دیو بند ہی میں مقیم رہ کر حضرت مفتی محمود حسن صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی اصلاح کرتے رہے، اور بیعت کو ضروری نہیں سمجھا۔

درس وتدریس

آپ نے تمام علومِ مروّجہ کی تکمیل کے بعد شوال سنہ ۱۳۹۵ھ مطابق سنہ ۱۹۷۵ء میں علامہ محمد بن طاہر پٹنی رحمۃ اللہ علیہ کے قائم کردہ مدرسہ "کنز مرغوب" پٹن (شمالی گجرات) میں درس وتدریس کا آغاز فرمایا، مشکاۃ شریف، نور الانوار وغیرہ کتابیں پڑھائیں، دو سال کے بعد دار العلوم تاراپور، ضلع: کھیڑا (گجرات) چلے گئے، یہاں تقریباً ڈیڑھ سال تک دورۂ حدیث اور درجۂ مشکاۃ شریف کی کتابوں کا درس دیا، چندماہ دار العلوم آنند ضلع: کھیڑا (گجرات) میں مسلم شریف اور مشکاۃ شریف وغیرہ کتابیں پڑھائیں، پھر امداد العلوم وڈالی (شمالی گجرات) میں کچھ عرصہ تک ابوداؤد شریف، ہدایہ اولین وغیرہ کا درس دیا۔

دار العلوم دیوبند میں آپ کا تقرر اور تعلیمی خدمات

سنہ ۱۴۰۲ھ مطابق سنہ ۱۹۸۲ء میں آپ کا تقرر دار العلوم دیوبند میں ہوا، اس وقت سے اب تک دار العلوم دیوبند میں درس و تدریس کی خدمت انجام دے رہے ہیں، دار العلوم دیوبند میں جملہ فنون کی کتابیں آپ کے زیر درس رہی ہیں، زیادہ تر مشکوٰۃ شریف، جلالین شریف، ہدایہ اولین وآخرین، سراجی، شرح عقائد نسفی، الفوز الکبیر اور حسامی آپ سے متعلق رہی، دورۂ حدیث شریف میں موطا امام محمد، سنن ابن ماجہ، سنن نسائی، ابوداؤد شریف، مسلم شریف کے اسباق بھی متعلق ہوئے، فی الحال ہدایہ رابع اور بخاری شریف جلد ثانی (از باب فضائل القرآن تا ختم) آپ کے زیر درس ہے۔

تصنیفات وتالیفات

درس وتدریس کے علاوہ تصنیف وتالیف کے ذریعہ بھی دینی واصلاحی خدمات انجام دے رہے ہیں، آپ کی تالیفات وتعلیقات اور اصلاح کردہ کتابوں کا اجمالی تعارف درج ذیل ہے:

(۱) الخیر الکثیر اردو شرح الفوز الکبیر (۲) اصلاحِ معاشرہ (۳) آداب اذان واقامت (۴) دنیا کب فنا ہوگی؟ (۵) رضاخانیت کا تعارف وتعاقب (۶) حضرت شاہ ولی اللہ کا تعارف (اس میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ کے حالات اور تصانیف کا تعارف ہے، یہ رسالہ الفوز الکبیر کی شرح الخیر الکثیر کے آغاز میں شامل ہے) (۷) حیات سعید (۸) مسلک علمائے دیوبند کا مختصر تعارف (۹) فتاویٰ دار العلوم دیوبند کی چوتھی، چھٹی اور آٹھویں جلد کے ضمیمے (۱۰) فتاویٰ دار العلوم دیوبند کی ترتیب وتعلیق (۱۱) مطبوعہ فتاویٰ دار العلوم دیوبند کی ترتیب جدید اور تعلیق (۱۲) ادلۂ کاملہ کی تسہیل (۱۳) ایضاح الادلہ کی تعلیق (۱۴) تین نادر سبق (۱۵) تین نادر تحفے (۱۶) قدرت کے نظارے (۱۷) فتاویٰ رحیمیہ کی ترتیب جدید (۱۸) خلافت اندلس کی اصلاح (۱۹) بکھرے موتی کی اصلاح اور نظرِ ثانی (۲۰) اصلاحی خطبات کی تصحیح وترتیم۔

بحمد اللہ ترتیب جدید کے ساتھ فتاویٰ دار العلوم دیوبند کی ابتدائی چھ جلدیں مکتبہ دار العلوم دیوبند سے شائع ہو چکی ہیں، ساتویں جلد تیار ہے اور آٹھویں جلد پر کام جاری ہے، اللہ تعالیٰ اس کام کو جلد از جلد پایۂ تکمیل تک پہنچائے اور حضرت کے سایۂ عاطفت کو تادیر سلامت رکھے۔ آمین

الإجازة المسندة لسائر الكتب التالية والفنون المتداولة

من فضيلة الشيخ المفتي محمد أمين البالن بوري حفظه الله

يقول: قرأت "النصف الأول من جامع الإمام البخاري" على الشيخ المقرئ محمد طيب الديوبندي، عن الشيخ العلامة محمد أنورشاه الكشميري، وعلى الشيخ فخر الحسن المرادآبادي، وعلى الشيخ شريف الحسن الديوبندي.

كلا الآخرين (الشيخ فخر الحسن، والشيخ شريف الحسن) يرويانه عن الشيخ السيد حسين أحمد المدني.

وهما (الشيخ محمد أنور شاه الكشميري، والشيخ حسين أحمد المدني) يرويانه عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

وهناك سند آخر: وهو من جامعة مظاهر علوم سهارنفور، كما أسفلنا ذكره في غضون بيان الشيخ عبد الخالق المدراسي لكتاب الصحيح البخاري.

و"الجامع للإمام الترمذي" على الشيخ معراج الحق الديوبندي، عن الشيخ حسين أحمد المدني[1].

و"الشمائل للإمام الترمذي" على الشيخ معراج الحق الديوبندي، عن الشيخ إعزاز علي الأمروهوي[2].

---

(۱) مشاہیر علماء، ۲/ ۳۱۹۔

(۲) أيضاً۔

كلا الآخرين يرويانه عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

و''الصحيح للإمام مسلم'' على الشيخ عبد الأحد الديوبندي، عن الشيخ العلامة محمد إبراهيم البلياوي[1].

و''السنن للإمام إبن ماجه'' على الشيخ محمد أنظر شاه الكشميري، عن الشيخ ظهور أحمد الديوبندي[2]، عن الشيخ محمد رسول خان الهزاروي[3].

كلاهما (الشيخ محمد إبراهيم البلياوي، والشيخ محمد رسول خان الهزاروي) يرويانه عن الشيخ حكيم محمد حسن الديوبندي[4]، عن الشيخ رشيد أحمد الكنكوهي.

و''سنن الإمام أبي داود'' على الشيخ محمد حسين البهاري، عن الشيخ العلامة محمد إبراهيم البلياوي[5]، عن الشيخ المفتي عزيز الرحمن العثماني[6]، عن الشيخ مُلاّ محمود الديوبندي.

و''سنن الإمام النسائي'' على الشيخ محمد نعيم الديوبندي، عن الشيخ محمد رسول خان الهزاروي[7]، عن الشيخ المفتي عزيز

---

(۱) ماخوذ از ریکارڈ ۱۳۵۵ھ، از دفتر تعلیمات دار العلوم دیوبند۔

(۲) ماخوذ از ریکارڈ ۱۳۷۲ھ از محافظ خانہ دار العلوم دیوبند۔

(۳) حیات طیب، ص: ۶۱۔

(۴) روداد سالانہ دار العلوم دیوبند ۱۳۲۳ھ، ص: ۱۱۷۔

(۵) ماخوذ از ریکارڈ ۱۳۴۶ھ از محافظ خانہ دار العلوم دیوبند۔

(۶) تذکرہ علامہ بلیاوی، ص: ۳۹۔

(۷) مشاہیر علماء، ۲/۳۱۹۔

الرحمن العثماني[١]، عن الشيخ عبد العلي الميرتهي، عن الشيخ أحمد علي السهارنفوري.

و''شرح معاني الآثار للطحاوي'' على الشيخ نصير أحمد خان البلند شهري، عن الشيخ عبد الحق نافع البشاوري[٢]، عن الشيخ المفتي عزيز الرحمن العثماني[٣]، عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

و''الموطأ للإمام مالك'' على الشيخ المفتي نظام الدين الأعظمي ، عن الشيخ المفتي رياض الدين البجنوري[٤]، عن الشيخ عبد الحق الفورقاضوي[٥]، عن الشيخ محمد يعقوب النانوتوي.

و''الموطأ للإمام محمد'' على الشيخ محمد سالم القاسمي الديوبندي، عن الشيخ محمد إدريس الكاندهلوي، عن الشيخ المفتي عزيز الرحمن العثماني، عن الشيخ مُلاّ محمود الديوبندي.

وقرأتُ هذا الكتاب على الشيخ محمد سالم القاسمي الديوبندي، عن الشيخ محمد إدريس الكاندهلوي، عن الشيخ ثابت علي الفورقاضوي، عن الشيخ محمد مظهر النانوتوي.

---

(١) روداد سالانہ دار العلوم دیوبند، ص:١١٧۔

(٢) ماخوذ از ریکارڈ ١٣٦٢ھ از محافظ خانہ/دفتر تعلیمات دار العلوم دیوبند۔

(٣) سند حدیث مولانا عبد الحق صاحب نافع گل کاکاخیل رحمہ اللہ، مطبوعہ: ماہنامہ انوارِ مدینہ لاہور، اگست، ٢٠٢١ء، ص:٦٠۔

(٤) ماخوذ از ریکارڈ ١٣٥٢ھ از محافظ خانہ۔

(٥) تاریخ شاہی، ص:١٤٨۔

كلهم (الشيخ محمد قاسم النانوتوي، والشيخ رشيد أحمد الكنكوهي، والشيخ محمد يعقوب النانوتوي والشيخ ملا محمود الديوبندي) عن الشاه عبد الغني المجددي.

وهم (الشيخ أحمد علي السهارنفوري، والشيخ محمد مظهر النانوتوي، والشاه عبد الغني المجددي) يروونه عن الشاه محمد إسحاق الدهلوي، عن الشاه عبد العزيز الدهلوي، عن الشاه ولي الله بن عبد الرحيم الدهلوي، قدس الله أسرارهم وجعل الجنة مأواهم ومثواهم، بأسانيدهم المتصلة إلى رسول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

❁❁❁❁❁

حضرت مولانا مجیب اللہ صاحب گونڈوی مد ظلہ

استاذِ حدیث دار العلوم دیوبند

(ولادت: ۱۹۵۲ء، فراغت: ۱۹۷۳ء)

ولادت

آپ کی پیدائش ۱۹۵۲ء میں موضع: چورہار پور، ضلع: گونڈہ، یوپی میں ہوئی

تعلیم و تربیت

ابتدائی تعلیم یعنی پرائمری پنجم تک مدرسہ عثمانیہ اٹیا تھوک بازار گونڈہ میں پانے کے بعد مدرسہ نور الاسلام بہرائچ میں داخلہ لیکر عربی تعلیم کا آغاز فرمایا، اور عربی کی بنیادی کتابیں یعنی عربی سوم تک پڑھی (اس وقت درجہ بندی نہیں ہوتی تھی) اس کے بعد ۱۹۶۷ء میں دار العلوم دیوبند میں داخلہ لیا، اور عربی چہارم سے دورۂ حدیث تک یہیں تعلیم پائی اور ۱۳۹۲ھ-۱۳۹۳ھ، مطابق ۷۲-۱۹۷۳ء میں دورۂ حدیث سے فراغت حاصل کی اور ۱۳۹۳-۱۳۹۴، مطابق ۱۹۷۳ء-۱۹۷۴ء میں دار العلوم میں تکمیلِ افتاء کیا۔

دورۂ حدیث شریف کے اساتذہ

دورۂ حدیث میں جن اساتذہ سے کسبِ فیض کیا ان کے اسماء مع کتب حسب ذیل ہیں:

بخاری شریف اولاً حضرت مولانا فخر الدین صاحب مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ سے شروع کی ۲۱ر صفر ۱۳۹۲ھ کو حضرت کا انتقال ہونے کے بعد ایک ہفتہ حضرت قاری محمد طیب صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی، پھر ایک ہفتہ حضرت مولانا فخر الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی، پھر ہنگامی مجلس شوریٰ نے جلد اول بخاری کا درس حضرت مولانا شریف الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ دیوبندی کے سپرد کیا۔

بخاری جلد ثانی: حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے مکمل پڑھائی۔
ترمذی شریف: حضرت مولانا فخر الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے۔
شمائل ترمذی: حضرت مولانا معراج الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے۔
مسلم شریف: حضرت مولانا شریف الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے۔
ابوداؤد شریف: حضرت مولانا عبد الاحد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے۔
نسائی شریف: حضرت مولانا محمد حسین صاحب بہاری رحمۃ اللہ علیہ نے۔
ابن ماجہ شریف: مولانا سید محمد انظر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے۔
طحاوی شریف: حضرت شیخ نصیر احمد خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے۔
موطا امام مالک: حضرت مولانا نعیم احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے۔
موطا امام محمد: حضرت مولانا اسلام الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے۔
ان کے انتقال کے بعد حضرت مولانا سالم صاحب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ نے مکمل کرائی۔

تدریسی خدمات

فراغت کے بعد اولاً مدرسہ اسلامیہ جودھپور راجستھان میں ایک سال صدر المدرسین مقرر ہوئے، اور چند کتابیں پڑھائی، پھر ۱۹۷۵ء میں مدرسہ فرقانیہ گونڈہ منتقل ہوگیے، اور پانچ سال تدریسی خدمات انجام دیکر ۱۹۷۹ء میں جامع العلوم پٹکاپور، کان پور میں مدرس مقرر ہوئے، تین سال کے بعد ۱۴۰۳ھ مطابق ۱۹۸۳ء میں دارالعلوم دیوبند میں مدرس کی حیثیت سے تقرری ہوئی، اور مختلف علوم وفنون کی کتابیں پڑھاتے ہوئے ۲۰۰۸ء میں درجہ علیا میں ترقی ہوئی، اور مجلسِ تعلیمی کا (ناظم تعلیمات) مقرر کیا گیا، جس پر آپ ۱۴۳۵ھ تک قائم رہے، اِس وقت آپ کا درجہ علیا کے اساتذہ میں شمار ہے، اور مسلم شریف جلد اول ہدایہ ثالث اور قواعد الفقہ کے اسباق آپ سے متعلق ہیں۔

تصانیف

آپ کی مشہور تصانیف میں سے شرح عقائد کی شرح "بیان الفوائد" ہے جو اساتذہ وطلبہ کے مابین بے حد مقبول ہے، اسی طرح "بیان الحواشی شرح اصول الشاشی" "بچوں کی تربیت قرآن وحدیث کی روشنی میں" وغیرہ قابل ذکر ہے۔

بیعت وسلوک

اولاً حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ سے، بعدہ حضرت مولانا پیر ذوالفقار نقشبندی دامت برکاتہم سے ہے۔

الإجازة المسندة لسائر الكتب التالية والفنون المتداولة من فضيلة الشيخ مجيب الله الغوندوي حفظه الله

يقول: قرأت ''النصف الأول من جامع الإمام البخاري'' على الشيخ فخر الدين أحمد المرادآبادي، وعلى الشيخ المقرئ محمد طيب الديوبندي، عن الشيخ العلامة محمد أنور شاه الكشيمري، وعلى الشيخ فخر الحسن المرادآبادي، عن الشيخ السيد حسين أحمد المدني، وعلى الشيخ شريف الحسن الديوبندي، عن الشيخ السيد حسين أحمد المدني.

و''النصف الثاني منه'' على الشيخ المفتي محمود حسن الكنكوهي، عن الشيخ حسين أحمد المدني.

وهناك سند آخر: وهو من جامعة مظاهر علوم سهارنفور،

قد تقدم ذكره في إسناد الصحيح البخاري في غضون بيان سند الشيخ عبد الخالق المدارسي.

و''الجامع للإمام الترمذي'' على الشيخ فخر الحسن المرادآبادي، عن الشيخ حسين أحمد المدني[١].

و''الشمائل للإمام الترمذي'' على الشيخ معراج الحق الديوبندي، عن الشيخ إعزاز علي الأمروهوي[٢].

و''سنن الإمام أبي داؤد'' على الشيخ عبد الأحد الديوبندي، عن الشيخ أصغر حسين الديوبندي[٣]، عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ ملا محمود الديوبندي.

كلهم (الشيخ فخر الدين أحمد المرادآبادي، والشيخ أنور شاه الكشميري، والشيخ حسين أحمد المدني، والشيخ إعزاز علي الأمروهوي) يروونه عن الشيخ شيخ الهند محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ ملا محمود الديوبندي.

و''سنن الإمام النسائي'' على الشيخ محمد حسين البهاري، عن الشيخ إعزاز علي الأمروهوي، عن الشيخ عبد المؤمن الديوبندي، عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ ملا محمود الديوبندي.

و''السنن للإمام إبن ماجه'' على الشيخ محمد أنظر شاه

(۱) ماخوذ از ریکارڈ ۱۳۴۷ھ از محافظ خانہ دار العلوم دیوبند۔

(۲) الکلام المفید، ص: ۵۲۰۔

(۳) ماخوذ از ریکارڈ ۱۳۵۵ھ، از دفتر تعلیمات دار العلوم دیوبند۔

الكشميري، عن الشيخ ظهور أحمد الديوبندي[1]، عن الشيخ محمد رسول خان الهزاروي، عن الشيخ حكيم محمد حسن الديوبندي، عن الشيخ رشيد أحمد الكنكوهي.

و"الصحيح للإمام مسلم" على الشيخ شريف الحسن الديوبندي، عن الشيخ العلامة محمد إبراهيم البلياوي[2]، عن الشيخ حكيم محمد حسن الديوبندي، عن الشيخ رشيد أحمد الكنكوهي.

وشرح معاني الآثار للطحاوي على الشيخ نصير أحمد خان البلندشهري، عن الشيخ عبد الحق نافع البشاوري، عن الشيخ المفتي عزيز الرحمان العثماني، عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

و"الموطأ للإمام مالك" على الشيخ محمد نعيم الديوبندي، عن الشيخ المفتي رياض الدين البجنوري[3]، عن الشيخ عبد الحق البورقاضوي، عن الشيخ محمد يعقوب النانوتوي.

و"الموطأ للإمام محمد" على الشيخ إسلام الحق الكوباغنجي، عن الشيخ المفتي عزيز الرحمان العثماني[4]، وعلى الشيخ محمد سالم القاسمي الديوبندي، عن الشيخ محمد إدريس الكاندهلوي، عن الشيخ المفتي عزيز الرحمان العثماني، عن الشيخ

---

(١) أيضا ١٣٧٢ھ از محافظ خانہ۔

(٢) أيضا ١٣٥٨ھ۔

(٣) حیات مستعار، ص: ١١٨۔

(٤) انوار قاسمی، ص: ١٩٩۔

مُلاّ محمود الديوبندي.

كلهم (الشيخ محمد قاسم النانوتوي، والشيخ رشيد أحمد الكنكوهي، والشيخ ملا محمود الديوبندي) عن الشاه عبد الغني المجددي، عن الشاه محمد إسحاق الدهلوي، عن الشاه عبد العزيز الدهلوي، عن الشاه ولي الله بن عبد الرحيم المحدث الدهلوي، قدس الله أسرارهم وجعل الجنة مأواهم ومثواهم بأسانيدهم المتصلة إلى رسول الله صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

❁❁❁❁❁

حضرت مولانا مفتی محمد یوسف صاحب تاؤلوی دامت برکاتہم

استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند

(ولادت: ۱۳۷۵ھ/۱۹۵۶ء، فراغت: ۱۳۹۴ھ/۱۹۷۴ء)

نام، نسب، وطن اور پیدائش

آپ کا اسم گرامی محمد یوسف اور والد محترم کا نام عظیم الدین ہے۔ تاؤلی ضلع مظفر نگر صوبہ اتر پردیش آپ کا وطنِ اصلی اور جائے ولادت ہے۔ مسلم جاٹ برادری سے آپ تعلق رکھتے ہیں، آبائی پیشہ کاشت کاری ہے، فی الحال قصبہ دیوبند ضلع سہارنپور آپ کا وطنِ اقامت بلکہ دوسرا وطنِ اصلی ہے۔ اپنے آبائی وطن تاؤلی ضلع مظفر نگر میں ۱۳۷۵ھ مطابق ۱۹۵۶ء میں آپ کی پیدائش ہوئی۔

تعلیم و تربیت

آپ کی ابتدائی تعلیم اپنے وطن کے اندر دار العلوم حسینیہ تاؤلی میں ہوئی، ابتدائی تعلیم ناظرہ قرآن اور حفظ دس سال کی عمر میں مکمل کر لیا، اس کے بعد اردو، ہندی، علومِ عصریہ تا درجہ پنجم پرائمری، تجوید و قرأت اور ابتدائی فارسی و عربی تا سال پنجم عربی کی تعلیم دار العلوم حسینیہ تاؤلی میں مکمل فرمائی۔

دارالعلوم دیوبند میں داخلہ

۱۳۹۲ھ مطابق ۱۹۷۲ء میں دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لے کر سال ششم عربی سے تعلیم کا آغاز فرمایا اور ۱۳۹۴ھ مطابق ۱۹۷۴ء میں دورۂ حدیث شریف سے فراغت حاصل کی۔

۱۳۹۵ھ مطابق ۱۹۷۵ء میں دار الافتاء میں داخلہ لے کر افتاء کی تکمیل فرمائی اور فتویٰ نویسی کی مشق کی۔

اساتذۂ کرام دورۂ حدیث شریف

دارالعلوم دیوبند میں جن اساطین علم وفضل اور عبقری شخصیات سے آپ نے کسبِ فیض کیا ان کے اسماء مع کتب حسب ذیل ہیں:

بخاری شریف جلد اول: اولاً حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب دیوبندی سے بعدہ مکمل حضرت مولانا شریف الحسن صاحب دیوبندیؒ

بخاری شریف جلد ثانی: حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ

ترمذی شریف: حضرت مولانا شریف الحسن صاحب دیوبندیؒ

مسلم شریف: حضرت مولانا عبدالاحد صاحب دیوبندیؒ

ابوداؤد شریف: حضرت مولانا محمد حسین صاحب بہاریؒ

شمائل ترمذی: حضرت مولانا معراج الحق صاحب دیوبندیؒ

ابن ماجہ شریف: حضرت مولانا محمد سالم صاحب قاسمی دیوبندیؒ

طحاوی شریف: حضرت مولانا نصیر احمد خاں صاحب بلند شہریؒ

نسائی شریف: حضرت مولانا محمد نعیم صاحب دیوبندیؒ

موطا امام مالک: حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب اعظمیؒ

موطا امام محمد: حضرت مولانا محمد انظر شاہ صاحب کشمیریؒ

دار الافتاء میں حضرت فقیہ الامت نور اللہ مرقدہ کے علاوہ حضرت مفتی نظام الدین اعظمی اور مولانا مفتی احمد علی سعید صاحبؒ سے بھی کسب فیض کیا۔

درس وتدریس

دارالعلوم دیوبند میں تعلیمی سلسلہ مکمل کرنے کے بعد آپ نے مدرسہ مرادیہ مظفر نگر یوپی سے تدریسی زندگی کا آغاز فرمایا۔ اس زمانہ میں مدرسہ مرادیہ کے مہتمم حضرت مولانا محفوظ الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ آپ نے مدرسہ مرادیہ مظفر نگر میں تین سال تدریسی

فرائض انجام دیئے اور تین سالہ عرصہ میں سالِ پنجم تک بیشتر کتابیں پڑھانے کی آپ کو سعادت حاصل ہوئی۔

دار العلوم حسینیہ چلہ امروہہ میں تقرر

مدرسہ مرادیہ مظفر نگر سے علیحدگی کے بعد آپ کا دار العلوم حسینیہ چلہ امروہہ میں اکابرین کے مشورہ اور ذمہ دارانِ مدرسہ چلہ کی طلب پر تقرر عمل میں آیا۔ دار العلوم حسینیہ چلہ میں آپ نے سات سال پڑھایا۔ یہاں ابتدائی درجات اور متوسط درجات کی کتابوں کے ساتھ دورہ حدیث شریف کی تمام کتابیں صحیح بخاری شریف کے علاوہ پڑھانے کا شرف حاصل ہوا۔ علیحدہ علیحدہ سالوں میں مختلف کتابیں پڑھانے کی سعادت حاصل ہوئی تھی، دار العلوم چلہ میں آپ کے درس ابوداؤد شریف اور درسِ ترمذی کو خاص شہرت حاصل رہی۔

دار العلوم دیوبند میں تقرر

شوال ۱۴۰۵ھ میں آپ کا دار العلوم میں مدرس وسطی کی حیثیت سے تقرر عمل میں آیا اور ابتدائی سالوں میں ہدایہ ثانی، مقامات حریری، سلم العلوم، دیوانِ متنبی وغیرہ کتابوں کی تدریس آپ سے متعلق رہی پھر درجہ بدرجہ ترقی ہوتی رہی، اس وقت آپ درجہ علیا کے مدرس اور حدیث وفقہ کے استاذ ہیں۔ حدیث شریف کی کتابوں میں "مشکوۃ شریف" اور "مسلم شریف (جلد ثانی)" کا درس آپ سے متعلق ہے۔ تدریسی مصروفیات کے ساتھ برسہا برس تک ناظم دار الاقامہ کی ذمہ داری بھی آپ انجام دیتے رہے۔ مختصر عرصہ کے لیے ناظم مجلس تعلیمی بھی رہے۔

تزکیہ وسلوک بیعت

اصلاحِ نفس اور تزکیہ وسلوک کے حصول کے لیے افتاء کے سال ۱۳۹۵ھ میں آپ اپنے موقر ومشفق و مہربان استاذ فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب

گنگوہی نور اللہ مرقدہٗ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے، اور حضرت فقیہ الامت کے تلقین کردہ اوراد ووظائف پر پابندی سے عمل کرنے لگے اور پھر ان اوراد ووظائف میں درجہ بدرجہ اضافہ اور ترمیم بھی ہوتی رہی۔ آپ نے اپنے شیخ و مرشد حضرت فقیہ الامت رحمۃ اللہ علیہ کی ہدایات پر مکمل طریقے سے عمل کیا، خط وکتابت کے ذریعہ اپنے باطنی احوال حضرت فقیہ الامت کی خدمت میں بیان کرکے رہنمائی حاصل کرتے تھے۔ دیوبند، سہارنپور جہاں بھی حضرت تشریف فرما ہوتے تھے زیارت و ملاقات کے لیے تشریف بھی لے جاتے تھے، حضرت کی حیاتِ مبارکہ میں تقریباً تمام رمضان حضرت ہی کی خدمت میں گزارتے اور عشرہ اخیرہ کا اعتکاف بھی کرتے تھے، خلاصہ یہ کہ آپ نے نسبت باطنی اور تزکیہ و سلوک کے حصول میں کافی محنت فرمائی۔ بالآخر آپ اپنے مقصد میں کامیاب اور بامراد ہوئے اور ۱۴۰۳ھ میں حضرت فقیہ الامت رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت بیعت وارشاد اور خرقہ خلافت کی دولت عظمیٰ سے آپ کو سرفراز فرمایا، اور فقیہ الامت کے خلفاء و مجازین کی فہرست میں آپ کی شمولیت ہوگئی۔

تصنیفات و تالیفات

آپ کامیاب استاذ اور مدرس ہونے کے ساتھ بہترین مصنف و مؤلف اور قادر الکلام شاعر بھی ہیں۔ آپ کے گوہربار قلم سے درجنوں کتابیں منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوئیں، اور اہل علم و فضل سے خراجِ تحسین وصول کررہی ہے۔ ان کتابوں میں درس نظامی کی اہم کتابوں کی شروحات بھی ہیں، مختلف سلگتے ہوئے موضوعات پر رسائل وکتابیں بھی ہیں، منظم کلام بھی ہے۔ چند کتابوں کے اسماء حسب ذیل ہیں:

(۱) فتاویٰ یوسفیہ ۴؍ جلدیں، (۲) جواہر البلاغہ شرح دروس البلاغہ، (۳) بدائع الکلام فی بیان عقائد الاسلام، (۴) درسِ جلالین، (۵) الکلام المسوی لحل ما فی الموطا، (۶) الکلام المنظم فی توضیح ما فی السلّم، (۷) تحفۃ النسائی، (۸) الاشباہ والنظائر، (۹) درس سراجی،

(١٠) تحفة المشكوة، (١١) تقريرات التاؤلى على تفسير البيضاوى، (١٢) فيض الخبير شرح الفوز الكبير، (١٣) شاہد قدرت، (١٤) مختار الصحاح، (١٥) اشرف الہدایہ، (١٦) احکام قربانی، (١٧) اغناء الحزب عن مسئلة امکان الکذب، (١٨) درسِ عقیدة الطحاوی، (١٩) مسجد میں عورتوں کی نماز، (٢٠) اصول شاعری مع کلیاتِ یوسف، (٢١) تنقیح الافکار، (٢٢) معارفِ تصوف، (٢٣) کتاب التعریفات، (٢٤) امداد النحو، (٢٥) امداد الصرف، (٢٦) امداد المنطق، (٢٧) بشریٰ شرح کبریٰ، (٢٨) رہنمائے عاملین مع مجرباتِ یوسفی۔

الإجازة المسندة لسائر الكتب التالية والفنون المتداولة

من فضيلة الشيخ المفتي محمد يوسف التاؤلوي حفظه الله

يقول: قرأت ''النصف الأول من جامع الإمام البخاري'' على الشيخ المقرئ محمد طيب الديوبندي، عن الشيخ العلامة محمد أنورشاه الكشميري، وعلى الشيخ شريف الحسن الديوبندي، عن الشيخ حسين أحمد المدني.

و''النصف الثاني منه'' على الشيخ المفتي محمود حسن الكنكوهي، عن الشيخ حسين أحمد المدني.

و''الجامع للإمام الترمذي'' على الشيخ شريف الحسن الديوبندي، عن الشيخ إعزاز علي الأمروهوي.

كلهم (الشيخ العلامة محمد أنور شاه الكشميري، والشيخ حسين أحمد المدني، والشيخ إعزاز علي الأمروهوي) يروونه عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

و''الصحيح للإمام مسلم'' على الشيخ عبد الأحد

الديوبندي، عن الشيخ العلامة محمد إبراهيم البلياوي، عن الشيخ حكيم محمد حسن الديوبندي، عن الشيخ رشيد أحمد الكنكوهي.

و''سنن الإمام أبي داود'' على الشيخ محمد حسين البهاري، عن الشيخ العلامة محمد إبراهيم البلياوي، عن الشيخ المفتي عزيز الرحمان العثماني، عن الشيخ مُلاّ محمود الديوبندي.

و''السنن للإمام إبن ماجه'' على الشيخ محمد سالم القاسمي الديوبندي، عن الشيخ المقرئ محمد طيب الديوبندي(١)، عن الشيخ محمد رسول خان الهزاروي(٢)، عن الشيخ حكيم محمد حسن الديوبندي، عن الشيخ رشيد أحمد الكنكوهي.

و''سنن الإمام النسائي'' على الشيخ محمد نعيم الديوبندي، عن الشيخ محمد رسول خان الهزاروي، عن الشيخ المفتي عزيز الرحمان العثماني، عن الشيخ عبد العلي الميرتهي، عن الشيخ أحمد علي السهارنفوري.

و''الموطأ للإمام مالك'' على الشيخ المفتي نظام الدين الأعظمي، عن الشيخ المفتي رياض الدين البجنوري، عن الشيخ عبد الحق البورقاضوي، عن الشيخ محمد يعقوب النانوتوي.

و''الموطأ للإمام محمد'' على الشيخ محمد أنظر شاه الكشميري، عن الشيخ محمد جليل الكيرانوي(٣)، عن الشيخ المفتي

---

(١) سیرت وشخصیت: مولانا محمد سالم قاسمی رحمہ اللہ، ص:١٢٤۔

(٢) حیات طیب، ص:٦١۔

(٣) ماخوذ از ریکارڈ ٢٧ ١٣ھ از محافظ خانہ دار العلوم دیوبند۔

عزيز الرحمان العثماني، عن الشيخ مُلاّ محمود الديوبندي.

كلهم (الشيخ محمد قاسم النانوتوي، والشيخ رشيد أحمد الكنكوهي، والشيخ محمد يعقوب النانوتوي، والشيخ مُلا محمود الديوبندي) عن الشاه عبد الغني المجددي، وهما (الشيخ أحمد علي السهارنفوري، والشاه عبد الغني المجددي) يرويانه عن الشاه محمد إسحاق الدهلوي، عن الشاه عبد العزيز المحدث الدهلوي، عن الشاه ولي الله بن عبد الرحيم المحدث الدهلوي، قدس الله أسرارهم وجعل الجنة مأواهم ومثواهم بأسانيدهم المتصلة إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم.

✿✿✿✿✿

حضرت مولانا مفتی خورشید انور صاحب گیاوی زید مجدہٗ

استاذ حدیث دار العلوم دیوبند

(ولادت: ۱۹۶۴ء، فراغت: ۱۹۸۴ء)

آپ کی پیدائش ۱۲/ نومبر ۱۹۶۴ء مطابق ۱۳۸۴ھ صوبہ بہار کے ضلع گیا (حال ضلع اروَل) کی ایک چھوٹی سی بستی ہردے چک میں ہوئی، آپ کے والدِ ماجد حضرت مولانا عادل صاحب رحمۃ اللہ علیہ دار العلوم دیوبند کے قدیم فاضل اور شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی، شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علی صاحب امروہوی، اور حضرت علامہ محمد ابراہیم بلیاوی رحمہم اللہ کے شاگرد تھے۔

آغاز تعلیم

آپ نے اپنی تعلیم کا آغاز والدِ ماجد کے زیر سایہ مدرسہ خیر العلوم چندواٹوری ضلع لاتیہار جھارکھنڈ اور فیض الرشید سیٹی ضلع رانچی (حالیہ ضلع گملا) میں کی، بعد ازاں گاؤں کے مدرسہ میں درجہ ناظرہ کی تکمیل کر کے حفظ شروع کیا، جس کی تکمیل انوار العلوم گیا میں ہوئی اور وہیں رہ کر فارسی، عربی کی ابتدائی کتابیں بھی پڑھیں۔

حصولِ مقصد کے لیے سفر

آپ ابتداء ہی سے اپنی زندگی کے تئیں فکر مند تھے اور اعلیٰ تعلیم حاصل کرنا چاہتے تھے، چناں چہ آپ نے تنِ تنہا حصولِ مقصد کے لیے اتر پردیش کا سفر کیا اور دیوبند پہونچے، لیکن زمانہ طفولیت کا تھا، عربی تعلیم کا ابتدائی دور تھا، مدرسے کا تصور ذہن ودماغ میں صرف چند کمروں پر منحصر تھا، دار العلوم دیوبند جیسا بڑا ادارہ حاشیۂ خیال میں بھی نہ تھا، اس لیے آپ نے اپنے آپ کو دار العلوم کے لائق تصور نہ کرتے ہوئے کسی چھوٹے مدرسے میں تعلیم حاصل کرنی چاہی اور چند طالب علموں کے ہمراہ ریڑھی تاجپورہ پہنچے؛ مگر وہاں کوٹہ پُر ہونے کی

وجہ سے داخلہ کی گنجائش نہ تھی، اس لیے آپ روڑکی چلے گئے اور وہاں داخلہ لے لیا، آپ نے وہاں فارسی کی گلستاں، بوستاں، یوسف زلیخا اور سکندرِ زمانہ جیسی کتابیں پڑھیں اور مزید دوم تک تعلیم حاصل کی، پھر مدرسہ خادم العلوم باغوں والی مظفر نگر (یوپی) چلے گئے اور دوم عربی کے اعادہ کے ساتھ سالِ چہارم تک کی تعلیم حاصل کی۔

دار العلوم دیوبند میں

شرح جامی، مختصر المعانی اور نور الانوار وغیرہ کتابیں پڑھ کر آپ ششم کے سال بغرضِ داخلہ دیوبند آئے مگر افسوس کہ دار العلوم میں انقلابی سال ہونے کی وجہ سے چہارم تک ہی داخلے کا اعلان تھا، لہذا داخلہ نہ ہوسکا، اور اس سال آپ نے داخلہ کے بغیر ہی دار العلوم میں سال ششم کی پڑھائی کی اور آئندہ سال سالِ ہفتم کے لیے امتحان داخلہ دیا۔

امتحان داخلہ اور آپ کا نام نہ آنا

امتحان کے بعد جب منتخب طلبہ کی فہرست آویزاں ہوئی تو حیران کن بات یہ تھی کہ اس میں تو تمام رفقاء کا نام تھا مگر آپ کا نہ تھا؛ لیکن پھر بھی آپ مطمئن نظر آرہے تھے کیوں کہ آپ کا مطمحِ نظر صرف پڑھائی تھی، تعلیم کا آغاز ہوا، گذشتہ سال کی طرح آپ امسال بھی درس میں شرکت کرنے لگے اور پڑھائی میں مشغول ہوگئے، ابھی ایک ہی ہفتہ گزرا تھا کہ اچانک آپ کو دفترِ تعلیمات میں طلب کیا گیا، آپ ناظم صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان دنوں نظامت کی باگ ڈور حضرت مولانا سید انظر شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ میں تھی، آپ کو دیکھ کر نام کی تصدیق چاہی اور پوچھنے لگے: امتحان کس نے دیا ہے؟ آپ نے جواب دیا: میں نے دیا ہے، لیکن پرچۂ امتحان اور طالب علم کی ہیئت اور قد و قامت میں کوئی مماثلت نہ تھی، چنانچہ ناظم صاحب نے پرچۂ امتحان سوخت کرتے ہوئے از سر نو امتحان کی بات کہی، یہ سن کر آپ نے بلا تأمل ہامی بھری اور فوراً امتحان کے لیے مستعد ہوگئے، آپ کی مستعدی دیکھ کر ناظم صاحب کو یقین آگیا چناں چہ آپ کو فارم داخلہ دیکر نظام کی تکمیل کے لیے

حضرت مولانا قمر الدین احمد صاحب گورکھپوری مدظلہ کے پاس بھیج دیا، آپ جب مولانا کے یہاں حاضر ہوئے تو انہوں نے آپ کو سر تا پا دیکھا اور فرمایا: داخلہ ہو گیا؟ آپ نے کہا جی ہاں فارم حاضرِ خدمت ہے، پھر تاخیر کی وجہ حضرت مولانا قمر الدین احمد صاحب نے خود بتائی۔

مختصر یہ کہ آپ کی کاپیاں جب ممتحنین کے پاس پہنچیں تو انہیں یقین نہ آیا کہ لکھنے والا طالب علم میں سے ہے یا پھر کوئی مدرس، چنانچہ تحقیق کے لیے تمام کاپیاں ناظم صاحب کے حوالے کر دی گئیں پھر ناظم صاحب نے تحقیق کا جو طریقۂ کار اپنایا بیان کیا جا چکا۔

الحمد للہ اعلیٰ نمبرات کی کامیابی کے ساتھ آپ کا دار العلوم میں داخلہ ہو گیا اور ہفتم (دو سال) دورہ حدیث اور تکمیل افتاء کی تعلیم مکمل کی۔

آپ کے دورۂ حدیث کے اساتذہ مع کتب درج ذیل ہیں

بخاری شریف جلد اول: حضرت مولانا نصیر احمد خان صاحب بلند شہری رحمۃ اللہ علیہ

بخاری شریف جلد ثانی و مؤطا امام مالک: حضرت مولانا عبد الحق صاحب اعظمی رحمۃ اللہ علیہ

ترمذی شریف اول، طحاوی شریف: حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالنپوری رحمۃ اللہ علیہ

ترمذی شریف جلد ثانی: حضرت مولانا معراج الحق صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ

مسلم شریف جلد اول: حضرت مولانا سید ارشد مدنی صاحب دامت برکاتہم

مسلم شریف جلد ثانی: حضرت مولانا قمر الدین احمد صاحب گورکھپوری دامت برکاتہم

ابوداؤد شریف اول: حضرت مولانا محمد حسین صاحب بہاری رحمۃ اللہ علیہ

ابوداؤد شریف جلد ثانی، موطا امام محمد: حضرت مولانا نعمت اللہ صاحب اعظمی دامت برکاتہم

سنن ابن ماجہ: حضرت مولانا ریاست علی ظفر صاحب بجنوری رحمۃ اللہ علیہ

نسائی شریف: حضرت مولانا سید ارشد مدنی صاحب دامت برکاتہم

شمائل ترمذی: حضرت مولانا عبد الخالق صاحب مدراسی دامت برکاتہم

تدریسی وعملی زندگی

۱۴۰۴ھ مطابق ۱۹۸۴ء میں فراغت کے بعد دار العلوم دیوبند ہی میں بحیثیت معین مدرس دو سال تک تدریسی خدمات انجام دیں اس کے بعد تقریباً ڈیڑھ سال حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالنپوری علیہ الرحمہ کے مکان پر رہ کر صاحبزادگان کو تعلیم دی۔

دار العلوم دیوبند میں تقرری

مطابق ۱۹۸۸ء میں باضابطہ بحیثیت مدرس دار العلوم دیوبند میں آپ کا تقرر ہوا، بحمد اللہ اس وقت سے آپ دار العلوم کے مسند درس کی زینت بنے ہوئے ہیں اور آج تک ہزارہا طالبانِ علومِ نبویہ آپ سے فیضیاب ہو رہے ہیں، مختلف علوم وفنون کی کتابیں آپ سے متعلق ہوئیں، فی الحال ابوداؤد شریف جلد ثانی، مشکوٰۃ شریف ثانی، حجۃ اللہ البالغہ، اسی طرح شعبہ مطالعہ شامی کے اسباق بھی آپ ہی سے متعلق ہیں۔

دار العلوم میں مجلسِ تعلیمی کی نظامت

۱۴۴۰ھ مطابق ۲۰۱۹ء کی مجلسِ شوریٰ نے آپ کو مجلسِ تعلیمی کا ناظم منتخب کیا اور مسلسل تین سال نظامت کے عہدے پر فائز رہے لیکن کچھ عوارض کے پیش نظر ۱۴۴۴ھ مطابق ۲۰۲۲ء میں ذمہ داری سے سبکدوش ہوگئے۔

قلمی وتصنیفی خدمات

(۱) تکمیل العوامل کی ترتیب (۲) مفتاح التہذیب کی ترتیب (۳) رسالہ حیاۃ النبی (۴) سیمناروں میں پیش کیے گئے مختلف فقہی مقالے۔ آخر میں بارگاہِ ربِ ذوالجلال میں دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت کو اپنے حفظ وامان میں رکھے اور سایہ ہم پر تادیر قائم ودائم رکھے۔ آمین

الإجازة المسندة لسائر الكتب التالية والفنون المتداولة

من فضيلة الشيخ المفتي محمد خورشيد أنور الغياوي حفظه الله

يقول: قرأت ''النصف الأول من جامع الإمام البخاري'' على الشيخ نصير أحمد خان البلندشهري، عن الشيخ إعزاز علي الأمروهوي، والشيخ حسين أحمد المدني.

و''النصف الثاني منه'' على الشيخ عبد الحق الأعظمي، عن الشيخ حسين أحمد المدني، كلاهما (الشيخ السيد حسين أحمد المدني، والشيخ إعزاز علي) عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

و''النصف الأول لجامع الإمام الترمذي'' على الشيخ سعيد أحمد البالن بوري، عن الشيخ العلامة محمد إبراهيم البلياوي[1]، عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد يعقوب النانوتوي.

و''النصف الثاني منه'' على الشيخ معراج الحق الديوبندي، عن الشيخ السيد حسين أحمد المدني[2]، عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد يعقوب النانوتوي.

و''النصف الأول من صحيح الإمام مسلم'' على الشيخ السيد أرشد المدني.

و''النصف الثاني منه'' على الشيخ قمر الدين أحمد الغورخفوري.

كلاهما عن الشيخ العلامة محمد إبراهيم البلياوي، عن

---

(۱) مشاہیر محدثین وفقہائے کرام، ص:۲۷۔

(۲) ماخوذ از ریکارڈ ۱۳۵۱ھ از محافظ خانہ دار العلوم دیوبند۔

الشيخ حكيم محمد حسن الديوبندي، عن الشيخ رشيد أحمد الكنكوهي.

و''النصف الأول من سنن الإمام أبي داود'' على الشيخ محمد حسين البهاري، عن الشيخ العلامة محمد إبراهيم البلياوي[١]، عن الشيخ المفتي عزيز الرحمان العثماني، عن الشيخ مُلا محمود الديوبندي.

و''النصف الثاني منه'' على الشيخ نعمت الله الأعظمي، عن الشيخ إعزاز علي الأمروهوي، عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ ملا محمود الديوبندي.

و''سنن الإمام النسائي'' على الشيخ السيد أرشد المدني، عن الشيخ ظهور أحمد الديوبندي، عن الشيخ العلامة شبير أحمد الثعماني، عن الشيخ المفتي عزيز الرحمان العثماني، عن الشيخ عبد العلي الميرتهي، عن الشيخ أحمد علي السهارنفوري.

و''شرح معاني الآثار للطحاوي'' على الشيخ سعيد أحمد البالن بوري، عن الشيخ المفتي مهدي حسن الشاهجهان فوري[٢]، عن الشيخ المفتي كفايت الله الدهلوي[٣]، عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

و''السنن للإمام ابن ماجه'' على الشيخ رياست علي البجنوري، عن الشيخ المقرئ محمد طيب الديوبندي[٤]، عن الشيخ

---

(١) ماخوذ از ریکارڈ ۷۔۱۳۴۴ھ از محافظ خانہ دار العلوم دیوبند۔

(٢) مشاہیر محدثین وفقہائے کرام، ص:۲۸۔

(٣) مشاہیر علمائے دیوبند، ص:۴۷۔

(٤) ماخوذ از ریکارڈ ۸۔۱۳۷۸ھ از محافظ خانہ دار العلوم دیوبند۔

محمد رسول خان الهزاروي، عن الشيخ حكيم محمد حسن الديوبندي، عن الشيخ رشيد أحمد الكنكوهي.

و''الشمائل للإمام الترمذي'' على الشيخ عبد الخالق المدراسي، عن الشيخ فخر الحسن المرادآبادي، عن الشيخ إعزاز علي الأمروهوي، عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

و''الموطأ للإمام مالك'' على الشيخ عبد الحق الأعظمي، عن الشيخ فخر الحسن المرادآبادي[1]، عن الشيخ مرتضى حسن الجاندفوري[2]، عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

و''الموطأ للإمام محمد'' على الشيخ نعمت الله الأعظمي، عن الشيخ محمد جليل الكيرانوي، عن الشيخ المفتي عزيز الرحمن العثماني، عن الشيخ مُلا محمود الديوبندي.

كلهم (الشيخ محمد قاسم النانوتوي، والشيخ رشيد أحمد الكنكوهي، والشيخ ملا محمود الديوبندي) عن الشاه عبد الغني المجددي، وهما (الشاه عبد الغني المجددي، والشيخ أحمد علي السهارنفوري) يرويانه عن الشاه محمد إسحاق الدهلوي عن الشاه عبد العزيز الدهلوي، عن الشاه ولي الله بن عبد الرحيم الدهلوي. قدس الله أسرارهم وجعل الجنة مأواهم ومثواهم بأسانيدهم المتصلة إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم.

۞۞۞۞۞

---

(١) الكلام المفيد، ص: ٥١٠۔

(٢) ماخوذ از ریکارڈ ۱۳۴۷ھ از محافظ خانہ دار العلوم دیوبند۔

حضرت مولانا مفتی محمد راشد صاحب اعظمی مد ظلہ العالی

استاذ حدیث ونائب مہتمم دارالعلوم دیوبند

(ولادت: ۱۹۵۹، فراغت: ۱۹۸۴)

ولادت ونسب

آپ ۱۶/ دسمبر ۱۹۵۹ء کو مشرقی یوپی کے ضلع اعظم گڑھ کے موضع بمہور میں پیدا ہوئے، جو قصبہ مبارک پور سے تقریباً ڈھائی میل کے فاصلے پر جنوبِ مشرق میں واقع ایک قدیم آبادی ہے۔

آپ کے والد کا نام: مولانا محمد مسلم رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ دادا کا نام: مولوی حاجی محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ اور پردادا کا نام: حاجی محمد سلیمان رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ عصر حاضر کے بلند پایہ مشہور معلم و مدرس "مولانا شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ" (متکلّم ندوی) آپ کے خاندانی بزرگ تھے۔

تحصیلِ علوم

آپ نے ابتداء عربی سے متوسطات تک کی مختلف علوم وفنون کی کتابیں مدرسہ قرآنیہ جون پور پھر جامعہ حسینیہ جون پور میں باصلاحیت اساتذۂ کرام سے پڑھیں۔ اس کے بعد علومِ عالیہ کے کسب وحصول کے لیے ۱۹۸۳ء دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا، پہلے سال عربی ہفتم میں داخل ہوکر ۱۹۸۴ء میں درسِ نظامی کے نصاب کی تکمیل فرمائی۔ دورۂ حدیث سے فراغت کے بعد مزید علمی تشنگی بجھانے کے لیے دارالعلوم دیوبند ہی کے ایک مقبول و محبوب ترین شعبہ تکمیلِ افتاء میں داخلہ لے کر ۱۹۸۵ء میں باضابطہ فارغ التحصیل قرار پائے۔

اساتذۂ کرام دورۂ حدیث شریف

آپ نے دارالعلوم دیوبند میں علومِ نبوت کے جن درخشندہ ستاروں سے دورۂ حدیث شریف کی کتابیں پڑھیں۔ ان کے اسمائے گرامی مع کتب درج ذیل ہیں:

بخاری شریف جلد اول: حضرت مولانا نصیر احمد خاں صاحب بلند شہری رحمۃ اللہ علیہ سے۔
بخاری شریف جلد ثانی اور موطا امام مالک: حضرت مولانا عبد الحق صاحب اعظمی رحمۃ اللہ علیہ سے۔
ترمذی شریف اول اور طحاوی شریف: حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالنپوری رحمۃ اللہ علیہ سے۔
ترمذی شریف ثانی: حضرت مولانا معراج الحق صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ سے۔
ابوداؤد شریف اول: حضرت مولانا محمد حسین صاحب بہاری رحمۃ اللہ علیہ سے۔
ابن ماجہ: حضرت مولانا ریاست علی صاحب ظفر بجنوری رحمۃ اللہ علیہ سے۔
ابوداؤد شریف ثانی اور موطا امام محمد: حضرت مولانا نعمت اللہ صاحب اعظمی دامت برکاتہم العالیہ سے۔
مسلم شریف اول اور نسائی شریف: حضرت مولانا سید ارشد مدنی دامت برکاتہم العالیہ سے۔
مسلم شریف ثانی: حضرت مولانا علامہ قمر الدین صاحب گورکھپوری دامت برکاتہم سے۔
شمائل ترمذی: حضرت مولانا عبد الخالق صاحب مدراسی دامت برکاتہم العالیہ سے۔

درس و تدریس

۱۹۸۵ء میں دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد آپ بہ حیثیت مدرس مدرسہ جامعہ حسینیہ جون پور میں تشریف لے گیے اور وہاں کے خوشہ چینوں کو اپنے بحرِ بیکراں علوم سے ۱۹۹۱ء تک مستفید اور سیراب کرتے رہے۔

دارالعلوم دیوبند میں تقرری

۱۹۹۲ء میں دارالعلوم دیوبند میں آپ استاذ مقرر ہوئے، ترقی کرتے ہوئے درجہ علیا تک پہنچے، درسِ نظامی میں ہر فن کی کتابیں آپ کے زیر درس رہیں، دورۂ حدیث شریف میں سب سے پہلے "موطا امام مالک" آپ سے متعلق ہوئی، بعدہ "ابن ماجہ" کا درس آپ سے متعلق ہوا۔ اِس وقت "ابوداؤد شریف جلد اول" آپ کے زیر درس ہے۔ آپ کا

درس مکمل طور پر حشو وزوائد سے پاک اور اندازِ درس نہایت انوکھا اور نرالا ہوتا ہے۔

علمی خدمات

تدریسی خدمات کے ساتھ ساتھ فرقِ باطلہ کا تعاقب آپ کا خاص مشغلہ ہے۔ آپ مناظرِ اسلام کی حیثیت سے بھی معروف و مشہور ہیں، یہی وجہ ہے کہ بیشتر مقامات پر جاکر اسلام کی صحیح اور حقیقی ترجمانی کے فرائض بھی انجام دیے ہیں اور فی الوقت شعبۂ تحفظِ سنت میں بہ حیثیت نگراں علومِ نبوت کی خدمت میں سرگرم عمل ہیں۔

حضرت مفتی صاحب بہ حیثیت نائب مہتمم

حضرت مفتی محمد راشد صاحب اعظمی کو دارالعلوم دیوبند کی مجلس شوریٰ منعقدہ: ۲۰۲۱ء نے آپ کی انتظامی صلاحیتوں کو دیکھتے ہوئے جامعہ کا نائب مہتمم منتخب کیا، اور آپ تا ہنوز اسی عہدے پر فائز ہیں۔

الإجازة المسندة لسائر الكتب التالية والفنون المتداولة من فضيلة الشيخ المفتي محمد راشد الأعظمي حفظه الله

يقول: قرأت ''النصف الأول من جامع الإمام البخاري'' على الشيخ نصير أحمد خان البلندشهري، عن الشيخ إعزاز علي الأمروهوي، والشيخ حسين أحمد المدني.

و''النصف الثاني منه'' على الشيخ عبد الحق الأعظمي، عن الشيخ حسين أحمد المدني، كلاهما (الشيخ السيد حسين أحمد المدني، والشيخ إعزاز علي) عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

و''النصف الأول لجامع الإمام الترمذي'' على الشيخ

سعيد أحمد البالن بوري، عن الشيخ العلامة محمد إبراهيم البلياوي[1]، عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد يعقوب النانوتوي.

و''النصف الثاني منه'' على الشيخ معراج الحق الديوبندي، عن الشيخ السيد حسين أحمد المدني[2]، عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد يعقوب النانوتوي.

و''النصف الأول من صحيح الإمام مسلم'' على الشيخ السيد أرشد المدني.

و''النصف الثاني منه'' على الشيخ قمر الدين أحمد الغورخفوري.

كلاهما عن الشيخ العلامة محمد إبراهيم البلياوي، عن الشيخ حكيم محمد حسن الديوبندي، عن الشيخ رشيد أحمد الكنكوهي.

و''النصف الأول من سنن الإمام أبي داود'' على الشيخ محمد حسين البهاري، عن الشيخ العلامة محمد إبراهيم البلياوي[3]، عن الشيخ المفتي عزيز الرحمان العثماني، عن الشيخ مُلا محمود الديوبندي.

و''النصف الثاني منه'' على الشيخ نعمت الله الأعظمي، عن الشيخ إعزاز علي الأمروهوي، عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد ملا محمود الديوبندى.

---

(۱) مشاہیر محدثین وفقہائے کرام، ص: ۲۷۔

(۲) ماخوذ از ریکارڈ ۱۳۵۱ھ از محافظ خانہ دار العلوم دیوبند۔

(۳) ماخوذ از ریکارڈ ۱۳۴۷ھ از محافظ خانہ دار العلوم دیوبند۔

و''سنن الإمام النسائي'' على الشيخ السيد أرشد المدني، عن الشيخ ظهور أحمد الديوبندي، عن الشيخ العلامة شبير أحمد العثماني، عن الشيخ المفتي عزيز الرحمان العثماني، عن الشيخ عبد العلي الميرتهي، عن الشيخ أحمد علي السهارنفوري.

و''شرح معاني الآثار للطحاوي'' على الشيخ سعيد أحمد البالن بوري، عن الشيخ المفتي مهدي حسن الشاهجهان فوري[1]، عن الشيخ المفتي كفايت الله الدهلوي[2]، عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

و''السنن للإمام ابن ماجه'' على الشيخ رياست علي البجنوري، عن الشيخ المقرئ محمد طيب الديوبندي[3]، عن الشيخ محمد رسول خان الهزاروي، عن الشيخ حكيم محمد حسن الديوبندي، عن الشيخ رشيد أحمد الكنكوهي.

و''الشمائل للإمام الترمذي'' على الشيخ عبد الخالق المدراسي، عن الشيخ فخر الحسن المرادآبادي، عن الشيخ إعزاز علي الأمروهوي، عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

و''الموطأ للإمام مالك'' على الشيخ عبد الحق الأعظمي،

(١) مشاہیر محدثین وفقہائے کرام، ص:٢٨۔

(٢) مشاہیر علمائے دیوبند، ص:٧٤۔

(٣) ماخوذ از ریکارڈ ١٣٧٨ھ از محافظ خانہ دار العلوم دیوبند۔

عن الشيخ فخر الحسن المرادآبادي[1]، عن الشيخ مرتضى حسن الجاندفوري[2]، عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

و''الموطأ للإمام محمد'' على الشيخ نعمت الله الأعظمي، عن الشيخ محمد جليل الكيرانوي، عن الشيخ المفتي عزيز الرحمن العثماني، عن الشيخ مُلا محمود الديوبندي.

كلهم (الشيخ محمد قاسم النانوتوي، والشيخ رشيد أحمد الكنكوهي، والشيخ ملا محمود الديوبندي) عن الشاه عبد الغني المجددي، وهما (الشاه عبد الغني المجددي، والشيخ أحمد علي السهارنفوري) يرويانه عن الشاه محمد إسحاق الدهلوي عن الشاه عبد العزيز الدهلوي، عن الشاه ولي الله بن عبد الرحيم الدهلوي. قدس الله أسرارهم وجعل الجنة مأواهم ومثواهم بأسانيدهم المتصلة إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم.

❁❁❁❁❁

---

(١) الكلام المفيد، ص: ٥١٠۔

(٢) ماخوذ از ریکارڈ ۱۳۴۷ھ از محافظ خانہ دار العلوم دیو بند۔

حضرت مولانا و مفتی محمد نسیم صاحب بارہ بنکوی دامت برکاتہم العالیہ

استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند

(ولادت: ۱۹۵۸ء، فراغت: ۱۹۷۸ء)

وطن اور تاریخ پیدائش

آپ کا وطن: قصبہ رام نگر، ضلع: بارہ بنکی، (یوپی) ہے۔ آپ کی تاریخ پیدائش: ۲/ اکتوبر/ ۱۹۵۸ء ہے۔

والد محترم کا مختصر تذکرہ

آپ کے والد محترم جناب نوشاد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے، جو قصبہ رام نگر میں ایک باوقار شخصیت کے مالک تھے۔ پورے علاقہ میں احترام کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔ اصلاح باطن اور تزکیۂ نفس کے لیے مشہور و معروف بزرگ حضرت مولانا شاہ عبد القادر صاحب رائے پوری سے بیعت ہوئے، پھر امام اہل سنت حضرت مولانا عبدالشکور صاحب لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی تجدید فرمائی۔ صوم و صلوٰۃ کی پابندی کے ساتھ ذکر و عبادت کا خصوصی ذوق رکھتے تھے۔

ابتدائی اور متوسط تعلیم

اپنے وطن کے مدرسہ فیض العلوم (رام نگر بارہ بنکی یوپی) میں قرآن پاک اور اردو، ہندی، حساب وغیرہ اور ابتدائی درجہ سے پانچویں درجہ تک تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد ابتدائی فارسی کے لیے مدرسہ شمس العلوم (بنیتے پور ضلع سیتاپور یوپی) میں داخلہ لیا۔ اور وہاں کے قابل قدر اساتذہ سے استفادہ کیا۔

پھر مدرسہ دارالرشاد (بنکی ضلع بارہ بنکی یوپی) میں تین سال رہ کر قابل احترام اساتذہ سے علمی پیاس بجھائی، ایک سال فارسی کی کتابیں پڑھیں۔ اور دو سال میں عربی سال دوم

تک تعلیم مکمل کی۔

اس کے بعد جامعہ عربیہ احیاء العلوم (مبارک پور اعظم گڑھ یوپی) میں داخلہ لیا، اور عالی مقام اساتذۂ کرام کے علوم و معارف سے فیض یاب ہوئے۔

دارالعلوم میں داخلہ اور اعلیٰ تعلیم

۱۳۹۶ھ مطابق ۱۹۷۶ء میں اعلیٰ تعلیم کے لیے عالم اسلام کی مشہور و معروف اسلامی درسگاہ دارالعلوم دیوبند میں داخل ہوئے اور اس وقت کے ماہرین علوم وفنون اساتذۂ کرام سے درجہ علیاء کی تمام کتابیں پڑھیں اور ان کے دریائے علوم و معارف سے سیراب ہوئے، الحمد للہ ۱۳۹۸ھ مطابق ۱۹۷۸ء میں دورۂ حدیث شریف سے فراغت ہوئی اور ۱۳۹۹ھ مطابق ۱۹۷۹ء میں تکمیلِ ادب عربي، اور ۱۴۰۰ھ مطابق ۱۹۸۰ء میں تخصص فی الأدبِ العربي میں اعلیٰ درجہ سے کامیابی حاصل کی، ۱۴۰۱ھ مطابق ۱۹۸۱ء میں دارالعلوم کے دار الافتاء میں حضراتِ مفتیانِ عظام سے فیض حاصل کیا۔اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے تمام اساتذۂ کرام کو جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے۔آمین

اساتذۂ کرام دورۂ حدیث شریف

دارالعلوم دیوبند میں جن اساتذہ کرام سے کسب فیض کیا ان کے اسماء مع کتب درج ذیل ہیں:

بخاری شریف مکمل: حضرت مولانا نصیر احمد خاں صاحب بلند شہریؒ

ترمذی شریف جلد اول: حضرت مولانا معراج الحق صاحب دیوبندیؒ

ترمذی شریف جلد ثانی: حضرت مولانا محمد حسین صاحب بہاریؒ

مسلم شریف جلد اول: حضرت مولانا عبد الاحد صاحب دیوبندیؒ

مسلم شریف جلد ثانی: حضرت مولانا محمد نعیم صاحب دیوبندیؒ

ابوداؤد شریف جلد اول: حضرت مولانا محمد سالم صاحب قاسمی دیوبندیؒ

ابوداؤد شریف جلد ثانی: حضرت مولانا محمد انظر شاہ صاحب کشمیریؒ

شمائل ترمذی: حضرت مولانا فخر الحسن صاحب مرادآبادیؒ

نسائی شریف: حضرت مولانا وحید الزماں صاحب کیرانویؒ

طحاوی شریف: حضرت مولانا خورشید عالم صاحب دیوبندیؒ

ابن ماجہ شریف: حضرت مولانا قمر الدین صاحب گورکھپوری دامت برکاتہم

موطا امام مالک: حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوریؒ

موطا امام محمد: حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب اعظمیؒ

دار العلوم دیوبند میں تقرری

۱۴۰۳ھ مطابق ۱۹۸۳ء میں انٹرویو کے ذریعہ مدرس عربی کی حیثیت سے تقرری ہوئی، کئی سال تک ترجمۂ قرآن کریم، جلالین شریف، مختصر المعانی، ہدایہ اور تکمیل تفسیر میں تفسیر بیضاوی، تکمیل ادب میں دیوان حماسہ اور سبع معلقات اور تکمیل علوم میں مقدمۂ ابن الصلاح پڑھا چکے ہیں۔ اس وقت تکمیل ادب اور تخصص فی الادب کے اسباق آپ سے متعلق ہیں، اسی کے ساتھ سال ہفتم میں مشکوٰۃ شریف اور دورۂ حدیث شریف میں موطا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا درس دے رہے ہیں۔

الحمد للہ طلبۂ دار العلوم میں مولانا کا درس مقبول ہے، عربی ادب کا عمدہ ذوق رکھتے ہیں، اپنی صلاحیت اور صالحیت کی وجہ سے لوگوں میں متعارف اور ہر دل عزیز ہیں۔ شرافتِ نفس، حسنِ اخلاق اور تواضع وانکساری آپ کے امتیازی اوصاف ہیں۔

شرف بیعت

پہلے دار العلوم دیوبند کے صدر مفتی فقیہ العصر حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔ پھر حضرت مفتی صاحب

رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد دارالعلوم دیوبند کے مہتمم وشیخ الحدیث حضرت مولانا ومفتی ابو القاسم صاحب نعمانی دامت برکاتہم سے بیعت کا شرف حاصل کیا۔

تصنیف وتالیف

(۱) تبلیغ اسلام اور عصر حاضر (۲) اسلامی زندگی (۳) منتخب لغات القرآن۔

آپ کی ایک کتاب "تبلیغ اسلام اور عصر حاضر" کے نام سے مرکز دعوت الاسلام جمعیۃ علماء ہند کی جانب سے شائع ہوئی۔ دوسری کتاب "اسلامی زندگی" کے نام سے حکیم شاہد تحسین صاحب دیوبندی نے چھپوائی۔ اور تیسری کتاب "منتخب لغات القرآن" دو جلدوں میں زیور طباعت سے آراستہ ہوکر منظر عام پر آچکی ہے۔ اور الحمد للہ اہل علم کے درمیان بہت مقبول ہے۔ یہ کتاب تقریبًا ساڑھے گیارہ سو (۱۱۵۰) صفحات میں ہے، قرآن کریم کی ترتیب پر آیت نمبر کے ساتھ ہے، سورتوں کا مختصر تعارف اور تفسیری مضامین کا حسین گلدستہ ہے، حضرات انبیاء علیہم السلام کے مبارک حالات سے بھی مزین ہے۔ اور شائقین قرآن کے لیے ایک قیمتی تحفہ ہے۔ اللہ پاک مزید تصنیفی خدمات کی توفیق عطا فرمائیں ۔آمین یارب العالمین۔

الإجازة المسندة لسائر الكتب التالية والفنون المتداولة من فضيلة الشيخ المفتي محمد نسيم الباره بنكوي حفظه الله

يقول: قرأت ''الصحيح من جامع الإمام البخاري'' على الشيخ نصير أحمد خان البلندشهري، عن الشيخ إعزاز علي الأمروهوي، والشيخ حسين أحمد المدني، كلا الآخرين يرويانه عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

و''النصف الأول لجامع الإمام الترمذي'' على الشيخ معراج الحق الديوبندي.

و"النصف الثاني منه" على الشيخ محمد حسين البهاري.

كلاهما عن الشيخ السيد حسين أحمد المدني، عن الشيخ شيخ الهند محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

و"النصف الأول من صحيح الإمام مسلم" على الشيخ عبد الأحد الديوبندي.

و"النصف الثاني منه" على الشيخ محمد نعيم الديوبندي.

كلاهما عن الشيخ العلامة محمد إبراهيم البلياوي، عن الشيخ حكيم محمد حسن الديوبندي، عن الشيخ رشيد أحمد الكنكوهي.

و"النصف الأول من سنن الإمام أبي داود" على الشيخ محمد سالم القاسمي الديوبندي.

و"النصف الثاني منه" على الشيخ محمد أنظر شاه الكشميري.

كلاهما عن الشيخ إعزاز علي الأمروهوي، عن الشيخ شيخ الهند محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ مُلّا محمود الديوبندي.

و"سنن الإمام النسائي" على الشيخ وحيد الزمان الكيرانوي، عن الشيخ فخر الحسن المرادآبادي(١)، عن الشيخ شيخ الهند محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ مُلّا محمود الديوبندي.

و"شرح معاني الآثار للطحاوي" على الشيخ خورشيد عالم الديوبندي، عن الشيخ السيد محمد حسن الديوبندي(٢)، عن الشيخ إعزاز علي الأمروهوي، عن الشيخ شيخ الهند محمود حسن

---

(١) سند اجازۃ الحدیث: مفتی محمد اکبر علی اسلام آباد، فراغت ۱۳۷۳ھ بواسطہ مولانا محمد معاذ لاہوری۔

(٢) ماخوذ از ریکارڈ ۱۳۷۶ھ از محافظ خانہ دار العلوم دیوبند۔

الديوبندي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

و''السنن للإمام إبن ماجه'' على الشيخ قمر الدين أحمد الغورخفوري، عن الشيخ ظهور أحمد الديوبندي، عن الشيخ محمد رسول خان الهزاروي، عن الشيخ حكيم محمد حسن الديوبندي، عن الشيخ رشيد أحمد الكنكوهي.

و''الشمائل للإمام الترمذي'' على الشيخ فخر الحسن المرادآبادي، عن الشيخ إعزاز علي الأمروهوي، عن الشيخ شيخ الهند محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

و''الموطأ للإمام مالك'' على الشيخ سعيد أحمد البالن بوري، عن الشيخ المقرئ محمد طيب الديوبندي[1].

و''الموطأ للإمام محمد'' على الشيخ المفتي نظام الدين الأعظمي، عن الشيخ المفتي محمد شفيع العثماني[2].

كلاهما (الشيخ محمد طيب الديوبندي، والشيخ المفتي محمد شفيع العثماني) يرويانه عن الشيخ المفتي عزيز الرحمان العثماني، عن الشيخ مُلاّ محمود الديوبندي.

كلهم (الشيخ محمد قاسم النانوتوي، والشيخ رشيد أحمد الكنكوهي، والشيخ ملا محمود الديوبندي) عن الشاه عبد الغني المجددي، عن الشاه محمد إسحاق الدهلوي، عن الشاه عبد العزيز

---

(١) مشاہیر محدثین وفقہائے کرام، ص:٢٨۔

(٢) ماخوذ از ریکارڈ ١٣٥٢ھ از محافظ خانہ دار العلوم دیوبند، سند حدیث مفتی محمد شفیع صاحب مطبوعہ ماہنامہ انوار مدینہ لاہور، نومبر ٢٠٢١ء ص:٥٥۔

الدهلوي، عن الشاه ولي الله بن عبد الرحيم الدهلوي، قدس الله أسرارهم وجعل الجنة مأواهم ومثواهم بأسانيدهم المتصلة إلى رسول الله صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

وقد أجاز لنا بجميع هذه الكتب الشيخ محمد حيات السنبهلي عن الشيخ خليل أحمد السهارنفوري[١]، عن الشاه عبد الغني المجددي، عن الشاه محمد إسحاق الدهلوي، عن الشاه عبد العزيز الدهلوي، عن الشاه ولي الله بن عبد الرحيم الدهلوي بالسند المتصل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم.

۞۞۞۞۞

(١) مدینہ منورہ کے قیام کے دوران محدث دار الہجرت اُستاذ الکل حضرت مولانا شاہ عبد الغنی مہاجر مجددی نقشبندیؒ کو جملہ کتب حدیث کے اوائل سنا کر بالاجمال اور قبولیت دعا عند الملتزم کی بالتفصیل اجازت حاصل کی، حیات خلیل، ص:٨٦۔

حضرت مولانا شوکت علی صاحب بستوی مد ظلہ

استاذ حدیث و ناظم عمومی کل ہند رابطہ مدارس اسلامیہ دار العلوم دیوبند

(ولادت: ۱۳۸۲ھ، فراغت: ۱۴۰۰ھ)

نام: شوکت علی

والد صاحب کا نام: جناب ضیاء اللہ صاحب (مرحوم)

جائے پیدائش: خسرو کلاں، پوسٹ خسرو خرد، ضلع سنت کبیر نگر (سابق بستی) یوپی

۱۶/رجب المرجب ۱۳۸۲ھ بروز جمعرات مطابق ۱۳/دسمبر ۱۹۶۲ء ضلع بستی (حال سنت کبیر نگر، یوپی) کے معروف گاؤں: خُسرو کلاں، ڈاک خانہ: خُسرو خرد میں پیدائش ہوئی، والد ماجد جناب ضیاء اللہ صاحب مرحوم بڑے نیک اور علماء کرام سے محبت کرنے والے تھے، ابتدائی تعلیم گاؤں کے مکتب میں جناب حافظ نواب علی صاحب سے حاصل کرنے کے بعد ضلع کے مشہور ادارے: مدرسہ عربیہ رحمانیہ نور العلوم جوری میں فارسی اور ابتدائی عربی کی تعلیم کافیہ تک حاصل کی، وہاں کے اساتذہ کرام میں حضرت مولانا عباس علی صاحب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ صدر مدرس مدرسہ، حضرت مولانا محمد یونس صاحب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا کلیم اللہ صاحب قاسمی وغیرہ کے اسماء گرامی شامل ہیں۔

جامعہ امدادیہ مرادآباد میں داخلہ

۱۳۹۵ھ میں جامعہ عربیہ امدادیہ مراد آباد میں داخل ہوئے، اور شرح جامی تا جماعت مشکاۃ شریف تعلیم حاصل کی، اساتذہ کرام میں، حضرت مولانا معین الدین صاحب قاسمی گونڈوی خلیفہ حضرت شیخ سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا محمد باقر حسین صاحب قاسمی بستوی رحمۃ اللہ علیہ مہتمم جامعہ، حضرت مولانا محمد سجاد صاحب مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا معاذ الاسلام صاحب سنبھلی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا مفتی انعام اللہ صاحب شاہ جہاں پوری رحمۃ اللہ علیہ،

حضرت مولانا نور محمد صاحب دیوریاوی اور حضرت مولانا ظہیر انوار صاحب قاسمی بستوی، حضرت مولانا عتیق احمد صاحب بستوی وغیرہ کے اسمائِ گرامی شامل ہیں۔

دار العلوم دیوبند میں داخلہ

۱۳۹۹ھ کو دار العلوم دیوبند میں سالِ ہفتم عربی میں داخل ہوئے، ہفتم کی کتابیں جامعہ امدادیہ مرادآباد میں پڑھ چکے تھے، لیکن حضرت مولانا عتیق احمد صاحب زید مجدہ کے مشورے سے دار العلوم دیوبند میں ہفتم کی جماعت میں داخلہ لیا اور حضرت اقدس مولانا معراج الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ہدایہ آخرین، حضرت مولانا محمد سالم صاحب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ سے شرح عقائد، حضرت مولانا عبدالاحد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بیضاوی شریف، حضرت مولانا قمر الدین صاحب سے مشکوٰۃ شریف جلد اول، حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری رحمۃ اللہ علیہ سے مشکاۃ شریف جلد ثانی وسراجی پڑھنے کی سعادت حاصل کی۔

اساتذۂ دورۂ حدیث شریف

۱۴۰۰ھ میں دورۂ حدیث شریف سے فراغت حاصل کی، اور امتحان میں پوری جماعت میں اول پوزیشن سے کامیاب ہوئے، جن اساتذہ سے کسب فیض کیا ان کے اسماء مع کتب درج ذیل ہیں:

بخاری شریف جلد اول: حضرت مولانا نصیر احمد خاں صاحب بلند شہریؒ

بخاری شریف جلد ثانی: حضرت مولانا سید انظر شاہ صاحب کشمیری، حضرت مولانا محمد سالم صاحب قاسمی دیوبندیؒ

ترمذی شریف جلد اول: حضرت مولانا محمد حسین صاحب بہاریؒ

ترمذی شریف جلد ثانی: حضرت مولانا معراج الحق صاحب دیوبندیؒ

مسلم شریف جلد اول: حضرت مولانا عبد الاحد صاحب دیوبندیؒ، (شروع کا کچھ حصہ) اس کے بعد مکمل حضرت مولانا محمد نعیم صاحب دیوبندیؒ

مسلم شریف جلد ثانی: حضرت مولانا سید انظر شاہ صاحب کشمیریؒ

ابوداؤد شریف جلد اول: حضرت مولانا محمد سالم صاحب قاسمی دیوبندیؒ

ابوداؤد شریف جلد ثانی: حضرت مولانا خورشید عالم صاحب دیوبندیؒ

شمائل ترمذی: حضرت مولانا فخر الحسن صاحب مرادآبادی (چند دن) بعدہ مکمل حضرت مولانا محمد نعیم صاحب دیوبندیؒ

نسائی شریف، موطا امام مالک: حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوریؒ

ابن ماجہ، موطا امام محمد: حضرت مولانا قمر الدین صاحب گورکھپوری دامت برکاتہم

طحاوی شریف: حضرت مولانا خورشید عالم صاحب دیوبندیؒ

۱۴۰۰ھ میں حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب علیہ الرحمہ سہارن پوری سے مسلسلات پڑھی۔

۱۴۰۰ھ میں ہی بعد نماز مغرب عالم عرب کے نامور محدث اور ادیب ناقد شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمۃ اللہ علیہ نے طلبۂ دورہ حدیث کو حدیث شریف کا قیمتی درس دیا جس میں دورہ حدیث کے طلبہ بھی شریک ہوئے جن میں حضرت والا بھی تھے اور دارالعلوم کے تقریباً سارے ہی بڑے اساتذہ کرام شامل تھے، یہ شرف بھی دورے کے طلبہ کو حاصل ہوا اور حدیث شریف کی حضرت شیخ ابوغدہ رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت بھی مرحمت فرمائی۔

۱۴۰۱ھ میں تکمیلِ ادب میں زیر تعلیم رہے اور امتحان میں پہلی پوزیشن حاصل کی، ۱۴۰۲ھ میں تخصص فی الادب العربي سے فراغت حاصل ہوئی۔ تکمیل ادب کے حضرات اساتذہ میں حضرت مولانا وحید الزماں صاحب کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا سعید احمد صاحب پالن پوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا ریاست علی صاحب بجنوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا عبدالخالق صاحب مدراسی زید مجدہم شامل ہیں۔

درس وتدریس

اسی سال محرم ۱۴۰۱ھ مطابق نومبر ۱۹۸۱ء میں جب بعض حالات کی بناء پر سابقہ انتظامیہ نے چندماہ کے لیے دارالعلوم بند کردیا تھا تو فدائے ملت حضرت مولانا سید اسعد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ صدر جمعیۃ علماء ہند، حضرت مولانا معراج الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا مرغوب الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا وحید الزماں صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا ریاست علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا سید ارشد صاحب مدنی اور حضرت مولانا عبدالخالق صاحب مدراسی وغیرہ اساتذہ کرام کی ہدایت پر دارالعلوم سے باہر محمود ہال (عمارت مسلم فنڈ) میں تعلیمی کیمپ لگا، اس کیمپ میں حضرات اکابر کے حکم پر افتاء اور تخصص میں زیر تعلیم چند منتہی طلبہ کو کیمپ میں ابتدائی جماعتوں میں تدریس کی خدمت پر مامور کیا گیا تھا جن میں حضرت مولانا بھی شامل رہے۔ کیمپ میں اور ۱۴۰۲ھ میں دارالعلوم کھلنے کے بعد نفحۃ العرب، مشکاۃ الآثار، تیسیر المنطق، ہدایۃ النحو اور قدوری وغیرہ کی تدریس کا موقع میسر آیا، صفر ۱۴۰۳ھ تک یہ تدریس جاری رہی۔

اس کے بعد حضرت مولانا بدرالدین صاحب اجمل قاسمی کے اصرار پر حضرت اقدس مولانا معراج الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے انھیں آسام بھیج دیا، ۶ر سال تک آسام کے مشہور مدرسے: جامعہ اسلامیہ جلالیہ ہوجائی میں ترمذی شریف، مشکاۃ شریف، جلالین شریف، مقاماتِ حریری، شرح وقایہ، النحو الواضح اور القراءۃ الواضحہ سوم وغیرہ کی تدریس کی خدمات انجام دیں اور دارالعلوم دیوبند کے انداز پر النادی الادبی قائم کی۔

دارالعلوم دیوبند میں تقرر

یکم ذی قعدہ ۱۴۱۱ھ مطابق ۱۵ر مئی ۱۹۹۱ء سے دارالعلوم دیوبند میں خدمت تدریس پر مامور ہیں، پچھلے سالوں میں مشکوٰۃ شریف، ہدایہ ثالث و رابع، جلالین شریف، الفوز

الکبیر، ہدایہ جلد ثانی، تفسیر ابن کثیر، حسامی، مختصر المعانی، اسالیب الانشاء، تاریخ ادب عربی اور مقاماتِ حریری، القراءۃ الواضحہ، شرح تہذیب، قطبی وغیرہ کی تدریس حضرت مولانا سے متعلق رہی ہے۔ ۴۴-۱۴۴۳ھ سے دورہ حدیث شریف میں سنن نسائی شریف کی تدریس کا شرف حاصل ہے۔

اس کے علاوہ ۱۴۱۵ھ سے دار العلوم دیوبند میں کل ہند رابطہ مدارس اسلامیہ عربیہ قائم ہے، حضرت والا اس کے ناظم عمومی کے طور پر ذمہ داری بخوبی نبھا رہے ہیں، رابطہ سے ملک کے چار ہزار سے زائد بڑے مدارس اسلامیہ عربیہ منسلک ہیں، حضرت اقدس مولانا مفتی ابوالقاسم صاحب نعمانی زید مجدہم مہتمم وشیخ الحدیث دار العلوم دیوبند اس کے صدر عالی وقار ہیں۔

ملک کے مختلف صوبوں میں رابطہ کے اجلاسوں میں وقتاً فوقتاً شرکت فرماتے ہیں، اور رابطہ کے اغراض ومقاصد کی تکمیل کے سلسلہ میں جدوجہد فرماتے ہیں، خود دار العلوم دیوبند میں ۱۴۱۵ھ سے تاہنوز مدارسِ اسلامیہ کے سارے اجتماعات حسب ہدایت حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم مرکزی دفتر رابطہ کے زیر انتظام ہوتے ہیں، اور اجلاس کی تیاری وغیرہ کی بنیادی ذمہ داری دیگر حضرات اساتذہ کرام کے ساتھ حضرت والا سے متعلق رہتی ہے، مجلس عمومی ومجلس عاملہ رابطہ کے اجتماعات کی نظامت بھی حضرت والا سے متعلق رہتی ہے، رابطہ سے متعلق خدمات پر مشتمل تیرہ سالہ رپورٹ، خطباتِ صدارت مولانا مرغوب الرحمن صاحب، مدارسِ اسلامیہ کے خلاف فسطائی عناصر کے شرانگیز بیانات، اسلام میں حقوق انسانی کی حفاظت، اسلام میں دیگر اقوام اور اہل مذاہب کے حقوق، اسلامی رواداری، دار العلوم اور مدارس اسلامیہ وغیرہ کے نام سے متعدّد رسالے طبع ہو چکے ہیں، اس کے علاوہ مختلف موضوعات پر مضامین ومقالات اور کتابچے بھی عربی اردو رسالوں میں شائع ہوتے رہے ہیں۔ عربی زبان میں گفت گو اور خطابت اور عرب مہمانوں کی عربی تقاریر

کے اردو ترجمے پر بڑی قدرت ہے۔

حضرت شیخ ڈاکٹر یوسف قرضاوی رحمۃ اللہ علیہ (قطر) کی دعوت پر چند سال قبل دوحہ کی عالمی کانفرنس میں شرکت کے لیے سفر ہوا، ملّی اور تعلیمی مقصد سے سعوی عرب، دبئ، ابوظبی، شارجہ، قطر وغیرہ ممالک کا سفر بھی ہوا۔ چند سال قبل ۱۴۳۶ھ کو وفاق المدارس کی دعوت پر بنگلہ دیش کا تعلیمی وملّی سفر ہوا۔ ۱۴۳۷ھ مطابق ۲۰۱۶ء کو ایک عالمی سیمینار میں شرکت کے لیے استانبول (ترکی) کا سفر ہوا، جس میں دارالعلوم دیوبند کی ترجمانی فرمائی اور "الجامعۃ الاسلامیہ دارالعلوم ب دیوبند/الہند وتدریس العلوم الاسلامیہ بالعربیۃ" کے عنوان پر گراں قدر مقالہ بھی پیش فرمایا۔ ۱۴۳۸ھ مطابق ۲۰۱۷ء کو جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کے صد سالہ اجلاس کے موقع پر جمعیۃ علماء ہند کے وفد کے ساتھ حضرت والا کو اجلاس میں شرکت اور "اسلام اور امن عالم" کے موضوع پر خطاب کا موقع بھی حاصل رہا۔ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر ایک عالمی سیمینار میں شرکت کے لیے ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۰۱۹ء کو کابُل کا سفر حکومت افغانستان کی دعوت پر ہوا اور عالمی سیمینار میں "العوامل الاساسیۃ فی تکوین شخصیۃ الامام الاعظم أبي حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ" کے عنوان پر اہم مقالہ پیش فرمایا۔ تین مرتبہ حج وزیارت کی سعادت بھی حاصل کر چکے ہیں۔

اصلاحی تعلق

شیخ طریقت عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ قمر الزماں صاحب الہ آبادی دامت برکاتہم مجاز حضرت شاہ وصی اللہ صاحب علیہ الرحمہ و حضرت مولانا محمد احمد صاحب پرتاب گڈھی علیہ الرحمہ سے اصلاحی تعلق قائم ہے، حضرت والا نے بفضلہ تعالیٰ ۱۱ر رمضان المبارک ۱۴۳۴ھ کو بیت الاذکار، وصی آباد، الہ آباد میں سلاسل اربعہ صوفیہ میں تعلیم وتلقین اور بیعت کی اجازت اور خلعت خلافت سے سرفراز فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں اور اس

عظیم نسبت واعتماد کی قدر کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

الإجازة المسندة لسائر الكتب التالية والفنون المتداولة من فضيلة الشيخ شوكت علي القاسمى البستوي حفظه الله

يقول: قرأت ''النصف الأول من جامع الإمام البخاري'' على الشيخ نصير أحمد خان البلندشهري ، عن الشيخ إعزاز علي الأمروهوي، والشيخ حسين أحمد المدني.

و''النصف الثاني منه'' على الشيخ السيد محمد أنظر شاه الكشميري، والشيخ محمد سالم القاسمي الديوبندي.

و''النصف الأول لجامع الإمام الترمذي'' على الشيخ محمد حسين البهاري.

و''النصف الثاني منه'' على الشيخ معراج الحق الديوبندي.

كلهم عن الشيخ حسين أحمد المدني، عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

وقرأت دروساً ''النصف الأول من صحيح الإمام مسلم'' أولاً على الشيخ عبد الأحد الديوبندي، ثم لما توفي رحمه الله، قراته على الشيخ محمد نعيم الديوبندي.

كما قرأت: '' النصف الثاني منه'' على الشيخ السيد محمد أنظر شاه الكشميري.

كلهم عن الشيخ العلامة محمد إبراهيم البلياوي، عن الشيخ حكيم محمد حسن الديوبندي، عن الشيخ رشيد أحمد الكنكوهي.

و''النصف الأول من سنن الإمام أبي داود'' على الشيخ

محمد سالم القاسمي الديوبندي، عن الشيخ إعزاز علي الأمروهوي، عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ مُلّا محمود الديوبندي.

و"النصف الثاني منه" على الشيخ خورشيد عالم الديوبندي، عن الشيخ بشير أحمد خان البلندشهري، عن الشيخ غلام محي الدين الغلاوتهي، عن الشيخ السيد أحمد حسن الأمروهوي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

و"السنن للإمام إبن ماجه" على الشيخ قمر الدين أحمد الغورخفوري، عن الشيخ ظهور أحمد الديوبندي، عن الشيخ محمد رسول خان الهزاروي، عن الشيخ حكيم محمد حسن الديوبندي[1]، عن الشيخ رشيد أحمد الكنكوهي.

و"شرح معاني الآثار للطحاوي" على الشيخ خورشيد عالم الديوبندي، عن الشيخ السيد محمد حسن الديوبندي[2]، عن الشيخ إعزاز علي الأمروهوي[3]، عن الشيخ عبد المؤمن الديوبندي، عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

و"الموطأ للإمام مالك" على الشيخ سعيد أحمد البالن بوري، عن الشيخ إسلام الحق الكوباغنجي، عن الشيخ المفتي عزيز

---

(١) روداد دار العلوم دیوبند، ۱۳۲۳ھ ۱۱۷، معجم الشیوخ، ص: ۲۳۸۔

(٢) ماخوذ از ریکارڈ ۱۳۶۷ھ از محافظ خانہ دار العلوم دیوبند۔

(٣) ماخوذ از ریکارڈ ۱۳۵۴ھ از محافظ خانہ۔

الرحمن العثماني، عن الشيخ مُلا محمود الديوبندي[١].

و''الموطأ للإمام محمد'' على الشيخ قمر الدين أحمد الغورخفوري، عن الشيخ محمد جليل الكيراوي، عن الشيخ المفتي عزيز الرحمان العثماني، عن الشيخ مُلا محمود الديوبندي[٢].

و''الشمائل للإمام الترمذي'' على الشيخ فخر الحسن المرادآبادي، وبعد وفاته على الشيخ محمد نعيم الديوبندي، كلاهما عن الشيخ إعزاز علي الأمروهوي[٣]، عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

كلهم (الشيخ محمد قاسم النانوتوي، والشيخ رشيد أحمد الكنكوهي، والشيخ مُلا محمود الديوبندي) يروونه عن الشاه عبد الغني المجددي.

و''سنن الإمام النسائي'' على الشيخ سعيد أحمد البالن بوري، عن الشيخ ظهور أحمد الديوبندي، عن الشيخ العلامة شبير أحمد العثماني، عن الشيخ المفتي عزيز الرحمان العثماني، عن الشيخ عبد العلي الميرتهي، عن الشيخ أحمد علي السهارنفوري، عن الشاه محمد إسحاق الدهلوي، وهما (الشاه عبد الغني المجددي، والشاه

---

(١) ١٢٩٥ھ اور ١٢٩٩ھ کی رودادوں میں موطا امام مالک اور موطا امام محمد ملا محمود دیوبندی، کے پاس لکھی ہے۔

(٢) الكلام المفيد في تحرير الأسانيد، ص: ٥٢٠۔

(٣) ندائے شاہی، شاہی نمبر، ص: ٣٠٦، پر روداد دار العلوم دیوبند کے حوالے سے نقل ہے: حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کی (حج سے) واپسی کے بعد آپ (مولانا عبد العلی میرٹھی رحمہ اللہ) کو مدرس پنجم بنایا گیا، اور اس عہدہ پر جمادی الأخریٰ ١٢٩٨ھ تک فائزہ رہ کر نسائی شریف، ابن ماجہ شریف وغیرہ کا درس دیا۔ (ملخص از روداد ١٢٩٤ھ تا ١٢٩٨ھ)۔

محمد إسحاق الدهلوي) يرويانه عن الشاه عبد العزيز الدهلوي، عن الشاه ولي الله بن عبد الرحيم الدهلوي.

وتمرنت على التجويد والقراءة على الشيخ المقرئ أحمد ميان بن الشيخ إعزاز علي الأمروهوي.

كما تشرفت بإجازة ''الفضل المبين في المسلسل من حديث النبي الأمين صلى الله عليه وسلم'' على المحدث الجليل الشيخ محمد زكريا السهارنفوري عن مشايخه الكبار في سهارنفور في صفر عام ١٤٠٢هـ وتفضّل عليّ الشيخ المحدث محمد يونس الجونفوري بإجازة كتب الحديث الشريف ويسرني أن أذكر أن فضيلة الشيخ عبد الفتاح أبوغده ألقى درساً قيّماً في ''مقدمة إبن الصلاح'' علينا نحن طلبة دورة الحديث الشريف عام ١٤٠٠هـ شارك في درسه معظم كبار الأساتذة بالجامعة أيضاً وكذلك حصلتُ على أجازة فضيلة الشيخ محمد تقي العثماني برواية ''المسلسلات'' بمناسبة زيارته للجامعة الإسلامية دار العلوم ديوبند عام ١٤٣١هـ.

متعنا الله بعلومهم ومعارفهم وأفكارهم القيِّمة. آمين

❁❁❁❁❁

حضرت مولانا محمد افضل صاحب کیموری دامت برکاتہم

استاذ حدیث دار العلوم دیوبند

(ولادت:۱۹۵۸ء، فراغت:۱۹۸۱ء)

ولادت ونسب

نام محمد افضل بن حاجی محمد حسین بن حاجی عبد الکریم، یکم مئی ۱۹۵۸ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کا آبائی وطن یوپی سے متّصل صوبہ بہار کا ایک گاؤں "لے دری" ہے جو پہلے ضلع روہتاس میں تھا اور اب اس سے کٹ کر بننے والے ضلع "کیمور" کا حصہ ہے۔

ابتدائی وثانوی تعلیم

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں ہی میں حاصل کی، اس کے بعد مدرسہ قرآنیہ بڑی مسجد جون پور میں قرآن کریم حفظ کیا، اور وہیں مولانا محمد ایوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ (ہنسور، فیض آباد) سے جو فارسی زبان میں اختصاص رکھتے تھے، فارسی اور عربی اول و دوم تک کی تمام کتابیں پڑھیں۔

وہاں سے ۱۹۷۶ء میں جامعہ اسلامیہ بنارس گیے جہاں عربی سوم سے جلالین شریف تک تعلیم حاصل کی، وہاں کے نمایاں اور ممتاز طلبہ میں سے تھے، وہاں جن اساتذہ سے کسبِ فیض کیا ان میں حضرت مولانا مفتی ابو القاسم صاحب نعمانی (مہتمم وشیخ الحدیث دار العلوم دیوبند)، حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ جگدیش پور اعظم گڑھ (سابق استاذِ حدیث دار العلوم دیوبند)، اور مولانا ڈاکٹر ظفر احمد صاحب صدیقی (پروفیسر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ) جیسے نامور اہلِ علم شامل ہیں۔

۱۹۷۹ء میں دار العلوم دیوبند حاضر ہوئے جہاں دو سال رہ کر مشکوٰۃ شریف اور دورۂ حدیث کی تعلیم حاصل کی اور ۱۹۸۱ء میں فراغت ہوئی۔

اساتذۂ دورۂ حدیث شریف

دورۂ حدیث شریف میں جن اساتذۂ کرام سے اکتسابِ فیض کیا ان کے اسماء مع کتب حسب ذیل ہیں:

بخاری شریف جلد اول: حضرت مولانا نصیر احمد خاں صاحب بلند شہریؒ

بخاری شریف جلد ثانی: حضرت مولانا سید انظر شاہ صاحب کشمیریؒ، حضرت مولانا محمد سالم صاحب قاسمی دیوبندیؒ

ترمذی شریف جلد اول، موطا امام مالک: حضرت مولانا محمد حسین صاحب بہاریؒ

ترمذی شریف جلد ثانی: حضرت مولانا معراج الحق صاحب دیوبندیؒ

مسلم شریف جلد اول: شمائل ترمذی: حضرت مولانا محمد نعیم صاحب دیوبندیؒ

مسلم شریف جلد ثانی: حضرت مولانا سید انظر شاہ صاحب کشمیریؒ

ابوداؤد شریف جلد اول: حضرت مولانا محمد سالم صاحب قاسمی دیوبندیؒ

ابوداؤد شریف جلد ثانی، طحاوی شریف: حضرت مولانا خورشید عالم صاحب دیوبندیؒ

ابن ماجہ شریف: حضرت مولانا ریاست علی صاحب بجنوریؒ

نسائی شریف: حضرت مولانا قمر الدین صاحب گورکھپوری دامت برکاتہم

موطا امام محمد: حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوریؒ

درس وتدریس

تدریس کا آغاز مدرسہ ضیاء العلوم مانی کلاں سے کیا، تین سال وہاں رہے، اس کے بعد مدرسہ منبع العلوم خیرآباد گیے، یہ ۱۹۸۳ء کا آخری وقت تھا اس کے بعد تقریباً ۲۳ر سال یہاں تدریس سے منسلک رہے، آپ کا درس اپنی مثال آپ تھا، تفہیم پر بے پناہ قدرت تھی، منبع العلوم کے مقبول ترین اساتذہ میں سے تھے، کچھ عرصہ کے بعد آپ کو یہاں کا ماحول اس قدر راس آیا کہ یہیں مکان بنا کر مستقل بود و باش اختیار کرلی، اُس وقت آپ کو خیال بھی نہ رہا

ہو گا کہ کبھی منبع العلوم سے علیحدگی کی نوبت آسکتی ہے۔

دار العلوم دیوبند میں تقرر

۲۰۰۵ء میں کچھ ایسی صورتِ حال پیش آئی کہ آپ کو منبع العلوم چھوڑنا پڑا، لیکن اس کے ساتھ آپ کو دار العلوم میں ہاتھوں ہاتھ لیا گیا۔ حضرت مولانا سید ارشد مدنی صاحب مدظلہٗ کی نظامتِ تعلیمات کا زمانہ تھا، انہوں نے آپ سے دار العلوم میں تدریس کی پیش کش کی، اس طرح نہایت اعزاز کے ساتھ آپ ۲۰۰۵ء میں دار العلوم میں مدرس مقرر ہوگیے، کچھ عرصہ ناظم دار الاقامہ، نائب ناظم تعلیمات، قائم مقام ناظم تعلیمات بھی رہے، تعلیمات سے وابستگی کا کل زمانہ تقریباً ۵ر سالوں پر محیط ہے اس دوران کئی اہم امور انجام پائے، جس میں آپ کا کلیدی کردار رہا، جیسے اساتذہ کی ترقی کے لیے نئے ضابطہ کی ترتیب کے لیے شوریٰ نے ایک دستور ساز کمیٹی تشکیل دی جس کے آپ کنوینر رہے، پھر نیا ضابطۂ ترقی رہنما خطوط کے ساتھ مرتب ہوا، منظور ہوا، اور اسی قلیل عرصہ میں نافذ بھی ہوگیا، اسی طرح عربی اول سے عربی ہفتم کے تمام درجات کی کتابوں کا ماہانہ نصاب مقرر ہوا، دورۂ حدیث شریف کی تمام کتابوں کی تفصیلی تدریس کے لیے ابواب کا انتخاب ہوا، جس پر مجلسِ تعلیمی اور شوریٰ نے اپنی مہرِ تصدیق ثبت کر دی، بارہا آپ ناظمِ امتحان بھی رہے (اور یہ سلسلہ تا حال جاری ہے) اور اس کو بھی بہترین انداز میں منظم کیا، کاپیوں کے جانچنے کے لیے اصول و ضوابط مقرر کیے جو مطبوعہ شکل میں ممتحن حضرات کو دیے گیے کہ اسی کی روشنی میں نمبرات دیں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ آپ نے افتادِ طبع کے خلاف یہ تمام ذمہ داریاں بعض بڑوں کے احترام میں قبول کیں اور اسے احسن طریقہ سے پورا کیا۔

دل کی گہرائیوں سے دعا ہے کہ باری تعالیٰ ہر طرح کے شرور وفتن سے آپ کو محفوظ رکھیں اور آپ پر اپنا فضلِ خاص فرمائیں۔ آمین

الإجازة المسندة لسائر الكتب التالية والفنون المتداولة من فضيلة الشيخ محمد أفضل الكيموري حفظه الله

يقول: قرأت ''النصف الأول من جامع الإمام البخاري'' على الشيخ نصير أحمد خان البلندشهري، عن الشيخ إعزاز علي الأمروهوي، والشيخ حسين أحمد المدني، كلا الآخرين يرويانه عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

و''النصف الثاني منه'' على الشيخ محمد سالم القاسمي الديوبندي، والشيخ محمد أنظر شاه الكشميري.

و''النصف الأول لجامع الإمام الترمذي'' على الشيخ محمد حسين البهاري.

و''النصف الثاني منه'' على الشيخ معراج الحق الديوبندي.

كلهم عن الشيخ السيد حسين أحمد المدني، عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

و''النصف الأول من صحيح الإمام مسلم'' على الشيخ محمد نعيم الديوبندي.

و''النصف الثاني منه'' على الشيخ محمد أنظر شاه الكشميري.

كلاهما عن الشيخ العلامة محمد إبراهيم البلياوي، عن الشيخ حكيم محمد حسن الديوبندي، عن الشيخ رشيد أحمد الكنكوهي.

و''النصف الأول من سنن الإمام أبي داود'' على الشيخ محمد سالم القاسمي الديوبندي، عن الشيخ إعزاز علي الأمروهي(١)، على

---

(١) سیرت وشخصیت: مولانا محمد سالم صاحب قاسمی، ص: ١٢٤۔

الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

و''النصف الثاني منه'' على الشيخ خورشيد عالم الديوبندي[1].

و''سنن الإمام النسائي'' على الشيخ قمر أحمد الدين الغورخفوري.

كلاهما عن الشيخ بشير أحمد خان البلندشهري، عن الشيخ غلام محي الدين الغلاوتهي، عن الشيخ السيد أحمد حسن الأمروهوي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

و''الشمائل للإمام الترمذي'' على الشيخ محمد نعيم الديوبندي، عن الشيخ إعزاز علي الأمروهوي، عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

و''شرح معاني الآثار للطحاوي'' على الشيخ خورشيد عالم الديوبندي، عن الشيخ السيد محمد حسن الديوبندي، عن الشيخ إعزاز علي الأمروهوي، عن الشيخ عبد المؤمن الديوبندي، عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

و''السنن للإمام إبن ماجه'' على الشيخ رياست علي البجنوري، عن الشيخ المقرئ محمد طيب الديوبندي، عن الشيخ محمد رسول خان الهزاروي، عن الشيخ حكيم محمد حسن الديوبندي، عن الشيخ رشيد أحمد الكنكوهي.

و''الموطأ للإمام مالك'' على الشيخ محمد حسين البهاري، عن الشيخ مرتضى حسن الجاندفوري، عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

---

(۱) ماخوذ از ریکارڈ ۱۳۷۵-۷۶ھ از دفتر تعلیمات دار العلوم دیوبند۔

و''الموطأ للإمام محمد'' على الشيخ سعيد أحمد البالن بوري، عن الشيخ عبد الأحد الديوبندي[1]، عن الشيخ المفتي محمد شفيع العثماني[2]، عن الشيخ المفتي عزيز الرحمان العثماني، عن الشيخ ملا محمود الديوبندي.

كلهم (الشيخ محمد قاسم النانوتوي، والشيخ رشيد أحمد الكنكوهي، والشيخ ملا محمود الديوبندي) عن الشاه عبد الغني المجددي، عن الشاه محمد إسحاق الدهلوي، عن الشاه عبد العزيز الدهلوي، عن الشاه ولي الله بن عبد الرحيم الدهلوي.

قدس الله أسرارهم وجعل الجنة مأواهم ومثواهم بأسانيدهم المتصلة إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم.

(١) مشاہیر محدثین وفقہائے کرام، ص:٢٨۔

(٢) ماخوذ از ریکارڈ ١٣٥٥ھ از دفتر تعلیمات دار العلوم دیوبند۔

حضرت مولانا محمد سلمان صاحب بجنوری حفظہ اللہ

استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند

(ولادت: ۱۹۶۹ء، فراغت: ۱۹۸۸ء)

ولادت ونسب

نام محمد سلمان: ۱۴/ اپریل ۱۹۶۹ء میں قصبہ سہسپور ضلع بجنور یوپی میں پیدا ہوئے، والد کا نام حضرت مولانا سعید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ، اور دادا کا نام نور احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہے (آپ کے والد ماجد دارالعلوم دیوبند کے ممتاز فضلاء میں سے تھے اور شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے، نہایت جید الاستعداد، باصلاحیت، ورع وتقویٰ میں ممتاز اور پاک دل وپاک باز عالمِ دین تھے، قصبہ سہسپور کی جامع مسجد وعید گاہ کے امام بھی تھے اور مدرسہ باب العلوم سہسپور کے صدر مدرس بھی)

ابتدائی وثانوی تعلیم

آپ نے قاعدہ بغدادی ونورانی، ناظرہ وحفظ قرآن کریم سے لے کر سالِ اول ودوم عربی تک کی مکمل تعلیم اپنے والدِ گرامی ہی سے حاصل کی۔ تعلیم وتربیت میں والد بزرگوار کے علاوہ آپ کی والدہ محترمہ کا بھی نہایت اہم کردار رہا، باری تعالیٰ نے فطری ذہانت وفطانت سے نوازا ہے اور ساتھ ہی والد بزرگوار کی خصوصی تعلیم وتربیت اور نگرانی وتوجہ حاصل رہی، اسی کا نتیجہ تھا کہ صرف ۷/ سال ۳/ ماہ کی کم عمری میں ہی آپ نے مکمل قرآن حفظ کر لیا تھا، بعد ازاں عربی تعلیم کا آغاز ہوا اور فارسی وعربی سالِ اول ودوم کی تمام نصابی کتب حضرت والدِ محترم سے ہی پڑھیں۔ اس کے بعد والدِ محترم نے شوال ۱۴۰۱ھ میں دیارِ علم ومعرفت گنگوہ کے مشہور ومعروف ادارہ جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ میں داخلہ کرا دیا، جہاں آپ کو انتہائی لائق وفائق اور باصلاحیت اساتذۂ کرام کی زیر نگرانی اپنی تعلیم مکمل کرانے کا موقع ملا،

اپنی فطری ذہانت وذکاوت، ٹھوس استعداد اور محنت ولگن کی بنا پر ہمیشہ اپنی جماعت میں سب سے ممتاز رہے اور تقریباً تمام ہی درجات کے جملہ امتحانات میں اول پوزیشن سے کامیابی حاصل کی اور ہمیشہ اپنے اساتذۂ کرام کے منظورِ نظر رہے۔ بطورِ خاص جن اساتذۂ کرام کی خصوصی شفقتیں اور توجہات حاصل رہیں ان میں سے چند کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

حضرت مولانا قاری شریف صاحب رحمۃ اللہ علیہ بانی و سابق مہتمم جامعہ اشرف العلوم گنگوہ، حضرت مولانا رئیس الدین بجنوری رحمۃ اللہ علیہ (جو بعد میں مظاہر علوم وقف کے شیخ الحدیث بھی رہے) حضرت مولانا وسیم احمد صاحب سنسار پوری رحمۃ اللہ علیہ (جو جامعہ اشرف العلوم کے شیخ الحدیث تھے اور گذشتہ تین سال قبل لاک ڈاؤن کے زمانے میں انتقال فرما گئے)

حضرت مولانا انور صاحب گنگوہی حفظہ اللہ (جو دارالعلوم رشیدیہ کے شیخ الحدیث ہیں اور کئی ایک قیمتی کتابوں کے مصنف ہیں)

حضرت مولانا سلمان صاحب گنگوہی حفظہ اللہ (جو جامعہ اشرف العلوم کے موقر استاذِ حدیث اور حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ومجاز ہیں)۔

آپ سالِ ششم سے فارغ ہوئے ہی تھے کہ ۷/ مئی ۱۹۸۵ء مطابق ۱۶/ شعبان ۱۴۰۵ھ کو آپ کے سر سے والدِ بزرگوار حضرت مولانا سعید احمد صاحب سہسپوری کا سایۂ عاطفت اٹھ گیا (اسی سال آپ کے برادرِ کبیر جناب مولانا محمد سفیان غانم صاحب دامت برکاتہم دورۂ حدیث شریف سے فارغ ہو چکے تھے، چنانچہ والد صاحب کے انتقال کے بعد اہلِ وطن کی خواہش واصرار پر انہیں جامع مسجد وعید گاہ سہسپور کا امام وخطیب مقرر کردیا گیا اور انہوں نے ایک عرصہ تک بہ حسن وخوبی اس فریضہ کو انجام دیا، حضرت مولانا سفیان غانم صاحب دامت برکاتہم بھی ایک وسیع المطالعہ، عمیق الفکر، جید الاستعداد اور بابصیرت عالمِ دین ہیں، وہ بھی زمانۂ طالبِ علمی سے ہمیشہ امتیازی نمبرات سے کامیاب ہوئے، جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ کے موجودہ مہتمم حضرت مولانا مفتی خالد سیف اللہ صاحب نقشبندی ان

کے درسی ساتھیوں میں سے ہیں والد محترم کی وفات کے بعد حضرت مولانا محمد سلمان صاحب بجنوری کے تعلیمی مراحل کی تکمیل برادر محترم ہی کی سرپرستی میں ہوئی۔ ۱۹۸۷ء، شعبان ۱۴۰۷ھ میں اشرف العلوم سے دورہ حدیث شریف سے فراغت حاصل کی، گنگوہ میں تحصیل علم کے دوران آپ کو نبیرۂ حضرت گنگوہی رحمہ اللہ حضرت مولانا حکیم عبدالرشید محمود (عرف حکیم ننھو میاں رحمۃ اللہ علیہ) سے خصوصی تعلق اور ان کا بھرپور اعتماد حاصل رہا اور ان کی علمی مجالس کے حاضرباش رہے۔ (حضرت حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حکیم الامت حضرت تھانوی قدس سرہ کے مجاز صحبت اور شیخ الاسلام حضرت مدنی قدس سرہ کے تلمیذ رشید اور تربیت یافتہ تھے، اور تصوف وحکمت شرعیہ اور علوم ولی اللہی نیز اکابر دیوبند کے فکر ومنہاج اور علوم کے امین وشارح تھے)۔

دارالعلوم دیوبند میں

گنگوہ سے فراغت کے بعد مادرِ علمی دارالعلوم دیوبند کا رخ کیا اور ۱۴۰۸ھ ۱۹۸۸ء میں دوبارہ یہاں دورۂ حدیث شریف پڑھا اور امتیازی نمبرات سے کامیاب ہوئے۔ دارالعلوم میں آنے کے بعد سے آپ کی سرپرستی استاذ الاساتذہ حضرت مولانا ریاست علی صاحب بجنوری نور اللہ مرقدہٗ نے فرمائی (جو آپ کی اہلیہ کے سگے پھوپھا بھی تھے) اور تاحیات تمام علمی وعملی کاموں میں آپ کے سرپرست اور مربی رہے۔ دورۂ حدیث شریف میں جن اساتذہ سے استفادہ کا موقع ملا ان میں سے چند کے اسماء مع کتب یہ ہیں:

بخاری شریف اول: حضرت مولانا نصیر احمد خان صاحب بلند شہری رحمۃ اللہ علیہ

بخاری شریف ثانی: حضرت مولانا عبدالحق صاحب اعظمی رحمۃ اللہ علیہ

مسلم شریف اول، ابوداؤد ثانی، مؤطا امام محمد: حضرت مولانا نعمت اللہ اعظمی دامت برکاتہم

مسلم شریف ثانی: حضرت مولانا محمد قمرالدین صاحب گورکھپوری دامت برکاتہم

ابوداؤد شریف اول، مؤطا امام مالک: حضرت مولانا محمد حسین صاحب بہاری رحمۃ اللہ علیہ

ترمذی شریف اول۔ طحاوی شریف: حضرت مولانا مفتی سعید صاحب پالنپوری رحمۃ اللہ علیہ

ترمذی شریف ثانی: حضرت مولانا سید ارشد مدنی صاحب دامت بر کاتہم

ابن ماجہ شریف: حضرت مولانا ریاست علی ظفر صاحب بجنوری رحمۃ اللہ علیہ

نسائی شریف: حضرت مولانا زبیر احمد دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ

شمائل ترمذی: حضرت مولانا عبد الخالق صاحب مدراسی دامت بر کاتہم

دورۂ حدیث سے فراغت کے بعد شوال ۱۴۰۸ھ میں تکمیلِ ادب عربی میں داخل ہوئے اور استاذ الکل حضرت مولانا معراج الحق صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند، معلمِ عبقری حضرت مولانا وحید الزماں صاحب کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا قاری محمد عثمان صاحب منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ، اور ادیب العصر حضرت مولانا نور عالم خلیل امینی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے کسبِ فیض کیا، تکمیلِ ادب میں ششماہی و سالانہ ہر دو امتحانات میں اول پوزیشن حاصل کی۔ بعد ازاں ذیقعدہ ۱۴۰۹ھ میں دار العلوم میں معین مدرسی کے لیے آپ کا انتخاب ہو گیا۔

درس و تدریس

دار العلوم میں دو سال معین مدرسی کی خدمت انجام دینے کے بعد آپ نے ایک سال (از شوال ۱۴۱۱ھ تا شعبان ۱۴۱۲ھ) مدرسہ فیضِ ہدایت رحیمی رائے پور میں تدریسی خدمت انجام دیں، پھر شعبان ۱۴۱۲ھ میں آپ کا تقرر مدرسہ شاہی مراد آباد میں ہو گیا جہاں آپ نے دو سال (از شوال ۱۴۱۲ھ تا شعبان ۱۴۱۴ھ) تدریسی فرائض انجام دیئے، اس دوران بہ طور خاص تکمیلِ ادب کا شعبہ آپ سے متعلق رہا، آپ کی نگرانی و توجہ نے وہاں اس شعبہ کو ایک نئی تازگی عطا کی، آپ ہی وہاں ''النادی الادبی'' کے مؤسس بھی ہیں۔ بعد ازاں شعبان ۱۴۱۴ھ مطابق ۱۹۹۴ء میں آپ کا باضابطہ طور پر مادرِ علمی دار العلوم دیوبند میں تقرر عمل میں آیا اور اُس وقت سے تا حال آپ یہاں تدریسی خدمات انجام دے رہے

ہیں، اِس وقت درجہ علیا کے مؤقر استاذ ہیں، نیز دار العلوم سے شائع ہونے والا ''ماہنامہ دار العلوم'' کے مدیر بھی ہیں، اور ''ابن ماجہ شریف''،''مشکوۃ شریف'' دیوان الحماسہ اور سبعہ معلقہ آپ کے زیر درس ہیں۔

بیعت وسلوک

آپ شیخ المشائخ حضرت مولانا پیر ذو الفقار احمد صاحب نقشبندی کے اجلِ خلفاء میں سے ہیں، ہندوستان کے مختلف علاقوں میں آپ کے منتسبین واہلِ ادارت موجود ہیں۔ باری تعالیٰ ہر طرح کے شرور وفتن سے آپ کو محفوظ رکھیں اور اپنا فضلِ کامل فرمائیں۔ آمین

الإجازة المسندة لسائر الكتب التالية والفنون المتداولة

من فضيلة الشيخ محمد سلمان البجنوري حفظه الله

يقول: قرأت ''النصف الأول من جامع الإمام البخاري'' على الشيخ نصير أحمد خان البلندشهري، عن الشيخ إعزاز علي الأمروهوي، والشيخ حسين أحمد المدني.

و''النصف الثاني منه'' على الشيخ عبد الحق الأعظمي.

كلاهما (الشيخ السيد حسين أحمد المدني، والشيخ إعزاز علي الأمروهوي) عن الشيخ شيخ الهند محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

و''النصف الأول لجامع الإمام الترمذي'' على الشيخ سعيد أحمد البالن بوري.

و''النصف الثاني منه'' على الشيخ السيد أرشد المدني.

كلاهما عن الشيخ العلامة محمد إبراهيم البلياوي، عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد يعقوب النانوتوي.

و"النصف الأول من صحيح الإمام مسلم" على الشيخ نعمت الله الأعظمي.

و"النصف الثاني منه" على الشيخ قمر الدين أحمد الغورخفوري.

كلاهما عن الشيخ العلامة محمد إبراهيم البلياوي، عن الشيخ حكيم محمد حسن الديوبندي، عن الشيخ رشيد أحمد الكنكوهي.

و"النصف الأول من سنن الإمام أبي داود" على الشيخ محمد حسين البهاري، عن الشيخ العلامة محمد إبراهيم البلياوي[1]، عن الشيخ المفتي عزيز الرحمان العثماني، عن الشيخ ملا محمود الديوبندي.

و"النصف الثاني منه" على الشيخ نعمت الله الأعظمي، عن الشيخ إعزاز علي الأمروهوي، عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ مُلّا محمود الديوبندي.

و"الشمائل للإمام الترمذي" على الشيخ عبد الخالق المدراسي، عن الشيخ فخر الحسن المرادآبادي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

و"السنن للإمام إبن ماجه" على الشيخ رياست علي البجنوري، عن الشيخ المقرئ محمد طيب الديوبندي، عن الشيخ محمد رسول خان الهزاروي، عن الشيخ حكيم محمد حسن الديوبندي، عن الشيخ رشيد أحمد الكنكوهي.

و"سنن الإمام النسائي" على الشيخ زبير أحمد الديوبندي،

---

(١) ماخوذ از ریکارڈ ۱۳۴۷ھ از محافظ خانہ دار العلوم دیوبند۔

عن الشيخ فخر الحسن المرادآبادي[1]، عن الشيخ إعزاز علي الأمروهوي، عن الشيخ عبد المؤمن الديوبندي، عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ مُلّا محمود الديوبندي.

و''شرح معاني الآثار للطحاوي'' على الشيخ سعيد أحمد البالن بوري، عن الشيخ المفتي مهدي حسن الشاه جهافوري، عن الشيخ المفتي كفايت الله الدهلوي، عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

و''الموطأ للإمام مالك'' على الشيخ محمد حسين البهاري، عن الشيخ مرتضى حسن الجاندفوري، عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

و''الموطأ للإمام محمد'' على الشيخ نعمت الله الأعظمي، عن الشيخ محمد جليل الكيرانوي، عن الشيخ المفتي عزيز الرحمان العثماني، عن الشيخ ملا محمود الديوبندي.

كلهم (الشيخ محمد قاسم النانوتوي، والشيخ رشيد أحمد الكنكوهي، والشيخ ملا محمود الديوبندي) عن الشاه عبد الغني المجددي، عن الشاه محمد إسحاق الدهلوي، عن الشاه عبد العزيز الدهلوي، عن الشاه ولي الله بن عبد الرحيم الدهلوي، قدس الله أسرارهم وجعل الجنة مأواهم ومثواهم بأسانيدهم المتصلة إلى رسول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

❁❁❁❁❁

---

(۱) ماخوذ از ریکارڈ ۱۳۸۰ھ از دفتر تعلیمات دار العلوم دیوبند، الکلام المفید في تحریر الأسانید ۵۲۴۔

حضرت مولانا مفتی سید محمد سلمان صاحب منصور پوری دامت برکاتہم

استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند

(ولادت: ۱۹۶۷ء، فراغت: ۱۴۰۷ھ)

ولادت و تعلیم

مغربی یوپی کے ضلع سہارنپور کے قصبہ دیوبند میں ۲۱ر فروری ۱۹۶۷ء کو پیدا ہوئے۔ آپ منصور پور ضلع مظفر نگر کے باشندے اور سادات خاندان سے تعلق رکھتے ہیں، والدِ ماجد امیر الہند حضرت مولانا قاری سید محمد عثمان صاحب منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ دارالعلوم دیوبند کے معاون مہتمم واستاذ حدیث اور جمعیۃ علماء ہند کے صدر رہتے تھے، والدہ ماجدہ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ کی منجھلی صاحبزادی ہیں۔

تعلیم کا آغاز جامعہ قاسمیہ گیا ضلع بہار سے ہوا (جہاں آپ کے والدِ ماجد بسلسلۂ تدریس قیام پذیر تھے) اس کے بعد ۱۳۹۰ھ میں امروہہ آگئے اور یہاں ۱۴۰۱ھ تک قیام رہا، اس دوران حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے حفظ کی تکمیل کی، ابتدائی نحو و صرف کی کتابیں پڑھیں اور درجہ چہارم تک باقاعدہ مدرسہ اسلامیہ جامع مسجد امروہہ میں داخلہ لیکر تعلیم حاصل کی۔

اواخر ۱۴۰۲ھ میں انتہائی تعلیم کے لیے دارالعلوم دیوبند کی روحانی فضاء میں داخل ہوئے، اور سالِ چہارم سے دورۂ حدیث شریف تک کی تعلیم دارالعلوم دیوبند میں رہ کر حاصل کی ۱۴۰۷ھ میں دورۂ حدیث شریف سے فراغت حاصل کی، اس کے بعد ۱۴۰۷ھ ۱۴۰۸ھ میں تکمیل افتاء اور معین مدرسی کا سلسلہ جاری رہا، اسی سال حج بیت اللہ کی سعادت نصیب ہوئی، پھر ۱۴۰۸ھ کے اواخر سے ۱۴۱۰ھ کے اواخر تک تدریب فی الافتاء کے شعبے میں رہ کر فتوی نویسی کی مشق کی۔

اساتذۂ کرام دورۂ حدیث شریف

دورۂ حدیث شریف میں جن اساتذہ سے استفادہ کیا ان کے اسماء مع کتب درج ذیل ہیں:

بخاری شریف اول: حضرت مولانا نصیر احمد خاں صاحب بلند شہری رحمۃ اللہ علیہ

بخاری شریف ثانی: حضرت مولانا عبد الحق صاحب اعظمی رحمۃ اللہ علیہ

ترمذی شریف اول، طحاوی شریف: حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری

ترمذی شریف ثانی: حضرت مولانا سید ارشد مدنی صاحب دامت برکاتہم

مسلم شریف اول، مؤطا امام محمد: حضرت مولانا نعمت اللہ صاحب اعظمی دامت برکاتہم

مسلم شریف ثانی: حضرت مولانا قمر الدین صاحب گورکھپوری دامت برکاتہم

ابوداؤد شریف، مؤطا امام مالک: حضرت مولانا محمد حسین صاحب بہاری رحمۃ اللہ علیہ

ابن ماجہ شریف: حضرت مولانا ریاست علی ظفر بجنوری رحمۃ اللہ علیہ

نسائی شریف: حضرت مولانا زبیر احمد دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مفتی محمود حسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ،

شمائل ترمذی: حضرت مولانا عبد الخالق صاحب مدراسی

درس و تدریس

فراغت کے بعد شوال ۱۴۱۰ھ سے مدرسہ شاہی مراد آباد کی منصبِ تدریس و افتاء پر مامور ہوئے جہاں تعددِ کتب کے علاوہ بالخصوص "ہدایہ آخرین" "رسم المفتی" "الاشباہ و النظائر" "مسلم شریف" "ترمذی شریف" آپ سے متعلق رہیں، تدریس کے ساتھ فتوی نویسی، ترتیب تاریخ شاہی، اور ترتیب ندائے شاہی کی خدمات وغیرہ بھی آپ سے متعلق رہیں، شوال ۱۴۴۳ھ مطابق مئی ۲۰۲۲ء کو دار العلوم دیوبند میں تدریس کے لیے تقرر عمل میں آیا اس وقت "سراجی" "رسم المفتی" "ترمذی شریف اول (از کتاب النکاح)" "جلالین شریف" اور "ہدایہ رابع" آپ کے زیر درس ہیں۔

مقالہ نگاری کی ابتداء

دارالعلوم دیوبند کے زمانۂ قیام میں "مدنی دار المطالعہ" اور "النادی الادبی" سے وابستگی رہی ان انجمنوں کے دیواری پرچوں "آزاد" (مدنی دار المطالعہ) اور "النداء" (النادی الادبی) کی ادارتی ذمہ داریاں آپ ہی کے سپرد رہیں، اور انہیں کے بہانے مضمون نگاری کا سلسلہ شروع ہوا۔ سب سے پہلا مقالہ "اسلام میں اخلاق کی اہمیت" کے عنوان سے "مدنی دار المطالعہ" کے مقابلہ مضمون نگاری کے لیے لکھا، اسی دوران "جمعیۃ علمائے ہند" کی طرف سے "شیخ الہند سیمینار" ۱۹۸۵ء میں منعقد ہوا، تو تحریکِ شیخ الہند پر تفصیلی مقالہ لکھا جو سیمینار کے مجموعہ مضامین میں شائع ہوا۔

تصانیف

درس و تدریس کے علاوہ اردو عربی میں درجنوں کتابیں آپ نے تصنیف فرمائیں، آپ کی اہم اور مشہور کتابوں میں (۱) "کتاب المسائل" (۵؍ جلدیں) (۲) "کتاب النوازل" (۱۹؍ جلدیں) (۳) "ارشاد السائلین" (۲؍ جلدیں) (۴) "جنگ آزادی میں مسلم علماء اور عوام کا کردار" (۵) "ذکر رفتگاں (۶؍ جلدیں)" (۶) "کتاب الوعظ والتذکیر (۲؍ جلدیں)" (۷) "اللہ سے شرم کیجئے" وغیرہ ہیں اور بھی چھوٹے بڑے رسائل شائع شدہ ہیں۔

الإجازة المسندة لسائر الكتب التالية والفنون المتداولة

يقول: قرأت "النصف الأول من جامع الإمام البخاري" على الشيخ نصير أحمد خان البلندشهري ، عن الشيخ إعزاز علي الأمروهوي، والشيخ حسين أحمد المدني.

و "النصف الثاني منه" على الشيخ عبد الحق الأعظمي.

كلاهما (الشيخ حسين أحمد المدني والشيخ إعزاز علي الأمروهوي) عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد

قاسم النانوتوي.

و"النصف الأول لجامع الإمام الترمذي" على الشيخ سعيد أحمد البالن بوري.

و"النصف الثاني منه" على الشيخ السيد أرشد المدني.

كلاهما عن الشيخ العلامة محمد إبراهيم البلياوي، عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد يعقوب النانوتوي.

و"النصف الأول من صحيح الإمام مسلم" على الشيخ نعمت الله الأعظمي.

و"النصف الثاني منه" على الشيخ قمر الدين أحمد الغورخفوري.

كلاهما عن الشيخ العلامة محمد إبراهيم البلياوي عن الشيخ المفتي عزيز الرحمان العثماني، عن الشيخ ملا محمود الديوبندي.

و"الشمائل للإمام الترمذي" على الشيخ عبد الخالق المدراسي، عن الشيخ فخر الحسن المرادآبادي، عن الشيخ إعزاز علي الأمروهوي، عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

و"السنن للإمام إبن ماجه" على الشيخ رياست علي البجنوري، عن الشيخ المقرئ محمد طيب الديوبندي، عن الشيخ محمد رسول خان الهزاروي، عن الشيخ حكيم محمد حسن الديوبندي، عن الشيخ رشيد أحمد الكنكوهي.

و"شرح معاني الآثار للطحاوي" على الشيخ سعيد أحمد

البالن بوري، عن الشيخ المفتي مهدي حسن الشاه جهانفوري، عن الشيخ المفتي كفايت الله الدهلوي، عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

وقرأت هذا الكتاب على الشيخ المفتي محمود حسن الكنكوهي، عن الشيخ عبد الرحمان الكامل بوري[١]، عن الشيخ محمد يحي الكاندهلوي[٢]، عن الشيخ رشيد أحمد الكنكوهي[٣].

و''الموطأ للإمام مالك'' على الشيخ محمد حسين البهاري، عن الشيخ مرتضى حسن الجاندفوري، عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

و''الموطأ للإمام محمد'' على الشيخ نعمت الله الأعظمي، عن الشيخ محمد جليل الكيرانوي، عن الشيخ المفتي عزيز الرحمان العثماني، عن الشيخ ملا محمود الديوبندي.

كلهم (الشيخ محمد قاسم النانوتوي، والشيخ محمد يعقوب النانوتوي، والشيخ رشيد أحمد الكنكوهي، والشيخ ملا محمود الديوبندي) عن الشاه عبد الغني المجددي، عن الشاه محمد إسحاق الدهلوي، عن الشاه عبد العزيز الدهلوي، عن الشاه ولي الله الدهلوي.

وقد قرأت ''الفضل المبين في المسلسل من حديث النبي

---

(١) علمائے مظاہر، ص:٦٥۔

(٢) تجلیات رحمانی، حاشیہ ١/٨٧۔

(٣) لامع الدراری، ١/٢١، العناقید الغالیہ حاشیہ، ١/٤٧۔

الأمين'' على الشيخ عبد الحق الأعظمي، والشيخ محمد يونس الجونفوري، كلاهما عن الشيخ زكريا الكاندهلوي، عن الشيخ خليل أحمد السهارنفوري، عن الشيخ عبد القيوم البدهانوي[١]، عن الشاه محمد إسحاق الدهلوي.

وقد أجازنا بجميع ما تحويه ''رسالة الأوائل للشيخ سعيد السنبل'' الشيخ محمد يونس الجونفوري، عن الشيخ زكريا الكاندهلوي[٢]، عن الشيخ خليل أحمد السهارنفوري[٣]، عن الشيخ محمد مظهر النانوتوي[٤]، عن الشيخ مملوك العلي النانوتوي، عن الشيخ رشيد الدين خان الدهلوي، عن الشاه عبد العزيز الدهلوي، عن الشاه ولي الله بن عبد الرحيم الدهلوي، قدس الله أسرارهم وجعل الجنة مأواهم ومثواهم.

❁❁❁❁❁

---

(١) حیات خلیل، ص:٨٤۔

(٢) حیات شیخ یونس رحمہ اللہ، ص:٧٠۔

(٣) سوانح عمری، مولانا زکریا صاحب، عکس سند، ص:٢٦٦۔

(٤) حیات خلیل، ص:٨٤۔

حضرت مولانا محبوب فروغ احمد صاحب سمستی پوری دامت برکاتہم

استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند

(ولادت: ۱۳۹۷ھ/۱۹۷۷ء، فراغت: ۱۴۱۹/۱۹۹۸ء)

ولادت و تعلیم

۱۴؍ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۷ھ مطابق ۳؍ مئی ۱۹۷۷ء بروز منگل بوقت ایک بجے دن بہار کے مشہور و معروف ضلع سمستی پور میں پیدا ہوئے، والد کا نام مولانا محفوظ الرحمٰن صاحب ہے، آپ کا گھرانہ شروع ہی سے عالمانہ رہا ہے اور سب کا تعلق مسلکِ دیوبند سے تھا اس لیے آپ نے ابتدائی تعلیم والدِ محترم ہی کے زیر سایہ حاصل کی، پھر ابتداءً انگریزی تعلیم بھی حاصل کی، ۱۳؍ سال کی عمر میں مقصودِ اصلی (مدرسہ) کی جانب متوجہ ہوئے چناں چہ مدرسہ فیض العلوم حسن پور سمستی پور میں فارسی اول میں داخلہ لیا اس زمانہ میں چوں کہ فارسی کئی سالوں پر مشتمل ہوتی تھی اس لیے ۱۹۸۹ء میں مدرسہ بشارت العلوم کھرایاں پتھرا دربھنگہ میں فارسی دوم کی تعلیم حاصل کی، ۱۹۹۰ء میں عربی اول مدرسہ شیخ الاسلام شیخوپور اعظم گڑھ، یوپی میں حضرت مولانا اعجاز احمد اعظمیؒ کی زیر سرپرستی پڑھی۔ ۱۹۹۲ء میں سال دوم عربی سے سال پنجم عربی (مختصر المعانی تک) دارالعلوم حیدر آباد میں پڑھا، یہاں آپ کے مشہور اساتذہ میں حضرت مولانا منیر الدین صاحب و حضرت مولانا مفتی مزمل حسین صاحب مظفر نگری کے نام قابل ذکر ہیں جو اِس وقت دارالعلوم دیوبند کے درجۂ علیا کے اُستاذ ہیں۔ ۱۹۹۶ء میں دارالعلوم دیوبند میں عربی ششم (جلالین) میں داخل ہوئے ۱۹۹۸ء میں دورۂ حدیث سے فراغت حاصل کی، ۱۹۹۹ء میں تکمیلِ ادب کیا، آپ دارالعلوم میں ہمیشہ اعلیٰ نمبرات سے کامیاب ہوتے رہے، یہی وجہ ہے ۱۹۹۹ء کے بعد جب دارالعلوم میں تخصص فی الحدیث کا

شعبہ قائم ہوا تو اعلیٰ نمبرات کی بناء پر شعبہ میں داخل ہو کر مسلسل ۲؍ سال فن حدیث پر بڑی عرق ریزی سے محنت کی۔

اساتذۂ دورۂ حدیث شریف

دورۂ حدیث شریف میں جن اساتذۂ کرام سے کسبِ فیض کیا ان کے اسماء مع کتب حسب ذیل ہیں:

بخاری شریف اول: حضرت مولانا نصیر احمد خاں صاحب بلند شہری رحمۃ اللہ علیہ

بخاری شریف ثانی: حضرت مولانا عبد الحق صاحب اعظمی رحمۃ اللہ علیہ

ترمذی شریف جلد اول، طحاوی شریف: حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالنپوری رحمۃ اللہ علیہ

ترمذی شریف جلد ثانی: حضرت مولانا سید ارشد مدنی صاحب دامت برکاتہم

مسلم شریف جلد اول، نسائی شریف: حضرت مولانا علامہ قمر الدین صاحب گورکھپوری

مسلم شریف جلد ثانی، ابوداؤد شریف جلد اول: حضرت مولانا نعمت اللہ صاحب اعظمی دامت برکاتہم

ابوداؤد جلد ثانی: حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمی رحمۃ اللہ علیہ

ابن ماجہ شریف: حضرت مولانا مفتی ریاست علی ظفر بجنوری رحمۃ اللہ علیہ

شمائل ترمذی: حضرت مولانا عبد الخالق صاحب مدراسی دامت برکاتہم

موطا امام مالک: حضرت مولانا قاری سید محمد عثمان صاحب منصوری رحمۃ اللہ علیہ

موطا امام محمد: حضرت مولانا مفتی محمد امین صاحب پالن پوری دامت برکاتہم

درس و تدریس

تعلیم سے فراغت کے بعد دو سال مدرسہ سبیل السلام حیدر آباد میں تدریسی خدمات انجام دیں، بالخصوص شعبہ تخصص فی الحدیث آپ ہی سے متعلق رہا، پھر جانشینِ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید ارشد مدنی صاحب کے حکم پر دیوبند تشریف لائے اور یہاں رہتے ہوئے فنِ حدیث کی مشہور کتاب ''شرح معانی الآثار'' کی شرح ''نخب الافکار فی تنقیح مبانی

الاحبار" پر کام کیا، پھر یہاں سے ایک سال بعد الجامعۃ الحسنیہ کا یم کلم کیرالا تشریف لے گیے اور متواتر ۱۹ر سال تک شیخ الحدیث کے عہدے پر فائز رہے، یہاں شمائل ترمذی کے علاوہ دورۂ حدیث کی تمام کتابیں آپ کے زیر درس رہیں، بالخصوص بخاری شریف تواتراً آپ سے متعلق رہی، ان ۱۹ر سالوں کے دوران ایک سال جامعۃ العلوم الاسلامیہ جوہانس برگ ساؤتھ افریقہ میں پڑھانے کے لیے تشریف لے گیے وہاں بخاری شریف، ترمذی شریف مکمل، مشکوۃ شریف اول، اور ہدایہ اول زیر درس رہیں۔ کیرالا میں رہتے ہوئے مسلکِ شافعی کی کتابیں بھی آپ نے پڑھائی جن میں "کنز الراغبین "جس کا مشہور نام "محلی" ہے اس کی دوسری جلد اسی طرح سے اصولِ شافعی میں ابو اسحاق شیرازی کی کتاب "اللمع" متواتر کئی سالوں تک پڑھائی، اسی دوران یہ داعیہ پیدا ہوا کہ اس پر کام کرنا چاہیے چنانچہ "اللمع" کے اوپر حاشیہ لکھا جو اتحاد بک ڈپو دیوبند سے تقریب اللمع کے نام سے شائع ہوا، اب وہی نسخہ کیرالا کے تمام مدارس میں زیر درس ہیں۔

دار العلوم دیوبند میں

مجلس شوریٰ کے اجلاس ۱۰ر شعبان ۱۴۴۳ھ مطابق ۱۴ر فروری ۲۰۲۲ء میں استاذِ حدیث کے طور پر آپ کا تقرر عمل میں آیا، اس وقت موطا امام مالک، جلالین شریف، بیضاوی شریف (سورہ بقرہ)، مناہل العرفان، اور تخصص فی الحدیث میں مقدمہ ابن الصلاح مع تدریب الراوی آپ کے زیر درس ہیں۔

الإجازة المسندة لسائر الكتب التالية والفنون المتداولة من فضيلة الشيخ محبوب فروغ أحمد حفظه الله

يقول: قرأت "النصف الأول من جامع الإمام البخاري" على الشيخ نصير أحمد خان البلندشهري، عن الشيخ إعزاز علي الأمروهوي، والشيخ حسين أحمد المدني.

و''النصف الثاني منه'' على الشيخ عبد الحق الأعظمي، عن الشيخ حسين أحمد المدني.

و''النصف الأول لجامع الإمام الترمذي'' على الشيخ سعيد أحمد البالن بوري.

و''النصف الثاني منه'' على الشيخ السيد أرشد المدني، كلاهما عن الشيخ العلامة محمد إبراهيم البلياوي.

كلهم (الشيخ إعزاز علي الأمروهوي، والشيخ حسين أحمد المدني، والشيخ العلامة إبراهيم البلياوي) يروونه عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

و''النصف الأول من صحيح الإمام مسلم'' على الشيخ قمر الدين أحمد الغورخفوري.

و''النصف الثاني منه'' على الشيخ نعمت الله الأعظمي.

كلاهما عن الشيخ العلامة محمد إبراهيم البلياوي، عن الشيخ حكيم محمد حسن الديوبندي، عن الشيخ رشيد أحمد الكنكوهي.

و''النصف الأول من سنن الإمام أبي داود'' على الشيخ نعمت الله الأعظمي، عن الشيخ إعزاز علي الأمروهوي، عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ ملا محمود الديوبندي.

و''النصف الثاني منه'' على الشيخ حبيب الرحمان الأعظمي، عن الشيخ فخر الحسن المرادآبادي[1]، عن الشيخ

(۱) ماخوذ از ریکارڈ ۱۳۸۲ھ از محافظ خانہ دار العلوم دیوبند۔

العلامة محمد إبراهيم البلياوي[1]، عن الشيخ المفتي عزيز الرحمان العثماني[2]، عن الشيخ ملا محمود الديوبندي[3].

و''السنن للإمام إبن ماجه'' على الشيخ رياست علي البجنوري، عن الشيخ المقرئ محمد طيب الديوبندي، عن الشيخ محمد رسول خان الهزاروي، عن الشيخ حكيم محمد حسن الديوبندي، عن الشيخ رشيد أحمد الكنكوهي.

و''سنن الإمام النسائي'' على الشيخ قمر الدين أحمد الغورخفوري.

و''الموطأ للإمام مالك'' على الشيخ المقرئ محمد عثمان المنصورفوري.

كلاهما عن الشيخ بشير أحمد خان البلندشهري، عن الشيخ غلام محي الدين الغلاوتهي[4]، عن الشيخ السيد أحمد حسن الأمروهوي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

و''الشمائل للإمام الترمذي'' على الشيخ عبد الخالق المدراسي، عن الشيخ فخر الحسن المرادآبادي، عن الشيخ إعزازعلي الأمروهوي، عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

---

(١) ماخوذ از ریکارڈ ۱۳۴۷ھ۔

(٢) تذکرہ علامہ بلیاوی، ص:۳۹۔

(٣) سند حدیث مفتی عزیز الرحمان صاحب، مطبوعہ ماہنامہ دار العلوم دیوبند فروری، ۲۰۲۳، ص:۴۴۔

(٤) معجم الشیوخ، حاشیہ، ۲/۴۰۷۔

و''شرح معاني الآثار للطحاوي'' على الشيخ سعيد أحمد البالن بوري، عن الشيخ المفتي مهدي حسن الشاه جهانفوري، عن الشيخ المفتي كفايت الله الدهلوي، عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

و''الموطأ للإمام محمد'' على الشيخ المفتي محمد أمين البالن بوري، عن الشيخ محمد سالم القاسمي الديوبندي، عن الشيخ محمد إدريس الكاندهلوي، عن الشيخ المفتي عزيز الرحمان العثماني، عن الشيخ ملا محمود الديوبندي.

وهناك سند آخر : قد تقدم ذكره في إسناد الموطأ للإمام محمد في غضون بيان سند المفتي محمد أمين البالن بوري.

كلهم (الشيخ محمد قاسم النانوتوي، والشيخ رشيد أحمد الكنكوهي، والشيخ ملا محمود الديوبندي) عن الشاه عبد الغني المجددي، عن الشاه محمد إسحاق الدهلوي، عن الشاه عبد العزيز الدهلوي، عن الشاه ولي الله بن عبد الرحيم الدهلوي. قدس الله أسرارهم وجعل الجنة مأواهم ومثواهم باسانيدهم المتصلة إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم.

❁❁❁❁❁

إسناد صحيح البخاري

لطلاب الصف النهائي (دورة الحديث ١٤٤٤هـ) دار العلوم ديوبند

من مشايخهم إلى صاحب الصحيح الإمام البخاري

يقول جميع طلاب الحديث للصف النهائي (دورة الحديث: ١٤٤٤هـ). حدثنا فضيلة الشيخ المفتي أبو القاسم النعماني البنارسي مدير الجامعة وشيخ الحديث بها (قرأنا عليه المجلد الأول من الكتاب) قال: حدثنا الشيخ فخرالدين أحمد المرادآبادي، قال: حدثنا الشيخ شيخ الهند محمود حسن الديوبندي، ح: وحدثنا فضيلة الشيخ قمر الدين أحمد الغورخفورى... (قرأنا عليه المجلد الثاني من البداية إلى آخر كتاب التفسير) قال: حدثنا شيخ الإسلام حسين أحمد المدني، والشيخ فخر الدين أحمد المراد آبادي، قالا: حدثنا الشيخ شيخ الهند محمود حسن الديوبندي، ح: وحدثنا فضيلة الشيخ المفتي محمد أمين البالن بوري (قرأنا عليه المجلد الثاني من فضائل القرآن إلى آخر الكتاب) قال: حدثنا فقيه الأمة محمود حسن الكنكوهي، قال: حدثنا شيخ الإسلام حسين أحمد المدني، قال: حدثنا الشيخ شيخ الهند محمود حسن الديوبندي، قال: حدثنا حجة الإسلام قاسم النانوتوي قال: حدثنا الشاه عبدالغني المجددي، قال: حدثنا الشاه محمد إسحاق الدهلوى، قال: حدثنا الشاه عبدالعزيز المحدث الدهلوي، قال: حدثنا الشاه ولي الله بن عبدالرحيم الدهلوي.

قال: حدثنا الشيخ أبو طاهر[1] عن أبيه الشيخ محمد إبراهيم

---

(١) المتوفى: ١١٤٥هـ، سلك الدرر في أعيان القرن الثاني عشر، ص:٢٧.

الكردي،[١] قال: حدثنا الشيخ أحمد القشاشي،[٢] قال: حدثنا الشيخ أبو المواهب أحمد بن علي بن عبد القدوس الشناوي،[٣] قال: حدثنا شمس الدين محمد بن أحمد الرملي،[٤] قال: حدثنا شيخ الاسلام زين الدين زكريا بن محمد الأنصاري،[٥] قال: حدثنا الشيخ شهاب الدين أحمد بن علي ابن حجر العسقلاني،[٦] قال: حدثنا الشيخ إبراهيم بن أحمد التنوخي،[٧] قال: حدثنا أبو العباس أحمد بن أبي طالب الحجار،[٨] قال: حدثنا أبو علي حسين بن مبارك الزبيدي الحنفي،[٩] قال: حدثنا أبو الوقت عبد الأول بن عيسى بن شعيب الهروي،[١٠] قال: حدثنا أبوالحسن عبدالرحمن بن محمد بن مظفر بن محمد

---

(١) المتوفى: ١١٠١هـ، سلك الدرر في أعيان القرن الثاني عشر، ص:٦.

(٢) المتوفى: ١٠٧١هـ، عقد الجواهر والدرر في أخبار القرن الحادي عشر، ص:٣٠٢.

(٣) المتوفى: ١٠٢٨هـ، عقد الجواهر والدرر في أخبار القرن الحادي عشر، ص:١٤٨.

(٤) المتوفى:١٠٠٤هـ، خلاصة الأثر في أعيان القرن الحادي عشر، ٣٤٦/٣.

(٥) المتوفى:٩٢٥ هـ، هكذا ذكر وفاته العلامة عبد القادر بن عبد الله الغيدروس في كتابه "النور السافر عن أخبار القرن العاشر، ص:١٧٢" والشيخ شهاب الدين أبو الفلاح عبد الحي بن أحمد بن محمد العسكري الحنبلي الدمشقي في كتابه "شذرات الذهب في أخبار من ذهب" ١٨٨/١٠، وأما الشيخ نجم الدين محمد بن محمد الغزي فَجُزِمَ في كتابه "الكواكب السائره بأعيان المئة العاشرة" ٢٠٧/١، بوفاته في السنة التي بعدها، وعندي الأول هو الأصح لأنهم قد اتفقوا على أنه عمر منة وثلاثة أعوام وأنه ولد سنة ثلاث وعشرين وثمان مئة، فعلى هذا كانت وفاته سنة ست وعشرين وتسع مائة.

(٦) المتوفى:٨٥٢هـ، عقد الجواهر والدرر في أخبار القرن الحادي عشر، ص:١١٨٥.

(٧) المتوفى:٨٠٠هـ، الدرر الكامنة، ١٢/١.

(٨) المتوفى: ٧٣٠هـ، وقد بيّن سماحة الشيخ الحسين المبارك الزبيدي، شذرات الذهب في أخبار من ذهب، ١٦٢/٨.

(٩) المتوفى:٦٣١هـ، شذرات الذهب في أخبار من ذهب، ٢٥٢/٧.

(١٠) المتوفى:٥٥٣هـ، سير أعلام النبلاء، ٣١٠/٢٠، شذرات الذهب في أخبار من ذهب، ٢٧٥/٦.

الداودي،[١] قال: حدثنا أبو محمد عبد الله بن أحمد بن حموية بن يوسف السرخسي،[٢] قال: حدثنا أبو عبدالله محمد بن يوسف الفربري،[٣] قال: حدثنا أبو عبد الله محمد بن إسماعيل بن براهيم بن المغيرة بن بردزبة الجعفي اليماني البخاري[٤] صاحب الكتاب رحمهم الله تعالى.

۞۞۞۞۞

إسناد صحيح مسلم

لطلاب الصف النهائي (دورة الحديث ١٤٤٤هـ) دار العلوم ديوبند

من مشايخهم إلى صاحب صحيح الإمام مسلم

يقول جميع طلاب الحديث للصف النهائيِّ (دورة الحديث: ١٤٤٤هـ): حدثنا فضيلة الشيخ مجيب الله الغوندوي (قرأنا عليه المجلد الأول من الكتاب) قال: حدثنا الشيخ شريف حسن الديوبندي. ح: وحدثنا فضيلة الشيخ المفتي محمد يوسف التاؤلوي (قرأنا عليه المجلد الثاني من الكتاب). قال: حدثنا الشيخ عبد الأحد الديوبندي كلاهما (شريف حسن الديوبندي، وعبد الأحد الديوبندي) يرويانه عن فضيلة الشيخ العلامة محمد إبراهيم البلياوي، قال: حدثنا الشيخ حكيم محمد حسن الديوبندي. قال: حدثنا الشيخ رشيد أحمد الكنكوهى. قال: حدثنا الشاه عبدالغني المجددي، قال: حدثنا الشاه محمد اسحاق الدهلوي، قال: حدثنا

---

(١) المتوفى: ٤٦٧هـ، شذرات الذهب في أخبار من ذهب، ٢٨٧/٥.

(٢) المتوفى: ٣٨١هـ، شذرات الذهب في أخبار من ذهب، ٢٢٧/٤.

(٣) المتوفى: ٣٢٠هـ، سير أعلام النبلاء، ١٣/٥.

(٤) المتوفى: ٢٥٦هـ.

الشاه عبد العزيز المحدث الدهلوي، قال: حدثنا الشاه ولي الله بن عبد الرحيم المحدث الدهلوي، قال: حدثنا أبو طاهر على أبيه الشيخ محمد إبراهيم الكردي، قال: حدثنا الشيخ السلطان بن أحمد بن سلامة بن إسماعيل المزاحي،[١] قال: حدثنا أحمد بن خليل بن إبراهيم بن ناصر الدين الملقب بشهاب الدين السبكي،[٢] قال: حدثنا نجم الدين محمد بن أحمد بن علي الغيطي،[٣] قال: حدثنا شيخ الإسلام زين الدين زكريا بن محمد الأنصاري، قال: حدثنا الشيخ شهاب الدين أحمد بن علي أبن حجر العسقلاني، قال: حدثنا محمد بن أحمد بن إبراهيم بن عبد الله أبو عبد الله صلاح الدين أبو عمر المقدسي،[٤] قال: حدثنا علي بن أحمد بن عبد الواحد الشهير الفخر ابن البخاري،[٥] قال: حدثنا رضي الدين أبو الحسن المؤيد بن محمد بن علي بن حسن بن محمد الطوسي ثم النيسافوري، [٦] قال: حدثنا فقيه الحَرَم أبو عبد الله محمد بن فضل بن أحمد الفراوي،[٧] قال:

---

(١) المتوفى: ١٠٧٥م، خلاصة الأثر في أعيان القرن الحادي عشر، ٢١١/٨.

(٢) المتوفى:١٠٣٢م، خلاصة الأثر في أعيان القرن الحادي عشر، ١٨٦/١.

(٣) قد اختلف الأقوال في تاريخ وفاته، فذكر الزركلي في ''الأعلام'' ٩٨١هـ، المجلد السادس، ص:٦، وذكرله أبو الفلاح العسكري في ''شذرات الذهب'' ٩٨٤هـ، المجلد العاشر، ص:٥٩٥، وتردّد الشيخ محمد العزي بيَن ٩٨٣هـ، و٩٨٤هـ، في ''الكواكب السائرة'' المجلد الثالث، ص:٤٨.

(٤) المتوفى: ٧٤٠هـ، الدرر، ٤٨/٣.

(٥) المتوفى: ٦٩٠هـ، شذرات الذهب، ٧٢٣/٧.

(٦) المتوفى٦١٧هـ، :سير اعلام النبلاء، ١٠٦/٢٢.

(٧) المتوفى: ٥٣٠هـ،شذرات الذهب، ١٥٧/٦.

حدثنا الإمام أبوالحسن عبد الغافر بن محمد بن عبد الغافر بن أحمد الفارسي،[١] قال: حدثنا أبو أحمد محمد بن عيسى بن محمد الجلودي النيسافورى،[٢] قال: حدثنا أبوإسحاق إبراهيم بن محمد بن سفيان الفقيه النيسافوري،[٣] قال: حدثنا أبوالحسين مسلم بن الحجاج القشيرى النيسافوري[٤] صاحب الكتاب رحمهم الله تعالى.

❁❁❁❁❁

إسناد سنن الترمذي

لطلاب الصف النهائي (دورة الحديث ١٤٤٤هـ) دار العلوم ديوبند

من مشايخهم إلى صاحب سنن الإمام الترمذي

يقول جميع طلاب الحديث للصف النهائي (دورة الحديث: ١٤٤٤هـ): حدثنا فضيلة الشيخ نعمت الله الأعظمي الشهير بـ "بحر العلوم" (قرأنا عليه المجلد الأول من الكتاب) قال: حدثنا شيخ الإسلام حسين أحمد المدني، قال: حدثنا الشيخ شيخ الهند محمود حسن الديوبندي، ح: وحدثنا فضيلة الشيخ السيد أرشد المدني (قرأنا عليه المجلد الثاني من الكتاب) ح: وحدثنا الشيخ المفتي محمد سلمان المنصورفوري (قرأنا عليه المجلد الأول من كتاب النكاح) قال: حدثنا الشيخ المفتي سعيد أحمد البالن بوري،

---

(١) المتوفى: ٤٤٨هـ، سير أعلام النبلاء، ٢١/١٨.

(٢) المتوفى: ٣٦٨هـ، سير أعلام النبلاء، ٣٠٢/١٦.

(٣) المتوفى: ٣٥٨هـ، سير أعلام النبلاء، ٣١٢/١٤.

(٤) المتوفى: ٢٦١هـ.

قالا (الشيخ السيد أرشد المدني والشيخ المفتي سعيد أحمد البالن بوري) حدثنا الشيخ العلامة محمد إبراهيم البلياوي، قال: حدثنا الشيخ شيخ الهند محمود حسن الديوبندي، قال: حدثنا حجة الإسلام محمد قاسم النانوتوي، قال: حدثنا الشاه عبد الغني المجددي الدهلوي، قال: حدثنا الشاه محمد إسحاق الدهلوي، قال: حدثنا الشاه عبدالعزيز المحدث الدهلوي، قال: حدثنا الشاه ولي الله بن عبد الرحيم المحدث الدهلوي، قال: حدثنا أبو طاهر عن أبيه الشيخ محمد إبراهيم الكردي، قال: حدثنا الشيخ السلطان بن أحمد بن سلامة بن إسماعيل المزّاحي، قال: حدثنا أحمد بن خليل بن إبراهيم بن ناصر الدين الملقب بـ شهاب الدين السبكي، قال: حدثنا الشيخ نجم الدين محمد بن أحمد بن علي الغيطي، قال: حدثنا شيخ الإسلام زين الدين زكريا بن محمد الأنصاري، قال: حدثنا الشيخ عبد الرحيم بن محمد بن عبد الرحيم بن علي بن الحسن ابن الفرات الحنفي،[1] قال: حدثنا الشيخ عمر بن حسن المراغي،[2] قال: حدثنا الشيخ علي بن أحمد بن عبد الواحد الشهير بـ فخر الدين ابن البخاري، قال: حدثنا الشيخ عمر بن محمد بن معمر طبرزد البغدادي،[3] قال: حدثنا الشيخ أبوالفتح عبدالملك بن عبد الله بن

---

(۱) المتوفى: ۸۵۱هـ، الضوء اللامع في أعيان القرن التاسع، ١٨٨/٤.

(۲) المتوفى: ۷۷۸هـ، شذرات الذهب في أخبار من ذهب، ٤٤٤/٨.

(۳) المتوفى: ٦٠٧هـ، الأعلام، ٢١/ ٥١٢.

أبي سهل الكروخي،[1] قال: حدثنا الشيخ القاضي أبوعامر محمود بن القاسم بن محمد الإزدي،[2] قال: حدثنا الشيخ أبومحمد عبدالجبار بن محمد بن عبد الله الجراحي،[3] قال: حدثنا الشيخ أبوالعباس محمد بن أحمد المحبوبي،[4] قال: حدثنا الشيخ أبو عيسى محمد بن عيسى بن سورة بن موسى الترمذي[5] صاحب الكتاب رحمهم الله تعالى.

*****

إسناد سنن الإمام النسائي

لطلاب الصف النهائي (دورة الحديث ١٤٤٤هـ) دار العلوم ديوبند

من الأستاذ المكرم إلى صاحب سنن الإمام النسائي

يقول جميع طلاب الحديث الشريف للصف النهائي (دورة الحديث الشريف ١٤٤٤هـ): حدثنا فضيلة الشيخ شوكت علي القاسمي البستوي، قال: حدثنا فضيلة الشيخ سعيد أحمد البالنبوري، قال: حدثنا الشيخ ظهور أحمد الديوبندي عن الشيخ العلامة شبير أحمد العثماني، قال: حدثنا الشيخ المفتي عزيز الرحمان العثماني، قال: حدثنا الشيخ عبد العلي الميرتهي، قال: حدثنا الشيخ

---

(١) المتوفى: ٥٤٨هـ، شذرات الذهب، ٢٤٤/٦.

(٢) المتوفى: ٤٨٧هـ، سير الأعلام، ٣٢/١٩.

(٣) المتوفى: ٤١٢هـ، سير الأعلام، ٢٥٨/١٧.

(٤) المتوفى: ٣٦٤هـ، سير أعلام النبلاء، ٥٣٧/٥.

(٥) المتوفى: ٢٧٩هـ.

أحمد علي السهارنفوري، قال: حدثنا الشاه محمد إسحاق الدهلوي، قال: حدثنا الشاه عبدالعزيز المحدث الدهلوي، عن والده الشاه ولي الله بن عبد الرحيم المحدث الدهلوي، عن الشيخ أبو طاهر على أبيه الشيخ محمد إبراهيم الكردي، قال: حدثنا الشيخ أحمد القشاشي، قال: حدثنا الشيخ أبو المواهب أحمد بن علي بن عبدالقدوس الشِنّاوي، قال: حدثنا الشيخ شمس الدين محمد بن أحمد الرملي، قال: حدثنا شيخ الإسلام زين الدين زكريا بن محمد الأنصاري، قال: حدثنا الشيخ عِزّالدين عبدالرحيم بن محمد بن الفرات، قال: حدثنا الشيخ أبوحفص عمربن أبي الحسن المراغي، قال: حدثنا علي بن أحمد بن عبد الواحد الشهير فخرالدين ابن البخاري، قال: حدثنا الشيخ أبو المكارم أحمد ابن محمد اللبّان[١]، قال: حدثنا الشيخ أبو علي حسن بن أحمد الحداد[٢]، قال: حدثنا القاضي أبونصرأحمد بن الحسن الكسار[٣]، قال: حدثنا الحافظ أبوبكرأحمد بن محمد الدِيْنَوري[٤]، قال: حدثنا الإمام الحافظ الرباني الحجة المحدث العبقري أبوعبدالرحمان أحمد بن شعيب بن علي النسائي[٥] صاحب الكتاب رحمهم الله تعالى رحمة واسعة.

---

(١) المتوفى: ٥٩٧هـ، سير أعلام النبلاء، ٣٦٢/٢١.

(٢) المتوفى: سير أعلام النبلاء، ٥١٥/١٩.

(٣) المتوفى: لم أقف على سنة وفاته، لكنه سمع السنن من الحافظ أبي بكر بن السني في سنة ثلاث وستين وثلاث مئة، وحدث به سنة ثلاث وثلاثين وأربع مئة، سير أعلام النبلاء، ٥١٤/٧.

(٤) المتوفى: ٣٦٤هـ، سير أعلام النبلاء، ٢٥٦/١٦.

(٥) المتوفى: ٣٠٣هـ.

إسناد سنن الإمام أبي داود

لطلاب الصف النهائي (دورة الحديث ١٤٤٤هـ) دار العلوم ديوبند

من مشايخهم إلى صاحب سنن الإمام أبي داود

يقول جميع طلاب الحديث للصف النهائي (دورة الحديث ١٤٤٤هـ): حدثنا فضيلة الشيخ المفتي محمد راشد الأعظمي (قرأنا عليه المجلد الأول من الكتاب) قال: حدثنا الشيخ محمد حسين البهاري، قال: حدثنا الشيخ العلامة محمد إبراهيم البلياوي، قال: حدثنا الشيخ المفتي عزيز الرحمان العثماني، قال: حدثنا الشيخ مُلّا محمود الديوبندي، ح: وحدثنا فضيلة الشيخ المفتي محمد خورشيد أنور الغياوي (قرأنا عليه المجلد الثاني من الكتاب) قال: حدثنا الشيخ نعمت الله الأعظمي، قال: حدثنا الشيخ إعزاز علي الأمروهوي، قال: حدثنا الشيخ شيخ الهند محمود حسن الديوبندي، قال: حدثنا الشيخ مُلّا محمود الديوبندي، قالا (الشيخ ملا محمود الديوبندي، والشيخ محمد قاسم النانوتوي): حدثنا الشاه عبد الغني المجددي، قال: حدثنا الشاه محمد إسحاق الدهلوي، قال: حدثنا الشاه عبدالعزيز المحدث الدهلوي، قال: حدثنا الشاه ولي الله بن عبد الرحيم المحدث الدهلوي، قال: حدثنا الشيخ أبوطاهر على أبيه الشيخ محمد إبراهيم الكردي، قال: حدثنا مسند الحجاز أبو الأسرار حسن بن علي العجمي، قال: حدثنا عيسى بن محمد ثعالبي المغربي، قال: حدثنا أحمد بن محمد بن عمر شهاب الدين الخفاجي[1]، قال:

---

(١) المتوفى: ١٠٦٩هـ، مقدمه نسيم الرياض، ١/ ١٠.

حدثنا بدر الدين حسن الكرخي، قال: حدثنا الحافظ أبو الفضل جلال الدين عبد الرحمن بن كمال الدين أبوبكر بن محمد بن سابق الدين السيوطي[(١)]، قال: حدثنا محمد بن مقبل بن عبد الله الحلبي[(٢)]، قال: حدثنا صلاح الدين ابن أبي عمرو المقدسي[(٣)]، قال: حدثنا أبو الحسن فخر الدين علي بن محمد بن أحمد البخاري، قال: حدثنا أبو الحفص عمرو بن محمد بن طبرزد البغدادي، قال: حدثنا إبراهيم بن محمد بن منصور الكرخي[(٤)]، وأبوالفتح مفلح بن أحمد بن محمد الدومي[(٥)]، قالا كلاهما عن الحافظ أبي بكر أحمد بن علي بن ثابت الخطيب البغدادي[(٦)]، قال: حدثنا أبوعمرو قاسم بن جعفر بن عبد الواحد الهاشمي[(٧)]، قال: حدثنا أبوعلي محمد بن أحمد اللؤلؤي[(٨)]، قال: حدثنا أبو داود سليمان بن الأشعث السجستاني[(٩)]، صاحب الكتاب رحمهم الله تعالى.

---

(١) المتوفى: ٩١١هـ، شذرات الذهب في أخبار من ذهب، ٧٤/١٠.

(٢) المتوفى: ٨٧٠هـ، الضوء اللامع في أعيان القرن التاسع، ٥٣/١٠.

(٣) المتوفى: ٧٨٠هـ، سلك الدر في أعيان القرن الثاني عشر، ٣٠٥/٣.

(٤) المتوفى: ٥٣٩هـ، شذرات الذهب في أخبار من ذهب، ١٩٩/٦.

(٥) المتوفى: ذكره الذهبي في كتابه سير أعلام النبلاء ، ١٦٥/٢ ولم يذكر عام وفاته، ثم ذكره في المتوفين في سنة أربع وخميسن وخمس مئة، سير أعلام النبلاء، ٣٤١/٢.

(٦) المتوفى: المتوفي ٤٦٣هـ، مقدمة الفقيه والمتفقه، ٨/١، سير أعلام النبلاء، ٢٨٦/١٨.

(٧) المتوفى: ٤١٤هـ، شذرات الذهب، ٧٥/٥.

(٨) المتوفى: ٣٣٣هـ، شذرات الهذب، ١٨٣/٤.

(٩) المتوفى: ٢٧٥هـ.

إسناد شرح معاني الآثار

لطلاب الصف النهائي (دورة الحديث ١٤٤٤هـ) دار العلوم ديوبند

من الأستاذ المكرم إلى صاحب شرح معاني الآثار

يقول جميع طلاب الحديث للصف النهائي (دورة الحديث ١٤٤٤هـ): حدثنا فضيلة الشيخ مولانا محمد أفضل الكيموري، قال: حدثنا الشيخ مولانا محمد خورشيد عالم الديوبندي، قال: حدثنا الشيخ السيد محمد حسن الديوبندي، قال: حدثنا شيخ الأدب مولانا محمد إعزاز علي الأمروهوي، قال: حدثنا الشيخ عبد المؤمن الديوبندي، قال: حدثنا الشيخ شيخ الهند محمود حسن الديوبندي، قال: حدثنا حجة الإسلام محمد قاسم النانوتوي، قال: حدثنا الشاه عبد الغني المجددي، قال: حدثنا الشاه محمد إسحاق الدهلوي، قال: حدثنا الشاه عبد العزيز المحدث الدهلوي، قال: حدثنا الشاه ولي الله بن عبد الرحيم المحدث الدهلوي، قال: حدثنا الشيخ أبوطاهر المدني، قال: حدثنا الشيخ عبد الله بن سالم بن محمد بن سالم البصري[1]، قال: حدثنا الشيخ أبو عبد الله محمد بن علاؤ الدين البابلي القاهري الأزهري[2]، قال: حدثنا الشيخ عبد الله بن محمد بن محيي الدين بن عبد القادر بن زين الدين بن ناصر الدين النحراوي[3]، قال: حدثنا الشيخ جمال الدين يوسف بن زكريا

---

(١) المتوفى: ١١٣٤هـ، هدية العارفين أسماء المؤلفين وآثار المصنفين، ١/٤٨٠، الإعلام، ٤/٨٨.

(٢) المتوفى: ١٠٧٧هـ، خلاصة الأثر في أعيان القرن الحادي العشر، ٤/٤٢.

(٣) المتوفى: ١٠٢٦هـ، خلاصة الأثر في أعيان القرن الحادي العشر، ٣/٦٦

الأنصاري[١]، قال: حدثنا الشيخ شهاب الدين أحمد بن علي ابن حجر العسقلاني، قال: حدثنا الشيخ محمد بن عبد اللطيف بن أحمد بن محمود عز الدين ابن الكويك[٢]، قال: حدثتنا زينب بنت الكمال المقدسية[٣]، قالت حدثنا الشيخ شمس الدين أبو عبد الله محمد بن عبد الهادي بن يوسف بن قدامة[٤]، قال: حدثنا الحافظ أبوموسى محمد بن أبي بكر عمر بن أبي عيسى المدني الشافعي[٥]، قال: حدثنا أبو سعد إسماعيل بن الفضل بن أحمد السراج[٦]، قال: حدثنا أبو الفتح منصور بن الحسين التاني[٧]، قال: حدثنا الإمام الحافظ أبو بكر محمد بن إبراهيم المصري[٨]، قال: حدثنا الإمام الحافظ الحاج أبو جعفر أحمد بن محمد بن سلامة الطحاوي الحنفي[٩] صاحب الكتاب.

۞۞۞۞۞

---

(١) المتوفى: ٩٨٧هـ، الكواكب السائرة بأعيان المئة العاشرة، ١٩٧/٣.

(٢) المتوفى: ٧٩٠هـ، سلك الدرر في أعيان القر الثاني عشر، ٢٥/٤.

(٣) المتوفى: ٧٤٠هـ، شذرات الذهب في أخبار من ذهب، ٢٢١/٨.

(٤) المتوفى: ٦٥٨هـ، سير أعلام النبلاء، ٣٤٢/٢٣.

(٥) المتوفى: ٥٨١هـ، سير أعلام النبلاء، ١٥٧/٢١.

(٦) المتوفى: ٥٢٤هـ، سير أعلام النبلاء، ١٥٧/٢١.

(٧) المتوفى: ٤٥٠هـ، شذارت الذهب، ٢٢٠/٥.

(٨) المتوفى: ٣٨١هـ.شذارات الذهب في اخبار من ذهب، ٢٢٠/٥.

(٩) المتوفى: ٣٢١هـ،سير أعلام النبلاء، ٤٠٢/١٦.

إسناد شمائل الترمذي

لطلاب الصف النهائي (دورة الحديث ١٤٤٤هـ) دار العلوم ديوبند

من الأستاذ المكرم إلى صاحب شمائل الترمذي

يقول جميع طلاب الحديث للصف النهائيّ (دورة الحديث ١٤٤٤هـ): حدثنا فضيلة الشيخ عبد الخالق المدراسي، قال: حدثنا الشيخ فخر الحسن المرادآبادي، قال: حدثنا الشيخ إعزاز علي الأمروهوي، قال: حدثنا الشيخ شيخ الهند محمود حسن الديوبندي، قال: حدثنا حجة الإسلام محمد قاسم النانوتوي، قال: حدثنا الشاه عبد الغني المجددي، قال: حدثنا الشاه محمد إسحاق الدهلوي، قال: حدثنا الشاه عبدالعزيز المحدث الدهلوي، قال: حدثنا الشاه ولي الله بن عبد الرحيم المحدث الدهلوي، قال: حدثنا أبو طاهر عن أبيه الشيخ محمد إبراهيم الكردي، قال: حدثنا الشيخ السلطان بن أحمد بن سلامة بن إسماعيل المزّاحي، قال: حدثنا الشيخ أحمد بن خليل بن إبراهيم بن ناصر الدين الملقب بـ شهاب الدين السبكي، قال: حدثنا الشيخ نجم الدين محمد بن أحمد بن علي الغيطي، قال: حدثنا شيخ الإسلام زين الدين زكريا بن محمد الأنصاري، قال: حدثنا الشيخ عبد الرحيم بن محمد بن عبد الرحيم بن علي بن الحسن بن الفرات الحنفي،[١] قال: حدثنا الشيخ عمر بن حسن المراغي،[٢] قال: حدثنا الشيخ علي بن أحمد بن عبد الواحد الشهير فخر الدين

---

(١) المتوفى: ٨٥١هـ، الضوء اللامع في أعيان القرن التاسع، ١٨٨/٤.

(٢) المتوفى: ٧٧٨هـ، شذرات الذهب في أخبار من ذهب، ٤٤٤/٨.

ابن البخاري، قال: حدثنا الشيخ عمر بن محمد بن معمر طبرزد البغدادي،[1] قال: حدثنا الشيخ أبوالفتح عبدالملک بن عبد الله بن أبي سهل الكروخي،[2] قال: حدثنا الشيخ القاضي أبوعامر محمود بن القاسم بن محمد الأزدي،[3] قال: حدثنا الشيخ أبومحمد عبدالجبار بن محمد بن عبد الله الجراحي،[4] قال: حدثنا الشيخ أبوالعباس محمد بن أحمد المحبوبي،[5] قال: حدثنا الشيخ أبو عيسى محمد بن عيسى بن سورة بن موسى الترمذي[6] صاحب الكتاب رحمهم الله تعالى.

❁❁❁❁❁

إسناد الموطأ للإمام محمد

لطلاب الصف النهائي (دورة الحديث ١٤٤٤هـ) دار العلوم ديوبند

من أستاذ المكرم إلى صاحب الموطأ للإمام محمد

يقول جميع طلاب الحديث للصف النهائي (دورة الحديث ١٤٤٤هـ): حدثنا فضيلة الشيخ المفتي محمد نسيم الباره بنكوي، قال: حدثنا الشيخ المفتي نظام الدين الأعظمي، قال: حدثنا الشيخ المفتي محمد شفيع العثماني، قال: حدثنا الشيخ الفتي عزيز الرحمان

---

(١) المتوفى: ٦٠٧هـ، الأعلام، ٢١/ ٥١٢.

(٢) المتوفى: ٥٤٨هـ، شذرات الذهب، ٦/٢٤٤.

(٣) المتوفى: ٤٨٧هـ، سير الأعلام، ٣٢/١٩.

(٤) المتوفى: ٤١٢هـ، سير الأعلام، ٢٥٨/١٧.

(٥) المتوفى: ٣٦٤هـ، سير أعلام النبلاء، ٥٣٧/٥.

(٦) المتوفى: ٢٧٩هـ.

العثماني، قال: حدثنا الشيخ ملا محمود الديوبندي، قال: حدثنا الشاه عبد الغني المجددي، قال: حدثنا الشاه محمد إسحاق الدهلوي، قال: حدثنا الشاه عبد العزيز المحدث الدهلوي، قال: حدثنا الشاه ولي الله بن عبد الرحيم المحدث الدهلوي، قال: حدثنا المفتي تاج الدين محمد بن عبد المحسن القلعي الحنفي[1]، قال: حدثنا العلامة الشيخ حسن بن علي العجيمي الحنفي، قال: حدثنا الشيخ خير الدين بن أحمد الرملي[2]، قال: حدثنا الشيخ أحمد بن أمين الدين محمد بن عبد العال الحنفي، قال: حدثنا الشيخ أمين الدين عبد العال الحنفي، قال: حدثنا الشيخ سري الدين عبد البر الحنفي[3]، قال: حدثنا الشيخ شمس الدين أبوالفضل محمد بن الشحنه الحنفي الحلبي[4]، قال: حدثنا الشيخ محب الدين محمد بن الشحنة[5]، قال: حدثنا الإمام أكمل الدين محمد بن محمد البابرتي[6]، قال: حدثنا الشيخ محمد بن محمد البخاري المعروف بقوام الدين الكاكي[7]، قال: حدثنا الشيخ العلامة حسام الدين الصغناقي[8]، قال: حدثنا

---

(١) المتوفى: ١١٤٩هـ، أعلام المكيين، ص:٧٧٦.

(٢) المتوفى: ١٠٨١هـ، الأعلام، ٢/٢٢٧.

(٣) المتوفى: ٩٢١هـ، شذرات الذهب، ١٠/١٤١.

(٤) المتوفى: ٨٩٠هـ، شذرات الذهب، ٩/٥٢٤.

(٥) المتوفى: ٨١٥هـ، شذرات الذهب، ٩/١٦٩.

(٦) المتوفى: ٧٨٦هـ، شذرات الذهب، ٨/٥٠٤.

(٧) المتوفى: الأعلام، ٧/٣٦.

(٨) المتوفى: لم أقف على تاريخ وفاته، تاج التراجم، ص: ١٦٠.

الشيخ حافظ الدين محمد بن محمد بن نصر البخاري، قال: حدثنا الشيخ شمس الأئمة محمد بن عبد الستار الكردي الحنفي، قال: حدثنا الشيخ برهان الدين ناصر بن أبي المكارم المطرزي، قال: حدثنا أبو القاسم محمد بن عمر الزمخشري، قال: حدثنا الشيخ أبوعبد الله الحسين ابن محمد بن خسرو، قال: حدثنا الشيخ أحمد بن الحسن بن أحمد بن خيرون البغدادي، قال: حدثنا الشيخ عبد الغفار بن محمد أبوطاهر المؤدب البغدادي، قال: حدثنا الشيخ أبوعلي بشر بن موسى بن صالح الأسدي، قال: حدثنا الشيخ أحمد بن مهران، قال: حدثنا أبوعبد الله أحمد بن محمد بن حنبل الشيباني(١) صاحب الكتاب.

❁❁❁❁❁

إسناد سنن الإمام ابن ماجه

لطلاب الصف النهائي (دورة الحديث ١٤٤٤هـ) دار العلوم ديوبند

من الأستاذ المكرم إلى صاحب سنن الإمام ابن ماجه

يقول جميع طلاب الحديث للصف النهائي (دورة الحديث ١٤٤٤هـ): حدثنا فضيلة الشيخ محمد سلمان البجنوري النقشبندي، قال: حدثنا الشيخ رياست علي البجنوري، قال: حدثنا الشيخ المقرئ محمد طيب الديوبندي(٢)، قال: حدثنا الشيخ محمد رسول خان الهزاروي، قال: حدثنا الشيخ حكيم محمد حسن الديوبندي، قال: حدثنا الشيخ رشيد أحمد الكنكوهي، قال: حدثنا الشاه عبد الغني المجددي، قال: حدثنا الشاه محمد إسحاق الدهلوي، قال:

---

(١) المتوفى: ١٨٩هـ.

(٢) المتوفى: رئيس دار العلوم ديوبند سابقاً.

حدثنا الشاه عبد العزيز المحدث الدهلوي، قال: حدثنا الشاه ولي الله بن عبد الرحيم المحدث الدهلوي، قال: حدثنا الشيخ أبوطاهر على أبيه الشيخ محمد إبراهيم الكردي، قال: حدثنا الشيخ أحمد القشاشي، قال: حدثنا الشيخ أحمد بن عبد القدوس الشناوي، قال: حدثنا الشيخ شمس الدين محمد بن أحمد بن الرملي، قال: حدثنا شيخ الإسلام زين الدين زكريا بن محمد الأنصاري، قال: حدثنا الشيخ أبوالحسن علي بن محمد بن أبي المجد الدمشقي(١)، قال: حدثنا أبوالعباس أحمد بن أبي طالب الحجار، قال: حدثنا الشيخ الأنجب بن أبي السعادات الحمامي البغدادي(٢)، قال: حدثنا الحافظ أبوزرعة طاهر بن محمد بن طاهر بن علي المقدسي(٣)، قال: حدثنا الشيخ الحافظ أبو منصور محمد بن حسين القزويني(٤)، قال: حدثنا الشيخ أبوطلحة القاسم بن محمد بن أحمد بن منصور القطان بن أبي المنذر أحمد الخطيب القزويني(٥)، قال: حدثنا الشيخ أبوالحسن علي بن إبراهيم بن سلمة القزويني القطان(٦)، قال: حدثنا أبو عبد الله محمد بن يزيد بن ماجه القزويني صاحب(٧) الكتاب.

❁❁❁❁❁

(١) المتوفى: ٨٠٠هـ، شذرات الذهب في أخبار من ذهب، ٦٢٢/٨.

(٢) المتوفى: ٦٣٥هـ، مختصر تاريخ الدبيثي، ٢٥٧/١.

(٣) المتوفى: ٥٦٦هـ، سير أعلام النبلاء، ٥٠٣/٢٠.

(٤) المتوفى: ٤٨٤هـ، سير أعلام النبلاء، ٥٣٠/١٨، ولم يصر الذهبي وفاته في هذه السنة.

(٥) المتوفى: ٤١٠هـ، التدوين في أخبار قزوين، ٤٧/٤.

(٦) المتوفى: سير أعلام النبلاء، ٤٦٥/١٥.

(٧) المتوفى: ٢٧٣هـ، شذرات الذهب في أخبار من ذهب، ٣٥٨/٣.

إسناد الموطأ للإمام مالك

لطلاب الصف النهائي (دورة الحديث ١٤٤٤هـ) دار العلوم ديوبند

من الأستاذ المكرم إلى صاحب الموطأ للإمام مالك

يقول جميع طلاب الحديث للصف النهائي (دورة الحديث ١٤٤٤هـ): حدثنا فضيلة الشيخ محبوب فروغ أحمد السمستي فوري، قال: حدثنا الشيخ المقرئ محمد عثمان المنصورفوري، قال: حدثنا الشيخ بشير أحمد خان البلندشهري، قال: حدثنا الشيخ غلام محي الدين الغلاوتهي، قال: حدثنا الشيخ السيد أحمد حسن الأمروهوي، قال: حدثنا حجة الإسلام محمد قاسم النانوتوي، قال: حدثنا الشاه عبد الغني المجددي، قال: حدثنا عن والده الشيخ أبي سعيد بن الصفي الدهلوي قراءةً عليه، وعن الشاه محمد إسحاق الدهلوي إجازةً، قالا حدثنا الشاه عبد العزيز المحدث الدهلوي، قال: حدثنا الشاه ولي الله بن عبد الرحيم المحدث الدهلوي، قال: حدثنا بجميع ما في الموطأ رواية يحي بن يحي المصمودي الأندلسي، الشيخ وفد الله المكي المالكي، قرأ مني عليه من أوله إلى آخره بحق سماعه على شيخي الحرم المكي حسن بن علي بن يحي البقاء العجيمي[1]، والشيخ عبد الله بن سالم البصري المكي، قالا حدثنا الشيخ عيسى بن محمد بن محمد بن أحمد المغربي[2]، سماعاً من لفظه في المسجد الحرام، بقراءته لجميعه على الشيخ السلطان بن أحمد المزاحي، بقراءته لجميعه على الشيخ أحمد بن خليل بن إبراهيم ناصر الدين هو

---

(١) المتوفى: ١١١٣هـ، الأعلام، ٢/٢٠٥.

(٢) المتوفى: ١٠٨٠هـ، الأعلام، ٥/١٠٨.

السبكي، بقراءته لجميعه على الشيخ نجم الدين محمد بن أحمد بن علي الغيطي، بسماعه لجميعه على الشرف عبد الحق بن محمد بن عبد الحق بن محمد السنباطي(١)، بسماعه لجميعه على الشيخ أبو محمد الحسن بن محمد بن ايوب بن محمد الحسيني، النسابة(٢). بسماعه لجميعه على عمه أبي محمد الحسن النسابة، بسماعه على أبي عبد الله محمد بن جابر بن محمد بن قاسم الوادياشي(٣)، عن أبي عبد الله بن محمد بن هارون القرطبي(٤)، سماعًا عن القاضي أبي القاسم أحمد بن يزيد بن عبد الرحمان القرطبي(٥) سماعًا، عن محمد بن عبد الرحمن بن عبد الحق الخزرجي القرطبي(٦) سماعًا، عن أبي عبد الله محمد بن فرج مولى بن الطلاع(٧) سماعاً، عن أبي الوليد يونس بن عبد الله بن محمد بن مغيث ابن الصفار(٨) سماعاً، عن أبي عيسى يحي بن عبد الله(٩) سماعًا، قال: حدثنا عم والدي عبيد الله بن يحي(١٠) سماعاً، قال: حدثنا والدي يحي بن يحي الليثي المصمودي(١١) سماعاً، عن

---

(١) المتوفى: ٩٣١هـ، الكواكب السائرة بأعيان المئة العاشرة، ٢٢٣/١.

(٢) المتوفى: ٨٦٦هـ، الضوء اللامع في أعيان القرن التاسع، ١٢١/٣، شذرات الذهب، ٤٥١/٩.

(٣) المتوفى: ٧٤٩هـ، الأعلام، ٦٨/٦.

(٤) المتوفى: ٧٠٢هـ، سلك الدرر في أعيان القرن الثاني عشر، ٣٠٣/٢.

(٥) المتوفى: ٦٢٥هـ، سير أعلام النبلاء، ٢٧٥/٢٢.

(٦) المتوفى: ٥٦٠هـ، سير أعلام النبلاء، ٤٢٣١/٢٠.

(٧) المتوفى: ٤٩٧هـ، سير أعلام النبلاء، ٢٠١/١٩.

(٨) المتوفى: ٤٢٩هـ، سير أعلام النبلاء، ٥٧٠/١٧.

(٩) المتوفى: ٣٦٧هـ، سير أعلام النبلاء، ٢٦٨/٦.

(١٠) المتوفى: ٢٩٨هـ، سير أعلام النبلاء، ٥٣٢/١٣.

(١١) المتوفى: ٢٣٤هـ، سير أعلام النبلاء، ٥٢٤/١٠.

مؤلف الكتاب مالك بن أنس بن مالك بن أبي عامر بن عمرو عامر الأصبحي[1].

✿✿✿✿✿

مسلسلات

لطلاب الصف النهائي (دورة الحديث ١٤٤٤هـ) دار العلوم ديوبند

يقول: جميع طلاب الحديث للصف النهائي (دورة الحديث ١٤٤٤هـ) حدثنا فضيلة الشيخ قمر الدين أحمد الغورخفوري، قال: حدثنا الشيخ محمد زكريا الكاندهلوي، قال: حدثنا الشيخ خليل أحمد السهارنفوري[2]، قال: حدثنا الشيخ محمد مظهر النانوتوي[3]، قال: حدثنا الشيخ مملوك العلي النانوتوي، قال: حدثنا رشيد الدين خان الدهلوي، قال: حدثنا الشاه عبد العزيز الدهلوي، قال: حدثنا الشاه ولي الله المحدث الدهلوي.

ح: قال: وحدثنا الشيخ محمد زكريا الكاندهلوي، قال: حدثنا الشيخ محمد يحي الكاندهلوي[4]، قال: حدثنا الشيخ رشيد أحمد الكنكوهي[5]، قال: حدثنا الشاه عبد الغني المجددي[6]، قال:

---

(١) المتوفى: ١٧٩هـ، سير أعلام النبلاء، ٨/٤٨.

(٢) سوانح عمری حضرت شیخ محمد زکریا کاندہلوی رحمہ اللہ، ص:٢٢٦،٢٢٧۔

(٣) حیات خلیل، ص:٨٤۔

(٤) سوانح عمری حضرت شیخ محمد زکریا کاندہلوی رحمہ اللہ، ص:٢٢١۔

(٥) أیضا۔ ص:١٥٢۔

(٦) لامع الدراری، ١/٦٨-٦٩، طبع قدیم سہارنپور، ١/٢١٧-٢١٨، طبع جدید مکہ مکرمہ۔

حدثنا الشاه أبوسعيد الدهلوي[1]، قال: حدثنا الشاه عبد العزيز الدهلوي، قال: حدثنا الشاه ولي الله المحدث الدهلوي، رحمهم الله تعالى رحمةً واسعةً.

أَوائلُ السنبل

لطلاب الصف النهائي (دورة الحديث ١٤٤٤هـ) دارالعلوم ديوبند

يقول جميع طلاب الحديث للصف النهائي (دورة الحديث ١٤٤٤هـ) حدثنا فضيلة الشيخ المفتي أبي القاسم النعماني البنارسي، قال: حدثنا أبو المـأثر حبيب الرحمان الأعظمي المعروفي، قال: حدثنا الشيخ عبد الغفار بن عبد الله المئوي، قال: قرأت على الشيخ عبد الحق الإله آبادي ثم المكي، عن الشيخ العلامة قطب الدين بن محي الدين الحنفي الدهلوي، عن الشيخ أبي سليمان إسحاق بن أفضل الحنفي الدهلوي ثم المكي، عن الشيخ عمر بن عبدالكريم المكي، عن الشيخ محمد طاهر بن محمد سعيد بن سنبل[2].

ح: قال: وحدثنا الشيخ العلامة عبد الفتاح أبوغدة، عن شيخه العلامة محمد زاهد الكوثري، عن الشيخ الحسن القَسْطَمُوني، عن الشيخ السيد أحمد الأَرْوَادي، عن الشيخ عبد الرحمن الكُزْبُري، عن الشيخ محمد طاهر بن محمد سعيد بن سنبل.

ح: قال: الشيخ أبوغدة، وحدثنا الشيخ العلامة محمد راغب

---

(١) اليانع الجنی، ص:٣٤۔

(٢) رسالۃ الأوائل، ص:٣٤، شیخ محمد سعید بن سنبل مکی رحمہ اللہ، مکتبہ فیض محمود بنارس۔

الطبّاخ الحلبي الحنفي، عن الشيخ شرف الدين الدهلوي الحنفي، عن الشيخ أبي سليمان إسحاق الحنفي الدهلوي، عن الشيخ عمر بن عبد الكريم المكي، عن الشيخ محمد طاهر بن محمد سعيدبن سنبل.

ح: قال: العلامة أبوغدة، وحدثنا شيوخ الأساتذة الكبار والصدورالبدور من علماء الهند، الشيخ المفتي محمد شفيع الديوبندي، والشيخ بدر عالم الميرتهي، والشيخ محمد يوسف البنّوري، والشيخ أبوالمأثر حبيب الرحمان الأعظمي المعروفي، أربعتهم عن إمام العصر الشيخ محمد أنورشاه الكشميري، عن الشيخ شيخ الهند محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ حجة الإسلام محمد قاسم النانوتوي، عن الشيخ الشاه عبد الغني المجددي، الدهلوي، عن الشيخ أبي سليمان إسحاق الحنفي الدهلوي ثم المكي، عن الشيخ عمر بن عبد الكريم، عن الشيخ محمد طاهر بن محمد سعيد بن سنبل ، عن أبيه مؤلف الكتاب الشيخ محمد سعيد بن سنبل(١)، رحمهم الله تعالى رحمةً واسعةً.

(١) الأوائل السنبليه ، ص:٣٦-٣٧، إعتنى بها للشيخ عبد الفتاح أبوغدة دارالبشائر الإسلاميه للطباعة والنشر والتوزيع بيروت.

باب دوم

ماضی قریب میں وفات شدہ اساتذۂ دورۂ حدیث شریف دارالعلوم دیوبند کے مختصر حالات

اور

ان کی جملہ متداول کتبِ حدیث کی سندیں

حضرت مولانا نصیر احمد خاں صاحب بلند شہری نور اللہ مرقدہٗ

سابق شیخ الحدیث دار العلوم دیو بند

(ولادت: ۱۳۳۷ھ/۱۹۱۸ء، وفات: ۱۴۳۱ھ/۲۰۱۰ء)

خاندان اور وطن

حضرت مولانا نصیر احمد خاں صاحب بلند شہری اپنی دستاویز کے مطابق ۲۱/ ربیع الاول ۱۳۳۷ھ بہ مطابق ۲۳/ دسمبر ۱۹۱۸ء کو بسی، ضلع بلند شہر میں پیدا ہوئے۔(نقوشِ حیات میں موجود حضرت قاری شفیق الرحمٰن صاحب بلند شہری و مولانا عبد الرؤف غزنوی کی تحریر کے مطابق مولانا کی اصل سنِ ولادت ۱۳۳۵ھ م ۱۹۱۶ء ہے)۔

حضرت مولانا کا تعلق افغانستان کے مشہور قبیلہ ''بازید خیل'' سے ہے، آپ کے اجداد میں سے شہباز خان سب سے پہلے ہندوستان آئے اور انھوں نے موضع ''بسی'' ضلع بلند شہر کو اپنا وطن بنایا، آپ کا سلسلۂ نسب اس طرح ہے:

حضرت مولانا نصیر احمد خان صاحب بن عبد الشکور خان بن حقداد خان بن بنیاد خان بن سردار خان بن عمر خان بن غیاث خان بن شہباز خان بن سلیم خان بن دیوان دولت خان بن شیخ داؤد خان بن شیخ عیسیٰ خان بازید خیل داؤد زئی۔

ابتدائی تعلیم

حضرت والا چار سال کی عمر میں والد محترم کے سایے سے محروم ہو گئے تھے، اس لیے آپ کی تعلیم و تربیت کی مکمل ذمے داری آپ کے بڑے بھائی حضرت مولانا بشیر احمد خان صاحب بلند شہری کے ذمے آئی، مولانا بشیر احمد خاں صاحب نے حضرت مولانا کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دی، مولانا بشیر احمد خاں صاحب چوں کہ اس وقت ''مدرسہ منبع العلوم گلاؤٹھی ضلع بلند شہر'' میں مدرس تھے، اور ان کی رہائش بھی وہیں تھی؛ اس لیے

حضرت مولانا نصیر احمد خان صاحب کو اپنے ساتھ گلاؤٹھی لے آئے یہاں سب سے پہلے حفظ قرآن کریم کے لیے مدرسہ ''منبع العلوم'' کے شعبۂ تحفیظ القرآن میں حضرت مولانا قاری بہادر علی صاحب کے پاس داخل کرایا، مولانا قاری بہادر صاحب عمدہ استاذ حفظ ہونے کے ساتھ ساتھ خوش کردار مربی بھی تھے؛ چنانچہ بہت قلیل عرصے میں آپ نے مکمل قرآن کریم حفظ کرلیا۔

حفظ قرآن کریم سے فراغت کے بعد آپ نے عصری تعلیم کے لیے گلاؤٹھی کے ایک اسکول میں داخلہ لیا اور وہاں بقدر ضرورت عصری تعلیم بھی حاصل کی، یہاں آپ کے اساتذہ میں منشی صدیق علی صاحب، شفیق اللہ صاحب اور ماسٹر رام چندر جی تھے۔

فارسی کی تعلیم اور اس کے اساتذہ

اسی دوران مولانا نے فارسی کی تعلیم کا بھی آغاز کیا، فارسی میں آپ کے استاذ محترم حضرت مولانا مشتاق احمد صاحب قدس سرہٗ تھے، حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ نے درس نظامی کی کتابوں میں فارسی کی معدودے چند کتابیں مولانا مشتاق صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں، باقی کتابیں اکثر و بیشتر اپنے بڑے بھائی حضرت مولانا بشیر احمد خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی ہیں؛ بلکہ گلاؤٹھی کے زمانۂ تعلیم میں تو تمام کتبِ درسیہ حضرت مولانا بشیر احمد خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں، حضرت شیخ الحدیث فرماتے تھے کہ اگرچہ مدرسہ منبع العلوم میں کئی اساتذہ ایسے تھے جو علوم و فنون میں ماہر تسلیم کیے جاتے تھے؛ مگر بڑے بھائی مولانا بشیر احمد خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ میرا سبق دوسرے اساتذہ کے پاس نہیں جانے دیتے تھے، خود ہی پڑھاتے تھے۔

بغرض تعلیم دارالعلوم دیوبند میں

مدرسہ منبع العلوم گلاؤٹھی میں پڑھنے والے طلبہ کا دارالعلوم دیوبند میں تعلیم کی غرض سے آنے کا رجحان فطری تھا کیوں کہ وہاں پڑھانے والے ہمیشہ دارالعلوم دیوبند کے فیض یافتہ رہتے تھے، اسی طرح اس مدرسے میں اکابر دارالعلوم دیوبند کے

آنے جانے کا سلسلہ بھی کثرت سے تھا، حضرت مولانا نصیر احمد خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب وہاں تعلیم حاصل کررہے تھے تو حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا وہاں کے سالانہ جلسے میں پابندی سے تشریف لے جانے کا معمول تھا، ایک موقع کا ذکر کرتے ہوئے حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”میں نے حضرت شیخ الاسلام والمسلمین کی پہلی زیارت ”منبع العلوم گلاؤٹھی“ کے سالانہ جلسے میں کی، اس وقت میری عمر دس یا بارہ سال کی رہی ہوگی“۔

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی اس زیارت نے خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دل کو موہ لیا، آپ کے دل میں حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی محبت گھر کرگئی تھی، حضرت شیخ نے خود فرمایا کہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ تو جلسہ کے بعد تشریف لے آئے اور میں گلاؤٹھی میں ہی پڑھتا رہا؛ مگر میرا دل حضرت ہی کے ساتھ دیوبند آگیا تھا، حضرت نے یہ بھی فرمایا تھا: ”شیخ الاسلام حضرت مدنی قدس سرہٗ سے میری یہ ملاقات اوائل شعبان میں ہوئی تھی؛ چنانچہ اس مہینے کی پندرہویں شب جب آئی تو میں نے ساری رات ایک ہی دعا کی، ”اے اللہ مجھے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہونچا دے“۔ معصوم کی دعا تھی اور قبولیت والی رات، چنانچہ یہ دعا حق تعالیٰ کے یہاں شرف قبولیت سے نوازی گئی۔

موتی سمجھ کے شان کریمی نے چن لیے
قطرے جو تھے میرے عرق انفعال کے

۱۳۶۲ھ/ ۱۹۴۲ء میں جب حضرت مولانا بشیر احمد خاں صاحب کا تقرر دارالعلوم دیوبند میں بحیثیت مدرس ہوا تو ساتھ میں حضرت مولانا نصیر احمد خان صاحب بھی دیوبند آگیے اور دورۂ حدیث میں داخلہ لے کر دوبارہ دارالعلوم سے دورۂ حدیث کی ۱۳۶۲ھ میں تکمیل کی، اس وقت کے شیخ الحدیث حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ چوں کہ الہ آباد کے نینی جیل میں نظر بند تھے تو حضرت مولانا نصیر احمد صاحب نے ”صحیح بخاری و جامع ترمذی“ حضرت مولانا اعزاز علی صاحب امروہوی سے پڑھی، ۱۳۶۳ھ/ ۱۹۴۳ء میں جب

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ جیل سے رہا ہو کر دار العلوم آئے تو حضرت مولانا نصیر احمد خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ سہ بارہ ان کے ”صحیح بخاری و جامع ترمذی“ کے اسباق میں شریک ہوئے، دیگر کتابوں کے اسباق میں بھی شرکت کی، اس کے بعد اگلے دو سال بھی دار العلوم دیوبند میں رہ کر تجوید و قرأت کی بہت سی کتابیں پڑھی، (جن میں سبعہ و عشرہ کی بھی کئی کتابیں شامل تھیں) طب اور معقولات کی کئی کتابوں کے دروس میں بھی حاضر رہے۔

(نقوش حیات، خدا رحمت کند)

دار العلوم دیوبند میں آپ کے اساتذۂ دورہ حدیث شریف

دار العلوم دیوبند میں آپ کے اساتذۂ دورہ حدیث شریف مع کتب حسب ذیل ہیں:

اولاً صحیح بخاری، ترمذی شریف: حضرت مولانا اعزاز علی امروہوی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی اس کے بعد ۱۳۶۳ھ میں حضرت شیخ الاسلام سے دوبارہ دونوں کتابوں کی سماعت کی۔ ۱۳۶۲ھ میں کچھ عرصہ [۱] ترمذی شریف (از ابتداء تا ختم کتاب الصلاۃ) حضرت مولانا عبد الرحمٰن امروہوی رحمہ اللہ سے بھی پڑھی۔

مسلم شریف و مؤطا امام مالک: حضرت مولانا فخر الحسن صاحب مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ

ابوداؤد شریف: حضرت مولانا بشیر احمد خاں صاحب بلند شہری رحمۃ اللہ علیہ

نسائی شریف: حضرت مولانا مفتی ریاض الدین صاحب بجنوری رحمۃ اللہ علیہ

طحاوی شریف: حضرت مولانا عبد الحق صاحب اکوڑوی رحمۃ اللہ علیہ

شمائل ترمذی: حضرت مولانا اعزاز علی امروہوی رحمۃ اللہ علیہ

ابن ماجہ شریف: حضرت مولانا عبد الحق نافع گل پشاوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مؤطا امام محمد: حضرت مولانا شمس الدین گوجرنوالوی رح [۲]

---

(۱) علماء کی کہانی خود ان کی زبانی، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان، ص: ۱۷

(۲) ریکارڈ محافظ خانہ دار العلوم اخذ شدہ ۲۸ر جمادی الاولیٰ ۱۴۴۴ھ

تدریسی خدمات

تعلیم سے فراغت کے بعد ملتان کے ایک بڑے مدرسے میں صدر القراء کی حیثیت سے تقرر عمل میں آیا؛ مگر بڑے بھائی حضرت مولانا بشیر احمد خاں صاحب نے اتنی دور بھیجنا گوارانہ کیا، پھر ۱۳۶۵ھ/۱۹۴۶ء میں بحیثیت اعزازی مدرس دار العلوم دیوبند میں آپ کا تقرر ہوا، اولاً دو سال عارضی پھر ۲۸/ صفر ۱۳۶۷ھ کو مستقل استاذ مقرر ہوئے، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۳۶۵ھ/۱۹۴۶ھ سے ۱۴۲۹ھ/۲۰۰۸ء تک قمری سال کے لحاظ سے تقریباً ۶۵/ سال اور شمسی سال کے اعتبار سے تقریباً ۶۳/ سال دار العلوم دیوبند میں تدریسی خدمات انجام دیں، میزان سے بخاری تک کی کتابیں پڑھانے کا شرف آپ کو حاصل ہوا۔ ۱۳۹۱ھ/۱۹۷۱ء سے ۱۳۹۷ھ/۱۹۷۷ء کے درمیان میں حدیث کی تین کتابیں: شرح معانی الآثار (طحاوی شریف)، مسلم شریف جلد ثانی اور مؤطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، حضرت نور اللہ مرقدہٗ سے متعلق رہیں۔

۱۳۹۷ھ/۱۹۷۷ء میں دار العلوم میں مدرس بننے کے تقریباً ۳۲/ سال بعد دار العلوم دیوبند کے اس وقت کے شیخ الحدیث حضرت مولانا شریف الحسن صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد صحیح بخاری کا درس حضرت مولانا نصیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق ہوا، ایک سال مکمل بخاری شریف کا درس دیا، پھر اخیر تک جلد اول ہی کا درس آپ رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق رہا۔ ۱۴۲۹ھ/۲۰۰۸ء تک تقریباً ۲۰/ سال آپ نے بخاری کا درس دیا، آپ کا درسِ بخاری بے حد مقبول تھا۔

۱۳۹۱ھ/۱۹۷۱ء سے ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء تک تقریباً ۲۳/ سال دار العلوم دیوبند کی نیابت اہتمام کے فرائض بھی انجام دیے، نیز ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۱ھ سے ۱۴۲۹ھ/۲۰۰۸ء تک تقریباً ۱۸/ سال دار العلوم دیوبند کی صدارت تدریس کے منصب پر فائز رہے[1]۔

۱۴۲۹ھ/۲۰۰۸ء میں شیخ نے پیرانہ سالی اور مختلف جسمانی عوارض کے پیش نظر

---

(۱) (دار العلوم دیوبند کی جامع و مختصر تاریخ، ص: ۶۴۹-۶۵۱، ۷۴۹-۷۵۰)

دارالعلوم دیوبند کی ذمہ داریوں سے معذرت کی تحریر پیش کی، اور مجلسِ تعلیمی (منعقدہ ربیع الاول ۱۴۲۹ھ) میں مجلسِ شوریٰ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی معذرت قبول کرتے ہوئے حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری نور اللہ مرقدہٗ کو شیخ الحدیث مقرر کیا، پھر مجلس عاملہ (منعقدہ: یکم جمادی الثانی ۱۴۲۹ھ) نے حضرت مولانا نصیر احمد خاں صاحب کی طویل تدریسی خدمات کے اعتراف میں ان کے لیے ۱۵/ ہزار ماہانہ وظیفہ جاری کرتے ہوئے مفوضہ ذمہ داریوں سے انہیں فارغ کردیا۔(۱)

سانحۂ وفات

حضرت مولانا نصیر احمد خاں صاحب کا انتقال ۱۹/ صفر ۱۴۳۱ھ مطابق ۴/ فروری ۲۰۱۰ء کو جمعرات کی شب میں مشہور قول کے مطابق ہجری تقویم کے لحاظ سے تقریباً ۹۵/ اور شمسی تقویم کے اعتبار سے تقریباً ۹۲/ سال کی عمر میں شہرِ دیوبند میں ہوا اور نماز جنازہ احاطۂ مولسری دارالعلوم دیوبند میں ہزاروں کے مجمع نے حضرت مولانا قاری سید محمد عثمان صاحب منصور پوری نور اللہ مرقدہٗ کی اقتداء میں ادا کی اور قاسمی قبرستان میں تدفین عمل میں آئی(۲)۔

الإجازة المسندة لسائر الكتب التالية والفنون المتداولة من فضيلة الشيخ نصير أحمد خان البلندشهري

يقول: قرأت ''الصحيح من جامع الإمام البخاري'' على

---

(۱) قندیل آن لائن، محمد روح الامین میور بھنجی اخذ شدہ ۲۷/ جمادی الاولیٰ ۱۴۴۴ھ

(۲) تفصیل کے لیے دیکھیں: (ماہنامہ دارالعلوم، مارچ، اپریل ۲۰۱۰ء

نقوش حیات: سوانح حضرت مولانا نصیر احمد خاں، خلیل الرحمٰن برنی قاسمی

الشيخ إعزاز علي الأمروهوي[١]، والشيخ حسين أحمد المدني[٢].

و''الجامع للإمام الترمذي، وشمائله'' على الشيخ إعزاز علي الأمروهوي.

كلاهما عن الشيخ شيخ الهند محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

و''الصحيح للإمام مسلم'' على الشيخ فخر الحسن المرادآبادي، عن الشيخ حسين أحمد المدني، عن الشيخ عبد العلي الميرتهي[٣]، عن الشيخ أحمد علي السهارنفوري.

و''سنن الإمام أبي داود'' على الشيخ بشير أحمد خان البلندشهري، عن الشيخ غلام محي الدين الغلاوتهي، عن الشيخ السيد أحمد حسن الأمروهوي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

و''السنن للإمام إبن ماجه'' على الشيخ عبد الحق نافع غل البشاوري، عن الشيخ محمد رسول خان الهزاروي[٤]، عن الشيخ حكيم محمد حسن الديوبندي، عن الشيخ رشيد أحمد الكنكوهي.

و''شرح معاني الآثارَ للطحاوي'' على الشيخ عبد الحق نافع غل البشاوري، عن الشيخ المفتي عزيز الرحمان العثماني، عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

---

(١) نقوش حیات، ص:٤٧۔

(٢) أيضا۔

(٣) چراغ محمد: سوانح حضرت شیخ الاسلام، ص:٦٦۔

(٤) سند حدیث مولانا عبد الحق صاحب نافع گل کاکاخیل، مطبوعہ ماہنامہ انوار مدینہ لاہور، اگست ٢٠٢١ء، ص:٦٠۔

و''سنن الإمام النسائي'' على الشيخ المفتي رياض الدين البجنوري، عن الشيخ عبد الحق البورقاضوي، عن الشيخ محمد يعقوب النانوتوي.

و''الموطأ للإمام مالك'' على الشيخ فخر الحسن المرادآبادي، عن الشيخ مرتضى حسن الجاندفوري، عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

و''الموطأ للإمام محمد'' على الشيخ شمس الدين كيمل فوري، عن الشيخ المفتي عزيز الرحمان العثماني[1]، عن الشيخ ملا محمود الديوبندي.

كلهم (الشيخ محمد قاسم النانوتوي، والشيخ رشيد أحمد الكنكوهي، والشيخ محمد يعقوب النانوتوي، والشيخ ملا محمود الديوبندي) عن الشاه عبد الغني المجددي، وهما (الشاه عبد الغني المجددي، والشيخ أحمد علي السهارنفوري) يرويانه عن الشاه محمد إسحاق الدهلوي، عن الشاه عبد العزيز المحدث الدهلوي. عن الشاه ولي الله بن عبد الرحيم المحدث الدهلوي، قدس الله أسرارهم وجعل الجنة مأواهم ومثواهم، بأسانيدهم المتصلة إلى رسول الله صَلَّىٰ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۞۞۞۞۞

---

(١) مشاہیر علماء جلد دوم، ص: ٢٣٧۔

حضرت مولانا عبد الحق صاحب اعظمی رحمۃ اللہ علیہ

سابق شیخ الحدیث (ثانی) دار العلوم دیوبند

(ولادت: ۱۳۴۷ھ/۱۹۲۸ء، وفات: ۱۴۳۸ھ/۲۰۱۶ء)

نام ونسب

شیخ عبد الحق بن محمد عمر بن کریم بخش بن محمد علی

خاندان

آپ خاندانی طور پر شیخ برادری سے تعلق رکھتے تھے آپ کے آباء واجداد شیرازِ ہند ضلع جون پور کے موضع مظفر آباد سے ہجرت کرکے اعظم گڑھ کے موضع اقبال پور آئے، پھر وہاں سے ضلع اعظم گڑھ کے مشہور قصبہ پھولپور سے متّصل جگدیش پور آئے اور یہیں سکونت اختیار کرلی۔

ولادت وتعلیم

۶/رجب المرجب ۱۳۴۷ھ مطابق ۱۷/دسمبر ۱۹۲۸ء بہ روز شنبہ ضلع اعظم گڑھ کے قصبہ جگدیش پور میں آپ کی پیدائش ہوئی، آپ نے اپنے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سایۂ عاطفت میں اپنی زندگی کی ابھی چھ بہاریں ہی دیکھیں تھیں کہ والد صاحب کا سایہ سر سے اٹھ گیا اور یتیم ہوگیے۔ تربیت واصلاح اور پرورش کی ساری ذمہ داری والدہ محترمہ کے سر آپڑی، جس کو وہ بہ حسن وخوبی انجام دیتی رہیں، بعد میں آپ کی والدہ کا نکاح آپ کے پھوپھی زاد بھائی، چودھویں صدی کے چند نامور علماء میں سے ایک بڑے عالم، حضرت مولانا ماجد علی صاحب جون پوری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردِ خاص جامع المعقول والمنقول حضرت مولانا ابو الحسن محمد مسلم صاحب نور اللہ مرقدہٗ، شیخ الحدیث دار العلوم مئو، وشیخ الحدیث مدرسہ اسلامیہ عربیہ

بیت العلوم سرائے میر اعظم گڑھ سے ہو گیا، اور انہوں نے اپنی زیر عاطفت پوری توجہ کے ساتھ تعلیم و تربیت کے زیور سے آراستہ و پیراستہ کیا؛ چنانچہ دیہاتی ماحول کے مطابق حضرت والا نے بھی تعلیم کا آغاز گاؤں کے مکتب مدرسہ امداد العلوم سے فرمایا اور جناب حافظ محمد حنیف صاحب رحمۃ اللہ علیہ (والدِ ماجد استاذ القراء حضرت مولانا قاری ابوالحسن صاحب اعظمی سابق صدر القراء دارالعلوم دیوبند) سے ناظرہ قرآن کریم اور معمولی اردو کی تعلیم حاصل کی۔

بیت العلوم میں داخلہ

۱۳۶۶ھ میں تعلیمی سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے مدرسہ اسلامیہ عربیہ بیت العلوم سرائے میر اعظم گڑھ میں داخلہ لیا (بحوالہ رجسٹر داخلہ مدرسہ بیت العلوم اور بحوالہ خود نوشت ۱۳۶۵ھ) اور ۱۸/ شعبان ۱۳۷۱ھ تک پانچ سال چار ماہ کی مدت میں ابتدائی نحو و صرف کی کتابیں پڑھیں۔

دارالعلوم مئو میں داخلہ

اس کے بعد ۱۳۷۲ھ (خود نوشت کے مطابق ۱۳۷۱ھ) میں دارالعلوم مئو میں داخلہ لے کر متعدّد عبقری علمی شخصیات کے چشمۂ علم و عمل سے خوب خوب سیراب ہوئے۔ اس زمانے میں آپ نے اپنے مشفق مربی جامع المعقول والمنقول حضرت مولانا محمد مسلم صاحب جون پوری رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اساتذہ سے "ایساغوجی"، "تہذیب"، "مرقات"، "قطبی"، "سلم العلوم"، "مسلم الثبوت"، "حمد اللہ"، "شمس بازغہ"، "ہدایہ"، "مقامات"، "جلالین" اور مشکوٰۃ شریف تک کی کتابیں پڑھیں۔

دارالعلوم دیوبند میں

اس کے بعد حضرت والا نے ۵/ شوال المکرم ۱۳۷۳ھ کو سرزمینِ علم و عمل دیوبند کے لیے رختِ سفر باندھا اور دارالعلوم دیوبند میں دورۂ حدیث شریف میں داخلہ

لے کر شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ وغیرہ سے پڑھ کر دورۂ حدیث سے فراغت حاصل کی۔

آپ کے اساتذۂ دورۂ حدیث شریف

جن اساتذۂ کرام سے کسبِ فیض کیا ان کے اسماء مع کتب حسبِ ذیل ہیں:

صحیح بخاری، ترمذی شریف جلد اول: حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ

صحیح مسلم: حضرت علامہ محمد ابراہیم بلیاوی رحمۃ اللہ علیہ

سنن ابی داود، ترمذی شریف جلد ثانی اور شمائل ترمذی: شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علی صاحب امروہویؒ

سنن نسائی، موطا امام مالک، اور شرح معانی الآثار: حضرت مولانا فخر الحسن صاحب مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ

سنن ابن ماجہ: حضرت مولانا ظہور احمد صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ

موطا امام محمد: حضرت مولانا جلیل احمد صاحب کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ

تدریسی سرگرمیاں

تعلیم سے فراغت کے بعد "بلغوا عني ولو آية" پر عمل کرتے ہوئے آپ نے خالص درس و تدریس کے میدان میں قدم رکھا، جب آپ دار العلوم سے فراغت کے بعد وطنِ مالوف تشریف لائے، تو ارباب مطلع العلوم بنارس کی نگاہِ انتخاب آپ پر پڑی اور محرم ۱۳۷۵ھ میں بہ حیثیت شیخ الحدیث آپ کی تقرری ہوئی، بخاری شریف کے علاوہ کئی اور اہم کتابوں کا درس آپ سے متعلق تھا۔ دو سال یہاں درس دینے کے بعد مزید تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے اراکین کے نہ چاہتے ہوئے آپ نے استعفیٰ دے دیا اور دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ تشریف لے گیے؛ مگر ندوہ جاکر معلوم ہوا کہ پڑھی ہوئی کتابیں دوبارہ پڑھنی

ہیں اور ماحول بھی راس نہ آنے کی وجہ سے ندوہ کی تعلیم ترک فرمادی۔ اربابِ مطلع العلوم موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے بڑے اصرار کے ساتھ چھ ماہ بعد دوبارہ بہ حیثیت صدر المدرسین آپ کو واپس لے آئے۔

بحیثیت شیخ الحدیث دار العلوم مئو میں

۱۳۸۸ھ/۱۹۶۹ء میں اربابِ دار العلوم مئو کے سخت اصرار کی بناء پر مطلع العلوم بنارس سے ایک سال کے لیے رخصت لے کر دار العلوم مئو میں بہ حیثیت شیخ الحدیث، صدر المدرسین اور ناظمِ کتب خانہ تشریف لے گیے۔ تقریباً چودہ سال آپ مئو کو علمی فیضان سے سیراب کرتے رہے، اہل مئو آپ سے قابلِ رشک تعلق رکھتے تھے، جو وفات تک برقرار رہا۔

بحیثیت شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند میں

۱۴۰۲ھ میں بخاری شریف کے درس کے لیے اراکینِ شوریٰ دار العلوم دیوبند کی نظرِ انتخاب حضرت والا پر پڑی؛ چناں چہ دار العلوم کے لیے فدائے ملت حضرت مولانا سید اسعد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے بہ راہ راست درخواست کی، پھر اربابِ شوریٰ نے آپ کے نام خط بھی بھیجا۔ جب دار العلوم مئو کے ذمے داران کو یہ خبر ملی تو بے چین ہو گیے اور آپ کو روکنے کے لیے ہر ممکنہ کوشش کی، تین مرتبہ جگدیش پور وفد آیا، ایک مرتبہ موقع پاکر آپ کی والدہ کو سمجھایا کہ آپ کو دیوبند جانے سے منع فرمادیں؛ کیوں کہ مئو قریب ہے، ہر ہفتہ آپ سے ملاقات ہو جاتی تھی، اگر دیوبند چلے گیے؟ تو کئی مہینے بعد واپس آئیں گے؛ چناں چہ آپ کی والدہ نے سختی سے منع کر دیا؛ لیکن آپ نے اپنی والدہ سے فرمایا کہ میں وعدہ کر چکا ہوں، اگر نہیں گیا، تو وعدہ خلافی اور بڑی بدنامی ہوگی، تو آپ کی والدہ نے اجازت مرحمت فرمادی اور آپ ۹/ ذی قعدہ ۱۴۰۲ھ سے دار العلوم دیوبند میں استاذِ حدیث، فقہ و تفسیر مقرر ہوئے۔ پہلے سال بخاری شریف جلد ثانی، ہدایہ ثالث، موطا امام مالک، مشکوۃ شریف جلد ثانی، نخبۃ

الفکر، الأشباہ والنظائر اور تفسیر مظہری کا سبق آپ سے متعلق رہا اور شیخ ثانی کے نام سے اس طرح مشہور و معروف ہوئے کہ اسی نام سے آپ علمی دنیا میں جانے اور پہچانے جاتے تھے۔

وسعتِ مطالعہ اور قوت حافظہ

حضرت بلا کے ذہین اور قوی الحافظہ نیز وسیع مطالعہ کے مالک تھے، آپ کو مختلف کتابوں کی عبارتیں یاد تھیں اور بہ وقتِ ضرورت بالفاظہ پڑھ جاتے تھے، چناں چہ اس کی ایک جھلک یہ ہے کہ ایک مرتبہ آپ کے صاحبزادے مولانا عبد البر صاحب تراویح پڑھا رہے تھے، دورانِ تلاوت سورہ انعام کی آیت نمبر (۱۰۰) ''وجعلوا للہ شرکاء الجن'' کو نون کے کسرے کے ساتھ پڑھا، مقتدیوں میں سے ایک شخص نے کہا کہ شاید '' الجن'' نون کے فتحے ساتھ ہے، قرآن میں دیکھ لیں، تو مولانا عبد البر نے کہا کہ ہاں ''جعلوا'' کا مفعولِ ثانی ہے، حضرت والا نے خاموشی سے سن کر فرمایا: سامنے الماری سے جلالین شریف نکالو! صاحبِ جلالین نے دونوں وجہ لکھی ہے، جلالین شریف نکال کر دیکھا، تو دونوں احتمال کا ذکر تھا، لوگوں کے تعجب کی انتہا نہ رہی کہ تقریباً ۵۰ رسال قبل جلالین کا آپ نے درس دیا اور ابھی تک آپ کے حافظے میں یہ بات محفوظ تھی۔ الغرض! ۱۴۰۲ھ تا ۱۴۳۸ھ دار العلوم میں پوری آب و تاب کے ساتھ آپ درس دیتے رہے اور اپنی خواہش کے مطابق خاک دیوبند کے پیوند بن گیے۔

وفات حسرت

زندگی کا سفر کتنا ہی طویل ہو جائے، آخرش ایک دن موت کی دہلیز پر پہنچ کر ختم ہو ہی جاتا ہے؛ چناں چہ حضرت والا تو بہت دنوں سے ضعیفی کے ساتھ معمولی امراض سے گھرے ہوئے تھے، چنانچہ انہی امراض کے سبب ۳۰ ر ربیع الاول کے اختتام اور ربیع الثانی کے آغاز ۱۴۳۸ھ مطابق ۳۰ ر دسمبر ۲۰۱۶ء بہ روز جمعہ بعد نماز مغرب تقریباً سات بجے دن

دیوبند کے مشہور ڈاکٹر ڈی کے جین کے ہسپتال میں اپنے تمام متعلقین کو روتا بلکتا چھوڑکر مولائے حقیقی سے جا ملے۔ (إنا لله و إنا إليه راجعون) اللہ رب العزت حضرت کو کروٹ کروٹ چین نصیب فرمائیں، آمین۔ [1]

الإجازة المسندة لسائر الكتب التالية والفنون المتداولة

من فضيلة الشيخ عبد الحق الأعظمي رحمه الله تعالىٰ

يقول: قرأت ''الصحيح من جامع الإمام البخاري'' و''النصف الأول من جامع الإمام الترمذي'' كليهما على الشيخ حسين أحمد المدني.

و''النصف الثاني لجامع الإمام الترمذي'' و''شمائله'' و''سنن الإمام أبي داود'' على الشيخ إعزاز علي الأمروهوي.

كلاهما عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

و''الصحيح للإمام مسلم'' على الشيخ العلامة محمد إبراهيم البلياوي، عن الشيخ حكيم محمد حسن الديوبندي، عن الشيخ رشيد أحمد الكنكوهي.

و''سنن الإمام النسائي'' على الشيخ فخر الحسن المرادآبادي، عن الشيخ إعزاز علي الأمروهوي، عن الشيخ عبد المؤمن الديوبندي، عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ مُلّا محمود الديوبندي.

---

(۱) ماخذ: ماہنامہ دارالعلوم، شمارہ ۱/۲، جلد ۱۰۱، ربیع الثانی/جمادی الاولیٰ ۱۴۳۸ھ مطابق جنوری فروری ۲۰۱۷ء

و''شرح معاني الآثار للطحاوي'' على الشيخ فخر الحسن المرادآبادي، عن الشيخ مرتضى حسن الجاندفوري(١)، عن الشيخ محمد يعقوب النانوتوي إجازةً(٢)،

و''السنن للإمام إبن ماجه'' على الشيخ ظهور أحمد الديوبندي، عن الشيخ محمد رسول خان الهزاروي، عن الشيخ حكيم محمد حسن الديوبندي، عن الشيخ رشيد أحمد الكنكوهي.

و''الموطأ للإمام مالك'' على الشيخ فخر الحسن المرادآبادي، عن الشيخ مرتضى حسن الجاندفوري، عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

و''الموطأ للإمام محمد'' على الشيخ محمد جليل الكيرانوي، عن الشيخ المفتي عزيز الرحمان العثماني، عن الشيخ ملا محمود الديوبندي.

كلهم (الشيخ محمد قاسم النانوتوي، والشيخ رشيد أحمد الكنكوهي، والشيخ محمد يعقوب النانوتوي، والشيخ ملا محمود الديوبندي) عن الشاه عبد الغني المجددي، عن الشاه محمد إسحاق الدهلوي، عن الشاه عبد العزيز الدهلوي، عن الشاه ولي الله بن عبد الرحيم المحدث الدهلوي، قدس الله أسرارهم وجعل الجنة مأواهم ومثواهم ، بأسانيدهم المتصلة إلى رسول الله صَلَّىٰ ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

❁❁❁❁❁

---

(١) ماخوذ از ریکارڈ ۱۳۴۷ھ از رجسٹر نقشہ اسباق دفتر تعلیمات دار العلوم دیوبند۔

(٢) الكلام المفيد في تحرير الأسانيد، ص:٢٩٥، رسائل چاندپوری، ١/٦٧۔

حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالنپوری رحمۃ اللہ علیہ

سابق شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند

(ولادت: ۱۳۶۰ھ/۱۹۴۰ء، وفات: ۱۴۴۱ھ/۲۰۲۰ء)

ولادت و تعلیم

آپ کی ولادت خود آپ کے اندازے کے ۱۳۶۰ھ مطابق ۱۹۴۰ء کو موضع "کالیڑہ" ضلع بناس کانٹھا (شمالی گجرات) میں ہوئی۔ "کالیڑہ" پالن پور سے تقریباً ۳۰ر میل کے فاصلے پر جنوبِ مشرق میں واقع علاقہ پالن پور کی مشہور بستی ہے، جب آپ کی عمر پانچ سال کی ہوئی تو والد صاحب نے آپ کی تعلیم کا آغاز فرمایا؛ لیکن کھیتی باڑی کے کاموں کی وجہ سے آپ کی طرف خاطر خواہ توجہ نہیں دے سکتے تھے اس لیے آپ کو "کالیڑہ" کے مکتب میں بٹھا دیا۔ ناظرہ و دینیات کی تعلیم مکمل کرکے آپ اپنے ماموں مولانا عبد الرحمٰن صاحب کے ہمراہ "چھاپی" تشریف لے گیے اور دار العلوم چھاپی میں اپنے ماموں و دیگر اساتذہ سے فارسی کی ابتدائی کتابیں چھ ماہ تک پڑھیں، اس کے بعد مصلح الامت مولانا نذیر میاں پالن پوری قدس سرہٗ کے مدرسہ پالن پور میں داخلہ لیا اور ۴ر سال تک مولانا مفتی محمد اکبر میاں پالن پوری رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا ہاشم بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے عربی کی ابتدائی و متوسط کتابیں پڑھیں، شرح جامی تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد مزید تعلیم کے لیے آپ نے ۱۳۷۷ھ/۱۹۵۸ء میں سہارنپور (یوپی) کا سفر کیا، اور مظاہر علوم میں داخلہ لے کر تین سال تک امام النحو والمنطق مولانا صدیق احمد جموی قدس سرہٗ سے نحو اور منطق و فلسفہ کی اکثر کتابیں پڑھیں، پھر فقہ، حدیث، تفسیر اور مختلف فنون کی اعلیٰ تعلیم کے لیے ۱۳۸۰ھ میں دار العلوم دیوبند کا رخ کیا، دار العلوم دیوبند میں داخل ہو کر پہلے سال مولانا نصیر احمد خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ بلند شہری سے تفسیر جلالین مع الفوز الکبیر، مولانا سید اختر حسین صاحب

دیو بندی رحمۃ اللہ علیہ سے ہدایہ اولین اور مولانا بشیر احمد خان صاحب بلند شہری رحمۃ اللہ علیہ سے "تصریح" "بست باب"، چغمینی، رسالہ فتحیہ، رسالہ شمسیہ اور علم ہیئت کی کتابیں پڑھیں اور دوسرے سال مشکوٰۃ شریف، ہدایہ آخرین اور تفسیر بیضاوی پڑھی اور ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء میں دورۂ حدیث کی تکمیل فرماکر سالانہ امتحان میں اول پوزیشن سے کامیابی حاصل کی۔

اساتذۂ دورہ حدیث شریف

دورۂ حدیث شریف کے اساتذہ کرام کی تفصیل مع کتب حسبِ ذیل ہے:

بخاری شریف: حضرت مولانا فخر الدین صاحب مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ

ترمذی شریف جلد اول، مقدمہ مسلم مع کتاب الایمان: حضرت علامہ محمد ابراہیم صاحب بلیاوی رحمۃ اللہ علیہ

ترمذی شریف جلد ثانی، شمائل، ابوداؤد: حضرت مولانا فخر الحسن صاحب مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ

مسلم ثانی، ابن ماجہ: حضرت مولانا بشیر احمد خان صاحب بلند شہری رحمۃ اللہ علیہ

نسائی شریف: حضرت مولانا ظہور صاحب دیو بندی رحمۃ اللہ علیہ

طحاوی شریف: حضرت مفتی سید مہدی حسن صاحب شاہ جہاں پوری رحمۃ اللہ علیہ

مؤطا امام مالک: حضرت مولانا قاری طیب صاحب دیو بندی رحمۃ اللہ علیہ

مؤطا امام محمد: حضرت مولانا عبد الاحد صاحب دیو بندی رحمۃ اللہ علیہ [1]

درس وتدریس

دورانِ تعلیم آپ کو اپنے تمام اساتذۂ کرام اور بالخصوص حضرت علامہ محمد ابراہیم صاحب بلیاوی قدس سرہٗ (صدر المدرسین دار العلوم دیو بند) کی خصوصی توجہ وشفقت حاصل رہی۔ دورۂ حدیث سے فراغت کے بعد تکمیلِ افتاء میں داخلہ لیا اور فتویٰ نویسی میں اتنی

---

(۱) (مشاہیر محدثین وفقہاء کرام، ص: ۲۷-۲۸)

مہارت حاصل کرلی کہ دار الافتاء کے ذمہ داران نے تحریری طور پر تقرری کی سفارش کی۔ ادھر آپ کے محترم استاذ و مربی حضرت علامہ بلیاوی رحمۃ اللہ علیہ کی بھی یہی خواہش تھی کہ آپ کا تقرر دار العلوم ہی میں ہو لیکن تقدیر خداوندی کچھ اور ہی تھی دار العلوم دیوبند میں اس وقت آپ کا تقرر نہ ہوسکا۔ اس موقع پر آپ کے استاذِ محترم حضرت علامہ بلیاوی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو تسلی دیتے ہوئے ایک مختصر اور پُر اثر جملہ ارشاد فرمایا "مولوی! گھبراؤ نہیں اس سے اچھے آؤ گے" اور آپ کو اپنی دعاؤں اور نصیحتوں سے نوازتے ہوئے "دار العلوم اشرفیہ راندیر سورت" جانے کا مشورہ دیا جہاں درجہ علیا کے مدرس کی حیثیت سے ۱۳۸۴ھ کو آپ کا تقرر عمل میں آیا۔ اور وہاں ۱۳۹۳ھ تک آپ نے ابو داؤد شریف، ترمذی شریف، طحاوی شریف، شمائل ترمذی شریف، مؤطین، نسائی شریف، ابن ماجہ شریف، مشکوٰۃ شریف، جلالین شریف مع الفوز الکبیر، ترجمہ قرآن کریم، ہدایہ آخرین، شرح عقائد نسفی اور حسامی وغیرہ اہم کتابوں کا درس دیا اور اسی زمانہ میں الفوز الکبیر کی عربی شرح العون الکبیر، علامہ طاہر پٹنی کی کتاب "المغنی" کی عربی شرح "تہذیب المغنی" (غیر مطبوعہ) اور "حرمت مصاہرت" وغیرہ بھی تصنیف فرمائی۔

دار العلوم دیوبند میں

آپ کی مقبولیت اور مختلف صلاحیتوں کے پیشِ نظر حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی رحمۃ اللہ علیہ (سابق رکنِ شوریٰ دار العلوم دیوبند) کی تحریر پر ۱۳۹۳ھ کو آپ کا تقرر مادر علمی دار العلوم دیوبند میں ہو گیا، جہاں آپ کی صلاحیتوں کو پروان چڑھنے کا بھرپور موقع ملا، آپ کے استاذِ محترم علامہ بلیاوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی: ۱۳۸۷ھ) کا اگرچہ اس وقت انتقال ہو گیا تھا؛ تاہم ان کا مذکورہ بالا جملہ "مولوی صاحب گھبراؤ نہیں اس سے اچھے آؤ گے" پورے نو سال کے بعد ہو بہو ثابت ہو گیا۔ آپ اس وقت سے اپنی زندگی کے آخری لمحہ تک جو اڑتالیس (۴۸) سال کا عرصہ ہے، دار العلوم دیوبند سے منسلک رہے، جہاں

آپ نے نصاب کے اندر شامل فقہ، اصول فقہ، منطق، فلسفہ، عقائد، مناظرہ، ادب، میراث، تفسیر، اصول تفسیر، حدیث اور اصولِ حدیث کی مختلف کتابیں نہایت کامیابی کے ساتھ پڑھائیں، طلبہ میں آپ کی مقبولیت اس حد تک بڑھ گئی تھی کہ جس کتاب کا سبق آپ سے متعلق ہو جاتا اس کتاب کے طلبہ بے حد مطمئن ہو کر اپنے آپ کو سعادت مند تصور کرتے، دورۂ حدیث میں دیگر کتابوں کے ساتھ آپ نے ایک طویل عرصہ تک "ترمذی شریف" کا درس دیا۔ ۱۴۲۹ھ/۲۰۰۸ء میں حضرت مولانا نصیر احمد خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے علالت کی وجہ سے مستعفی ہونے کے بعد آپ کو دارالعلوم دیوبند کے صدر المدرسین اور شیخ الحدیث کے باوقار عہدے کے لیے منتخب کیا گیا جس پر آپ اپنی وفات یعنی (۱۴۴۱ھ) تک فائز رہے۔

درس کی خصوصیت

آپ کا درس بے حد مقبول، مرتب اور معلومات سے بھرپور ہوتا تھا، افہام وتفہیم کا خاص ملکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا تھا، درس میں سنت کے مطابق ٹھہر ٹھہر کر کلام فرماتے، زبان میں شستگی، تقریر میں اتنا ٹھہراؤ اور شفافیت کہ طلبہ لفظ بلفظ آسانی سے مکمل تقریر نوٹ کر لیتے، دقیق مضامین دو تین بار بیان فرماتے، کبھی بلفظہ مکرر کرتے اور کبھی الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ مضمون کا اعادہ فرماتے، ائمہ سلف، ائمہ مجتہدین و محدثین کرام کا ذکر انتہائی ادب وعظمت کے ساتھ کرتے، فقہاء کے مذاہب و دلائل کی وضاحت میں عام فہم اور انوکھا طرز اختیار کرتے، اقوالِ مختلفہ کی تنقیح اس انداز سے کرتے کہ ہر امام کا قول حدیث شریف سے قریب نظر آتا۔ عام طور پر درس میں مجتہدین کے مذاہب میں تقابل اور ترجیح قائم کی جاتی ہے اور ائمہ کے مذاہب و ادلہ بیان کرتے وقت بعض مرتبہ اعتدال قائم نہیں رہتا۔ لیکن آپ ایسا نہیں کرتے، فرماتے تھے کہ چاروں مذاہب برحق ہیں تو ترجیح قائم کرنے سے کیا فائدہ؟ حق بہرحال حق ہے، اس میں تشکیک اور مراتب نہیں، البتہ یہ ضروری ہے کہ اختلاف کی

بنیاد نکھاری جائے؛ کیوں کہ مجتہدینِ امت کے سامنے سارے دلائل ہیں، سامنے ایک طرفہ دلائل نہیں ہیں، پھر اختلاف کیوں؟ اس کی کوئی وجہ نہیں ہونی چاہئے؛ اس لیے آپ ایسا طریقہ اختیار کرتے کہ ائمہ کرام کے دلائل بھی سامنے آجاتے اور اختلاف کی بنیاد بھی نکھر جاتی، اور ائمہ حق کا مقام ومرتبہ بھی ملحوظ رہتا، پڑھنے والا یہ محسوس کرتا کہ یہ تمام راستے ایک ہی منزل کی طرف رواں دواں ہیں اور چلنے والا جس راہ کو بھی اختیار کرے منزلِ مقصود تک پہنچ جائے گا۔

تصانیف

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دار العلوم دیوبند میں تدریس کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کا مشغلہ جاری رکھا، اس پیکرِ مجسم نے مختصر عرصہ میں اسلامی کتب خانہ کو اپنی ایسی ضخیم اور تحقیقی تصانیف سے معمور کر دیا جن سے علم و تحقیق کے میدان سے مربوط حضرات حیرت زدہ ہو کر رہ گیے؛ چنانچہ مسند الہند حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی عدیم المثال تصنیف "حجۃ اللہ البالغہ" کی ایک محقق اور مفصل شرح کی ضرورت ہمارے اکابرین کے دور سے محسوس کی جارہی تھی؛ چنانچہ آپ نے اس اہم کام کا بیڑا اٹھایا، اور ۵؍ضخیم جلدوں میں "رحمۃ اللہ الواسعہ" کے نام سے شرح لکھی؛ جسے علمی حلقوں میں بڑی پزیرائی ملی، اور دار العلوم کی موقر مجلس شوریٰ منعقدہ ۱۳؍۱۴؍صفر ۱۴۲۵ھ کی طرف سے تحریری صورت میں آپ کو مبارک باد پیش کی گئی، اور اس کارنامے کو پوری جماعت کی طرف سے ادائے فرض ِ کفایہ قرار دیا گیا۔ اس کے علاوہ ۸؍ضخیم جلدوں پر مشتمل ترمذی شریف کی شرح "تحفۃ الالمعی" کے نام سے، ۱۲؍ جلدوں پر مشتمل بخاری شریف کی شرح "تحفۃ القاری" کے نام سے، اور ۸؍ جلدوں پر مشتمل قرآن کریم کی تفسیر "ہدایت القرآن" کے نام سے تحریر فرماکر یہ ثابت کر دیا کہ آج کے پر آشوب و پر فتن دور میں بھی حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ جیسے مصنفین کے نقشِ قدم پر چلنے والے اور اپنے آپ کو علمی و تحقیقی

کاموں کے لیے وقف کرنے والے افراد موجود ہیں، آپ نے اپنی زندگی کے اخیر حصے میں ایک کارنامہ یہ بھی انجام دیا کہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی مایہ ناز تفسیر "بیان القرآن" کے تسہیل نگار حضرت مولانا عقیدت اللہ قاسمی صاحب زید مجدہٗ کی خواہش پر شروع سے اخیر تک اس کے مسودے پر نظر ثانی فرمائی اور ترمیمات و اضافے کیے اور پانچ جلدوں میں "آسان بیان القرآن" کے نام سے شائع فرما دیا جس سے "بیان القرآن" کا سمجھنا آسان ہو گیا، مذکورہ بالا تصانیف کے علاوہ مختلف علمی موضوعات سے متعلق دیگر تصانیف بھی فرمائی ہیں جن کی مجموعی تعداد مذکورہ بالا تصانیف کو ملا کر اڑتالیس (۴۸) بنتی ہیں، اور ہر ایک کتاب اپنی جگہ پر اہمیت رکھتی ہے یہاں تک کہ ان میں سے بعض کتابیں تو دار العلوم دیوبند اور ہندوستان کے دیگر مدارس کے نصاب میں بھی شامل ہیں۔ استفادۂ عام کے لیے ذیل میں ان کا اجمالی تعارف پیشِ خدمت ہے:

(۱) الفوز الکبیر (تعریب جدید) (۲) العون الکبیر عربی شرح الفوز الکبیر (۳) کامل برہان الٰہی تلخیص رحمۃ اللہ الواسعہ (اردو ۴ر جلدیں) (۴) حجۃ اللہ البالغہ پر عربی حاشیہ (۲ر جلدیں) (۵) شرح علل الترمذی عربی شرح کتاب العلل للترمذی (۶) زبدۃ الطحاوی عربی شرح معانی الآثار للطحاوی (۷) فیض المنعم اردو شرح مقدمۂ مسلم شریف (۸) ایضاح المسلم اردو شرح مسلم شریف (۹) تحفۃ الدرر اردو شرح نخبۃ الفکر (۱۰ر) حیاتِ امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ (سوانح/تعارف) (۱۱) حیاتِ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ (سوانح/تعارف) (۱۲) مشاہیر محدثین وفقہاء کرام و تذکرہ راویانِ کتب حدیث (۱۳) تسہیل ادلۂ کاملہ، مصنفہ: حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ (۱۴) تحقیق و تعلیق الایضاح الادلہ، مصنفہ: حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ (۱۵) حواشی امداد الفتاویٰ (۱۶) داڑھی اور انبیاء کی سنتیں (۱۷) حرمتِ مصاہرت (سسرالی اور دامادی رشتوں کے مسائل) (۱۸) کیا مقتدی پر فاتحہ واجب ہے؟ (توثیق الکلام مصنفہ نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی شرح) (۱۹) آپ فتویٰ کیسے دیں؟ اردو شرح عقود رسم المفتی للشامی (۲۰) جلسۂ تعزیت کا شرعی

حکم (۲۱) مبادی الاصول فی اصول الفقہ (عربی متن) (۲۲) معین الاصول اردو شرح مبادی الاصول (۲۳) مبادئ الفلسفہ (عربی متن) (۲۴) معین الفلسفہ اردو شرح مبادی الفلسفہ (۲۵) ارشاد الفہوم اردو شرح سلم العلوم (۲۶) مفتاح التہذیب اردو شرح تہذیب المنطق (۲۷) آسان منطق (یہ تیسیر المنطق کی تہذیب ہے) (۲۸) وافیہ عربی شرح کافیہ (۲۹) ہادیہ اردو شرح کافیہ (مع مشقی سوالات) (۳۰) آسان نحو (مکمل دو حصے) (۳۱) آسان صرف (مکمل تین حصے) (۳۲) محفوظات (تین حصے) یہ آسان آیات و احادیث کا مجموعہ ہے (۳۳) آسان فارسی قواعد (مکمل تین حصے) (۳۴) اسلام تغیر پذیر دنیا میں (یہ چار قیمتی مقالوں کا مجموعہ ہے) (۳۵) دین کی بنیادیں اور تقلید کی ضرورت (۳۶) عصری تعلیم (ضرورت/شرطیں/تدبیریں) (۳۷) علمی خطبات (دو حصے/قیمتی اور مفید تقریروں کا مجموعہ) (۳۸) مسئلہ ختم نبوت اور قادیانی وسوسے (مطبوعہ: مکتبہ دار العلوم دیوبند) (۳۹) مسلم پرسنل لا اور نفقہ مطلقہ کا مسئلہ/۱۴۰۶ھ میں دفتر اہتمام دار العلوم دیوبند سے شائع شدہ مضمون (۴۰) تعدد ازواج رسولؐ پر اعتراضات کا علمی جائزہ (اس کو کمال الدین شہاب قاسمی نے مرتب کر کے دار النشر ڈھاکہ سے شائع کیا تھا) (۴۱) افادات نانوتوی، /ماہنامہ الفرقان لکھنؤ میں شائع شدہ مضمون، (۴۲) افاداتِ رشیدیہ، /ماہنامہ دار العلوم دیوبند میں شائع شدہ مضمون۔ آخر الذکر چاروں کتابیں نایاب ہیں۔

بیعت و خلافت:

آپ رحمۃ اللہ علیہ طالبِ علمی کے زمانہ سے حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا مفتی مظفر حسین صاحب مظاہری رحمۃ اللہ علیہ سے اجازتِ بیعت و ارشاد سے بہرہ ور تھے، اور حضرت اقدس مولانا عبد القادر صاحب رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی مجالس سے بھی فیض یافتہ تھے، نیز شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت مولانا سید محمود صاحب پٹھیروی رحمۃ اللہ علیہ کے واسطے سے بھی مجازِ بیعت و ارشاد تھے،

دونوں بزرگوں کی سندِ اجازت حضرت مولانا مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہم کی کتاب "حیاتِ سعید" میں موجود ہے۔

وفاتِ حسرت

بروز منگل ۲۵ر رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ بہ مطابق ۱۹ر مئی ۲۰۲۰ء صبح ساڑھے چھ بجے (بوقتِ ہندوستان) ممبئی شہر کے ایک ہسپتال میں ۸۰ر سال کی عمر میں داعیٔ اجل کو لبیک کہہ گئے، اور آپ کی تدفین ممبئی کے ہی ایک قبرستان "اوشیورہ مسلم قبرستان" جوگیشوری میں عمل میں آئی۔[1]

الإجازة المسندة لسائر الكتب التالية والفنون المتداولة
من فضيلة الشيخ المفتي سعيد أحمد البالن بوري رحمه الله

يقول: قرأت ''الصحيح من جامع الإمام البخاري'' على الشيخ فخر الدين أحمد المرادآبادي.

و''النصف الأول لجامع الإمام الترمذي'' على الشيخ العلامة محمد إبراهيم البلياوي.

كلاهما عن الشيخ شيخ الهند محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

و''النصف الثاني منه'' على الشيخ فخر الحسن المرادآبادي، عن الشيخ حسين أحمد المدني، عن الشيخ محمود حسن الديوبندي،

---

(۱) ماخذ: حیاتِ سعید، مولانا مفتی محمد امین صاحب پالن پوری، مکتبہ حجاز دیوبند، ۲۰۲۰ء، نیچے لائن سے ماہنامہ دارالعلوم دیوبند، شوال المکرم- ذی قعدہ، ۱۴۴۱ھ بہ مطابق جون- جولائی، ۲۰۲۰ء، شمارہ: ۶-۷ جلد ۱۰۴۔

عن الشيخ محمد يعقوب النانوتوي.

و''النصف الأول من صحيح الإمام مسلم'' على الشيخ العلامة محمد إبراهيم البلياوي عن الشيخ حكيم محمد حسن الديوبندي، عن الشيخ رشيد أحمد الكنكوهي.

و''النصف الثاني منه'' على الشيخ بشير أحمد خان البلندشهري، عن الشيخ غلام محي الدين الغلاوتهي، عن الشيخ السيد أحمد حسن الأمروهوي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

و''الشمائل للإمام الترمذي'' على الشيخ فخر الحسن المرادآبادي، عن الشيخ إعزاز علي الأمروهوي، عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

و''سنن الإمام النسائي'' على الشيخ ظهور أحمد الديوبندي، عن الشيخ شبير أحمد العثماني، عن الشيخ المفتي عزيز الرحمان العثماني ، عن الشيخ عبد العلي الميرتهي، عن الشيخ أحمد علي السهارنفوري.

و''شرح معاني الآثار للطحاوي'' على الشيخ المفتي السيد مهدي حسن الشاه جهانفوري، عن الشيخ المفتي كفايت الله الدهلوي، عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

و''السنن للإمام إبن ماجه'' على الشيخ بشير أحمد خان البلندشهري، عن الشيخ غلام محي الدين الغلاوتهي، عن الشيخ السيد أحمد حسن الأمروهوي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

و"الموطأ للإمام مالك" على الشيخ المقرئ محمد طيب الديوبندي.

و"الموطأ للإمام محمد" على الشيخ عبد الأحد الديوبندي، عن الشيخ المفتي محمد شفيع العثماني.

كلاهما (الشيخ محمد طيب الديوبندي، والشيخ المفتي محمد شفيع العثماني) يرويانه عن الشيخ المفتي عزيز الرحمان العثماني، عن الشيخ ملا محمود الديوبندي.

كلهم (الشيخ محمد قاسم النانوتوي، والشيخ محمد يعقوب النانوتوي، والشيخ رشيد أحمد الكنكوهي، والشيخ ملا محمود الديوبندي) عن الشاه عبد الغني المجددي، وهما (الشاه عبدالغني المجددي، والشيخ أحمد علي السهارنفوري) يرويانه عن الشاه محمد إسحاق الدهلوي، عن الشاه عبد العزيز الدهلوي، عن الشاه ولي الله بن عبد الرحيم المحدث الدهلوي، قدس الله أسرارهم وجعل الجنة مأواهم ومثواهم، بأسانيدهم المتصلة إلى رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

❁❁❁❁❁

حضرت مولانا ریاست علی ظفر صاحب بجنوری رحمۃ اللہ علیہ

سابق استاذِ حدیث دارالعلوم دیوبند

(ولادت: ۱۳۵۹ھ/۱۹۴۰ء، وفات: ۱۴۳۸ھ/۲۰۱۷ء)

ولادت وتعلیم

آپؒ ۲۸ر محرم ۱۳۵۹ھ مطابق ۹ر مارچ ۱۹۴۰ء کو شہر علی گڑھ کے محلہ حکیم سرائے میں پیدا ہوئے، یہاں آپ کے والدِ ماجد جناب منشی فراست علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بسلسلۂ تدریس مقیم تھے۔ آبائی وطن موضع حبیب والا ضلع بجنور ہے، حبیب والا ضلع بجنور کی قدیم آبادیوں میں سے ایک ہے۔

آپ کا سلسلۂ نسب ۳۵ر ویں پشت پر سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے شجرۂ نسب اس طرح ہے: ریاست علی بن فراست علی بن مشرف علی بن صادق علی بن اصغر علی بن کمال علی بن مولوی احسان علی بن مولوی محمد امین بن محمد وارث بن عبد الحق بن شیخ سعد اللہ بن شیخ عبد الحمید بن شیخ حبیب اللہ بن شیخ خان بن برخوردار بن عبد الکریم بن عبد الخالق بن عبد الرؤف بن شیخ اسعد بن ابو طاہر بن عبد المالک بن شیخ صادق بن غازی سعد اللہ بن خواجہ جلال الدین بن خواجہ تسلیم بن خواجہ اسماعیل بن شیخ الاسلام حضرت خواجہ عبد اللہ بن خواجہ ابي منصور بن ابي معاذ بن محمد بن احمد بن علی بن جعفر بن منصور بن سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ۔

ابتدائی تعلیم

آپؒ چار سال کے تھے کہ والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا، آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے قصبہ حبیب والا ہی میں حاصل کی، ۱۳۷۳ھ/۱۹۵۴ء میں پرائمری اسکول حبیب والا سے درجہ چہارم کا امتحان پاس کیا، اس کے بعد آپ کے پھوپھا مولانا سلطان الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناظم کتب خانہ دار العلوم دیوبند آپ کو دینی تعلیم میں لگانے کے لیے دیوبند لے آئے، دار العلوم ہی میں آپ نے فارسی کی تعلیم حاصل کی، اور عربی کی ابتدائی کتابیں دار العلوم کے مختلف اساتذہ سے داخلے کے بغیر ہی پڑھیں۔

دار العلوم دیوبند میں داخلہ

۱۸ / شوال ۱۳۷۳ھ مطابق ۱۵ / مئی ۱۹۵۴ء کو بہ عمر ۱۴ / سال دار العلوم میں شرح جامی، کنز الدقائق، اصول الشاشی، قطبی، اور نفحۃ العرب کی جماعت میں داخل ہوئے، اپنی محنت وذہانت اور اپنے پھوپھا مولانا سلطان الحق کی حکیمانہ تربیت کی وجہ سے ہمیشہ اپنے درجوں میں ممتاز رہے۔

۱۳۷۸ / ۱۹۵۸ء میں دورۂ حدیث کے امتحان میں اول پوزیشن حاصل کی، لائقِ ذکر ہے کہ اس وقت دار العلوم میں ”۵۰ نمبر“ نمبرات کا آخری درجہ ہوا کرتا تھا لیکن آپ کو آپ کے اساتذۂ گرامی نے حد درجہ خوش ہوکر کسی کتاب میں ۵۵، کسی کتاب میں ۵۴، کسی میں ۵۳، اور کسی میں ۵۲ / نمبر دیے صرف ایک کتاب میں ۵۰ / نمبر ملے۔

اساتذۂ دورہ حدیث شریف

جن اساتذہ سے آپ نے کسبِ فیض کیا ان کے اسماء مع کتب حسبِ ذیل ہیں:

بخاری شریف: حضرت مولانا فخر الدین صاحب نور اللہ مرقدہٗ

ترمذی شریف، مسلم شریف: حضرت علامہ محمد ابراہیم صاحب بلیاوی رحمۃ اللہ علیہ

ابوداؤد شریف: حضرت مولانا سید فخر الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ

نسائی شریف: حضرت مولانا بشیر احمد خان صاحب بلند شہری رحمۃ اللہ علیہ

ابن ماجہ اور موطا امام مالک: حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ

طحاوی شریف: حضرت مولانا ظہور احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

شمائل ترمذی: حضرت مولانا سید حسن صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ

مؤطا امام محمد: حضرت مولانا محمد جلیل صاحب کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا سید حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مشترکہ طور پر پڑھی۔

طالبِ علمی کے زمانے میں آپ نے جامعہ اردو علی گڑھ سے ادیبِ کامل کا امتحان اول پوزیشن سے پاس کیا چنانچہ "سرسید گولڈ میڈل" سے سرفراز کیے گئے۔

درس و تدریس

دارالعلوم سے فراغت کے بعد آپ نے "ایضاح البخاری" کی ترتیب کا کام شروع کردیا، ذریعہ معاش کے لیے خوش خطی سیکھی، اس کے لیے آپ نے دارالعلوم دیوبند کے شعبۂ خوش خطی کے صدر مولانا اشتیاق صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا، آپ جلی اور خفی دونوں طرح کی کتابت بہت نفیس کیا کرتے تھے، تقریباً تین ساڑھے تین سال دہلی میں جمعیۃ علمائے ہند میں برسرِ عمل رہے، آدھی مدت تک الجمعیۃ پریس گلی قاسم جان دہلی کے مینیجر رہے، اور آدھی مدت تک الجمعیۃ بکڈپو واقع جمعیۃ بلڈنگ گلی قاسم جان کے مینیجر کی حیثیت سے کام کیا، بعدہٗ دیوبند میں کتابت اور دینی کتابوں کی اشاعت کی خدمت شروع کی، "کاشانۂ رحمت" اور "مکتبہ مجلس قاسم المعارف" کے نام سے اشاعتی ادارے قائم کیے، جن سے دیوبند میں پہلی مرتبہ مولانا اکبر شاہ نجیب آبادیؒ کی "تاریخ الاسلام" اور قاضی محمد سلیمان صاحب منصور پوریؒ کی "رحمۃ للعالمین" شائع کی۔

دارالعلوم دیوبند میں تقرر

۱۳۹۱ھ/۱۹۷۱ء میں دارالعلوم دیوبند میں درجہ ابتدائی میں تقرر ہوا، ۱۳۹۶ھ/۱۹۷۶ء میں وسطی "ب" میں ترقی دی گئی، ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء میں وسطی "الف" میں ترقی دی گئی۔ ان ترقیات کے لیے آپ نے کوئی درخواست نہیں دی بل کہ مجلسِ شوریٰ نے از خود لیاقت کی بنیاد پر ترقیات سے نوازا، ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء میں رسالہ "دارالعلوم" کا مدیر مسئول مقرر کیا گیا، آپ نے مختلف تدریسی و غیر تدریسی ذمہ داریوں کے ساتھ دو سال تک

یہ اہم خدمت بحسن و خوبی انجام دی۔ ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء میں درجۂ علیا میں ترقی ملی، طبیعت میں چونکہ انکساری تھی اس لیے آپ نے درجۂ علیا میں ترقی سے معذرت کی کہ بندہ اس کا اہل نہیں؛ لیکن مجلس شوریٰ آپ کی کارکردگی سے بخوبی واقف تھی؛ اس لیے اس نے آپ کو بالاتفاق درجۂ علیا میں ترقی دی، اس کے ساتھ ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۴ء میں ناظم مجلس تعلیمی مقرر ہوئے، اس وقت محسوس کیا کہ نظامت مجلس تعلیمی کی ذمہ داری کے ساتھ رسالہ "دارالعلوم" کی ذمہ داری کو کما حقہٗ انجام دینا مشکل ہے تو آپ نے ثانی الذکر خدمت سے سبک دوشی حاصل کرلی، یہ زمانہ دارالعلوم میں ہنگامی حالات کا زمانہ تھا؛ لیکن آپ کی انتظامی صلاحیت اور قدرتی فہم و فراست کی وجہ سے نہ صرف یہ کہ آپ کا دورِ نظامت بہ خیر و خوبی گزرا؛ بلکہ صدر مدرس اور مجلسِ تعلیمی کے ارکان کے مشورے سے بہت سی مطلوبہ اصلاحات کیں جن سے دفتری امور میں آسانیاں پیدا ہوئیں، امتحانِ داخلہ کو تحریری طور پر منظم کیا، امتحان ششماہی کو سالانہ کی طرح باقاعدہ تحریری اور باوقار بنایا، تمام امتحانات میں امیدواروں کے نام کے بجائے کوڈ نمبر ڈالنے کا سلسلہ قائم کیا۔

۱۴۰۸ھ/۱۹۸۷ء میں شیخ الہند اکیڈمی کا ڈائریکٹر مقرر کیا گیا، آپ کے دور میں بہت سی علمی کتابیں اشاعت پذیر ہوئیں اور اکیڈمی کے ماتحت منتخب طلبہ کو تصنیف و تالیف کے لیے تیار کرنے کے نظام کو مضبوطی ملی، ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۱ء میں مجلس شوریٰ نے آپ کو نائب مہتمم مقرر کرنے کی تجویز منظور کی، لیکن صحت کی کمزوری کی وجہ سے آپ نے اس منصب کی باقاعدہ ذمہ داری کے تحمل سے معذرت کردی، حالانکہ صدر جمعیۃ علماء ہند اور مجلس شوریٰ کے رکن رکین حضرت مولانا سید اسعد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے گھر آکر اس ذمہ داری کو قبول کرنے کے لیے آپ کو تیار کرنے کی کوشش کی؛ مگر آپ شدت کے ساتھ اپنی معذرت پر قائم رہے، چند سال بعد مجلسِ تعلیمی اور اکیڈمی کی ذمہ داریوں سے بھی سبک دوشی اختیار کر لی اور صرف "ایضاح البخاری" کے لیے اپنے کو فارغ کر لیا۔

آپ نے عربی اول سے دورۂ حدیث شریف تک تمام کتابیں پڑھائیں، دورۂ حدیث میں ''ابن ماجہ'' کا سبق آپ سے متعلق رہا جو طلبہ کے درمیان بے حد مقبول رہا۔

سانحۂ ارتحال

بالآخر وقتِ موعود آپہنچا اور ۲۳/ شعبان ۱۴۳۸ھ/ ۲۰ مئی ۲۰۱۷ء داعیٔ اجل کو لبیک کہہ گیے۔(۱)

الإجازة المسندة لسائر الكتب التالية والفنون المتداولة من فضيلة الشيخ رياست علي البجنوري رحمه الله تعالى

يقول: قرأت ''الصحيح من جامع الإمام البخاري'' على الشيخ فخر الدين أحمد المرادآبادي.

و''الجامع للإمام الترمذي'' على الشيخ العلامة محمد إبراهيم البلياوي.

كلاهما عن الشيخ شيخ الهند محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

و''الصحيح للإمام مسلم'' على الشيخ العلامة محمد إبراهيم البلياوي، عن الشيخ حكيم محمد حسن الديوبندي، عن الشيخ رشيد أحمد الكنكوهي.

---

(۱) ماخذ: ''ہفت روزہ الجمعیۃ کا ''مولانا ریاست علی ظفر بجنوری نمبر''، محمد سالم جامعی ہفت روزہ الجمعیۃ مدنی ہال، ۱- بہادر شاہ ظفر مارگ، نئی دہلی صفر المظفر ۱۴۳۹ھ اکتوبر ۲۰۱۷ء، (۲) ماہنامہ دار العلوم، شمارہ: ۸-۹، جلد: ۱۰۱، ذی قعدہ- محرم ۱۴۳۸ھ مطابق اگست- ستمبر ۲۰۱۷ء۔

و''سنن الإمام أبي داود'' على الشيخ فخر الحسن المرادآبادي، عن الشيخ العلامة محمد إبراهيم البلياوي، عن الشيخ المفتي عزيز الرحمان العثماني، عن الشيخ مُلا محمود الديوبندي.

و''سنن الإمام النسائي'' على الشيخ بشير أحمد خان البلندشهري، عن الشيخ غلام محي الدين الغلاوتهي، عن الشيخ السيد أحمد حسن الأمروهوي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

و''السنن للإمام إبن ماجه'' على الشيخ المقرئ محمد طيب الديوبندي، عن الشيخ محمد رسول خان الهزاروي، عن الشيخ حكيم محمد حسن الديوبندي، عن الشيخ رشيد أحمد الكنكوهي.

و''شرح معاني الآثار للطحاوي'' على الشيخ ظهور أحمد الديوبندي، عن الشيخ أصغر حسين الديوبندي، عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

و''الشمائل للإمام الترمذي'' على الشيخ السيد محمد حسن الديوبندي، عن الشيخ إعزاز علي الأمروهوي(١)، عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

و''الموطأ للإمام مالك'' على الشيخ المقرئ محمد طيب الديوبندي.

و''الموطأ للإمام محمد'' على الشيخ محمد جليل الكيرانوي.

كلاهما عن الشيخ المفتي عزيز الرحمان العثماني، عن الشيخ

---

(١) ماخوذ از ریکارڈ ۱۳۷۶ھ از محافظ خانہ دار العلوم دیو بند۔

مُلا محمود الديوبندي.

كلهم (الشيخ محمد قاسم النانوتوي، والشيخ رشيد أحمد الكنكوهي، والشيخ ملا محمود الديوبندي) عن الشاه عبد الغني المجددي، عن الشاه محمد إسحاق الدهلوي، عن الشاه عبد العزيز الدهلوي، عن الشاه ولي الله بن عبد الرحيم المحدث الدهلوي، قدس الله أسرارهم وجعل الجنة مأواهم ومثواهم بأسانيدهم المتصلة إلى رسول الله صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۞۞۞۞۞

حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب اعظمی رحمۃ اللہ علیہ

سابق استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند

(ولادت: ۱۳۶۱ھ/۱۹۴۱ء، وفات: ۱۴۴۲ھ/۲۰۲۱ء)

ولادت و تعلیم

آپ اپنے وطن جگدیش پور ضلع اعظم گڑھ میں ۱۳۶۱ھ/ ۱۹۴۱ء میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم گاؤں کے مکتب میں، گاؤں کی بزرگ شخصیت حاجی محمد شبلی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی، پھر گاؤں سے چار کلومیٹر کی مسافت پر واقع "برئی پور" کے ایک مدرسہ میں داخل ہوئے، یہاں آپ نے فارسی میں استعداد پختہ کی، اس وقت یہاں دو مشہور استاذ حافظ ایوب صاحب اور اعظم گڑھ کے مشہور شاعر جناب عبیداللہ اختر مسلمی صاحب موجود تھے، آپ نے ان سے استفادہ کیا، اس کے بعد آٹھ ماہ مولانا حسن چھانوی صاحب سے تعلیم حاصل کی، پھر مدرسہ روضۃ العلوم پھولپور سے عربی تعلیم کا آغاز کیا، یہاں آپ نے عربی کی ابتدائی کتابیں اور کچھ فارسی کی کتابیں پڑھیں، اسی مدرسہ میں آپ نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ "مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ" سے "گلستاں" پڑھی اس کے بعد قصبہ "سرائے میر" کے نامور مدرسہ "بیت العلوم سرائے میر" میں داخل ہوئے یہاں عربی کی تعلیم متوسطات تک حاصل کی، اس کے بعد بغرض اعلیٰ تعلیم مئو کا قصد کیا اور مشرقی یوپی کی مشہور و معروف درسگاہ "دارالعلوم مئو" میں داخلہ لیا اور متوسطات سے عربی ہفتم تک تعلیم حاصل کی، یہاں آپ ایک سال رہے، اور مزید تعلیم کے لیے از ہر ہند "دارالعلوم دیوبند" کا قصد کیا، اور ۱۳۸۳ھ مطابق ۱۹۶۴ء میں سندِ فراغت حاصل کی۔

اساتذۂ دورۂ حدیث شریف

جن اساتذہ سے آپ نے کسبِ فیض کیا ان کے اسماء مع کتب حسب ذیل ہیں:

صحیح بخاری مکمل: حضرت مولانا فخرالدین صاحب مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ

سنن ترمذی اول: حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بلیاوی رحمۃ اللہ علیہ

صحیح مسلم و سنن ابن ماجہ باستثناء چند اسباق: حضرت مولانا بشیر احمد خان صاحب بلند شہری رحمۃ اللہ علیہ

سنن ابن ماجہ کے اول و آخر کے چند اسباق: حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ

طحاوی شریف: حضرت مولانا اسلام الحق صاحب اعظمی رحمۃ اللہ علیہ

موطین: حضرت مولانا عبد الاحد صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ

ابوداؤد شریف، سنن ترمذی ثانی، شمائل ترمذی: حضرت مولانا فخر الحسن صاحب مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ

نسائی شریف: حضرت مولانا شریف الحسن صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ

درس وتدریس

تعلیم سے رسمی فراغت کے بعد درس و تدریس سے نئے علمی دور کا آغاز کیا، اولاً کچھ ماہ تک مدرسہ ''روضۃ العلوم'' میں شعبہ تبلیغ سے منسلک رہے، اس کے بعد ''اشرف العلوم گھوسی'' کے ذریعہ آپ نے درس و تدریس کے میدان میں قدم رکھا، اور یہاں صدر المدرسین کے عہدے پر فائز رہے، پھر یہاں سے جامعہ اسلامیہ ریوڑی تالاب بنارس تشریف لے گئے، بنارس کے بعد ''مدرسہ قرآنیہ جونپور'' ۸ر ماہ کے لیے تشریف لائے، اس کے بعد مشہور وکیل جناب مسعود صاحب کی طلب پر منگراواں تشریف لائے، آپ کو یہاں مدرسہ کے انتظامی معاملات کی ذمہ داریاں بھی سپرد کی گئیں، جس کو آپ نے بحسن و خوبی انجام دیا، جس سے ایک ہی سال میں تعلیم کے اعتبار سے مدرسہ کا قد بلند ہوگیا، اس کے بعد آپ ''جامعہ اسلامیہ بنارس'' واپس تشریف لائے اور ۱۹۸۰ء تک مسندِ درس کی زینت بنے رہے، ۱۹۸۲ء میں دار العلوم دیوبند میں ''وسطی'' کے مدرس مقرر ہوئے اور پھر ۱۴۱۴ھ میں وسطی سے علیا میں ترقی دی گئی، ۱۴۲۰ھ میں ردِ عیسائیت کے نگراں پھر ناظم مقرر

کیے گیے، دار العلوم میں مسلم شریف کی دونوں جلدیں، ابو داؤد شریف، مشکوٰۃ المصابیح، نخبۃ الفکر اور مقدمہ ابن صلاح جیسی اہم کتابیں آپ کے زیر درس رہیں۔ حضرت مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد بخاری شریف کے کچھ اجزاء بھی آپ کے سپرد کیے گیے تھے؛ لیکن لاک ڈاؤن اور مدرسہ نہ کھلنے کی وجہ سے بخاری شریف کی تدریس کا موقع نہ مل سکا۔

تصنیف و تالیف

آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک باکمال مدرس کے ساتھ ساتھ کامیاب قلمکار اور مصنف بھی تھے، آپ کی چھوٹی بڑی کتابوں اور رسائل کی مجموعی تعداد تیس سے زائد ہیں، آپ کی کتابیں، تحقیق و تدقیق اور اردو ادب و انشاء پردازی سے لبریز ہوتی ہیں۔ آپ نے ''شجرہ طیبہ'' اور ''تذکرہ علمائے اعظم گڑھ'' کے ذریعہ اس میدان میں قدم رکھا، دیکھتے ہی دیکھتے آپ کا شمار ہندوستان کے مشہور و معروف قلمکاروں میں ہونے لگا، ۱۹۸۰ء میں آپ کو تنظیم ''عالمی موتمر'' کا ناظم بنایا گیا اور اس سے نکلنے والے ماہنامہ ''القاسم'' کی ادارت بھی سپرد کی گئی، ۱۹۸۴ء میں آپ کو ماہنامہ دار العلوم کا مدیر منتخب کیا گیا، آپ مسلسل ۳۵/ سال تک ماہنامہ دار العلوم کے مدیر رہے ہیں، اس دوران آپ کے اشہبِ قلم سے نکلنے والے شذرات اور نگارشات کی وجہ سے ماہنامہ کا شمار ملک کے موقر اور اہم رسائل میں ہونے لگا۔

استفادہ کے پیش نظر آپ کی چند کتابوں کے نام درجِ ذیل ہیں: (۱) تذکرہ علمائے اعظم گڑھ (۲) شجرۂ طیبہ (۳) اجودھیا کے اسلامی آثار (۴) بابری مسجد حقائق اور افسانے (۵) شرح مقدمہ شیخ عبد الحق (۶) امام ابو داؤد اور ان کی سنن (۷) شرح نخبۃ الفکر (۸) سر سید احمد خاں کا نظریہ حجیت حدیث بحث و تحقیق کے آئینہ میں (۹) امام ابو حنیفہ کا علمِ حدیث میں مقام و مرتبہ (۱۰) فرقہ اثناء عشریہ فقہائے اسلام کی نظر میں (۱۱) اسلام کا نظامِ عبادت۔

اس کے علاوہ آپ کے علمی و تحقیقی مقالات تین جلدوں میں ''مقالاتِ حبیب''

کے نام سے شائع ہو چکے ہیں۔

سانحۂ وفات

۳۰؍ رمضان المبارک ۱۴۴۲ھ مطابق ۱۲؍ مئی ۲۰۲۱ء جمعرات کے روز تقریباً سوا بارہ بجے علم و ادب کا یہ آفتاب بھی غروب ہو گیا، آپ کی نماز جنازہ آپ کے پوتے مولانا محمد عفان صاحب قاسمی نے پڑھائی، اور آپ کی تدفین آپ ہی کے آبائی وطن ''جگدیش پور'' میں ہوئی۔[1]

الإجازة المسندة لسائر الكتب التالية والفنون المتداولة

من فضيلة الشيخ حبيب الرحمن الأعظمي رحمه الله تعالىٰ

يقول: قرأت ''الصحيح من جامع الإمام البخاري'' على الشيخ فخر الدين أحمد المرادآبادي.

و''النصف الأول لجامع الإمام الترمذي'' على الشيخ العلامة محمد إبراهيم البلياوي.

كلاهما عن الشيخ شيخ الهند محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

و''النصف الثاني منه'' على الشيخ فخر الحسن المرادآبادي، عن الشيخ حسين أحمد المدني، عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد يعقوب النانوتوي.

و''الصحيح للإمام مسلم'' و''السنن للإمام إبن ماجه''

(۱) مآخذ: تذکرہ علماء أعظم گڑھ۔ ماہنامہ دار العلوم، ذی الحجہ ۱۴۴۲ھ محرم الحرام ۱۴۴۳ھ مطابق اگست ۲۰۲۱ء، شمارہ: ۸، جلد: ۱۰۵۔

على الشيخ بشير أحمد خان البلندشهري، عن الشيخ غلام محي الدين الغلاوتهي، عن الشيخ السيد أحمد حسن الأمروهوي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

و''سنن الإمام أبي داود'' على الشيخ فخر الحسن المرادآبادي، عن الشيخ العلامة محمد إبراهيم البلياوي، عن الشيخ المفتي عزيز الرحمان العثماني، عن الشيخ مُلا محمود الديوبندي.

و''الشمائل للإمام الترمذي'' على الشيخ فخر الحسن المرادآبادي، عن الشيخ إعزاز علي الأمروهوي، عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

و''شرح معاني الآثار للطحاوي'' على الشيخ إسلام الحق الكوباغنجي، عن الشيخ المفتي عزيز الرحمان العثماني، عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

و''سنن الإمام النسائي'' على الشيخ شريف الحسن الديوبندي، عن الشيخ المفتي رياض الدين البجنوري[1]، عن الشيخ عبد الحق الفورقاضوي، عن الشيخ محمد يعقوب النانوتوي.

و''المؤطين'' على الشيخ عبد الأحد الديوبندي، عن الشيخ عبد الحق نافع غل البشاوري (الموطأ للإمام مالك) والشيخ المفتي محمدشفيع العثماني (الموطأ للإمام محمد) كلا الأخرين عن الشيخ المفتي عزيز الرحمان العثماني، عن الشيخ ملا محمود الديوبندي.

---

(١) ماخوذ از ریکارڈ ۱۳۵۸ھ از محافظ خانہ دار العلوم دیوبند۔

كلهم (الشيخ محمد قاسم النانوتوي، والشيخ ملا محمود الديوبندي، والشيخ محمد يعقوب النانوتوي) عن الشاه عبد الغني المجددي، عن الشاه محمد إسحاق الدهلوي، عن الشاه عبد العزيز المحدث الدهلوي، عن الشاه ولي الله بن عبد الرحيم المحدث الدهلوي، قدس الله اسرارهم وجعل الجنة مأواهم ومثواهم بأسانيدهم المتصلة إلى رسول الله صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

❁❁❁❁❁

حضرت مولانا قاری سید محمد عثمان صاحب منصور پوری نور اللہ مرقدہٗ

سابق استاذ حدیث و کارگذار مہتمم دار العلوم دیوبند

(ولادت: ۱۹۴۴ء، وفات: ۱۴۴۲ھ/۲۰۲۱ء)

نام ونسب، وطن اور ولادت

آپ کا اسم گرامی محمد عثمان اور والدِ محترم کا اسمِ گرامی نواب سید محمد عیسیٰ مرحوم ہے، خاندان سادات سے آپ کا تعلق ہے، وطن مالوف منصور پور صوبہ اتر پردیش ہے جو مظفر نگر سے میرٹھ ہائی وے پر چند کلو میٹر کے فاصلے پر واقع ہے، یہاں ۱۲/ اگست ۱۹۴۴ء کو آپ کی ولادت ہوئی۔

آپ کے والدِ محترم انتہائی متمول، زمیندار، اور صاحب اثر و رسوخ ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی شریف الطبع شخص تھے، صلاح وتقوی اور اتباعِ شریعت، ان کی طبیعتِ ثانیہ تھی، ان کی طبیعت میں خلافِ شرع امور کی گنجائش نہیں تھی، اپنی اولاد کو علم وعمل سے آراستہ کرنے کا جذبۂ صادق اور عزمِ راسخ ان کی طبیعت میں موجزن تھا، اسی جذبۂ صادق کی تکمیل کے لیے آپ نے مع اہل وعیال دیوبند میں اقامت اختیار فرمالی تھی اور دیوبند اقامت کے زمانہ ہی میں ۱۹۶۵ء میں موصوف نے عالمِ فانی سے عالمِ جاودانی کی جانب رحلت فرمائی اور ”قبرستانِ قاسمی“ میں محوِ استراحت ہیں۔

تعلیم وتربیت

ابتدائی تعلیم ناظرہ قرآن اور دینیات وغیرہ تک اپنے وطنِ مالوف منصور پور میں حاصل کی اور حفظِ قرآن کریم کی تعلیم وتکمیل اپنے والدِ محترم المغفور کے پاس کی۔

دار العلوم دیوبند میں داخلہ

جیسا کہ گذشتہ سطور میں مرقوم ہوا کہ آپ کے والدِ محترم نے اپنی اولاد کو زیورِ علم و

عمل سے آراستہ و پیراستہ کرنے کے لیے دیوبند میں اقامت اختیار فرمائی تھی۔ اسی دیوبند کے قیام کے زمانے میں غالباً ۱۹۵۹ء یا ۱۹۵۸ء میں آپ نے درجہ فارسی میں داخلہ لیا، فارسی کی تکمیل کے بعد درجات عربیہ کی تعلیم کا آغاز فرمایا، اور سال عربی اول سے درجہ بدرجہ ترقی کرتے ہوئے دورۂ حدیث شریف میں داخل ہوئے، اور ۱۳۸۵ھ/۱۹۶۵ء میں دورۂ حدیث شریف سے فراغت حاصل کی اور سالانہ امتحان میں اول پوزیشن سے کامیاب ہوئے، اس کے بعد ۱۹۶۶ء میں فنون کی تکمیل فرمائی اور ساتھ ہی قراءت سبعہ وعشرہ کی تکمیل بھی فرمائی۔

اساتذۂ دورہ حدیث شریف

جن اساطینِ علم و فضل اور نابغۂ روزگار شخصیات کے سامنے آپ نے زانوئے تلمذ تہ کیا اور علومِ متداولہ میں کمال وادراک حاصل کیا ان کے اسمائے گرامی مع اسمائے کتب اس طرح ہیں:

بخاری شریف: فخر المحدثین حضرت مولانا فخر الدین صاحب مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ

ترمذی شریف: حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بلیاوی رحمۃ اللہ علیہ

ابوداؤد شریف وشمائل ترمذی: حضرت مولانا سید فخر الحسن صاحب مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ

مسلم شریف، موطا امام مالک: حضرت مولانا بشیر احمد خان صاحب بلند شہری رحمۃ اللہ علیہ

نسائی شریف: حضرت مولانا شریف حسن صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ

ابن ماجہ شریف: حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب دیوبندی قاسمی رحمۃ اللہ علیہ

طحاوی شریف: حضرت مولانا اسلام الحق صاحب کوپاگنجی رحمۃ اللہ علیہ

موطا امام محمد: حضرت مولانا معراج الحق صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ [1]

اس کے علاوہ بعض دیگر اساتذہ کرام سے بھی آپ نے کسب فیض کیا، ادیبِ زماں

(۱) ریکارڈ دفتر تعلیمات/محافظ خانہ دار العلوم دیوبند، اخذ شدہ: ۱۰/جمادی الاولی ۱۴۴۴ھ

حضرت مولانا وحید الزماں صاحب کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ سے عربی زبان و ادب میں مشق و تمرین کر کے کمال حاصل کیا، شیخ الحدیث حضرت مولانا قاری حفظ الرحمٰن صاحب پرتاپگڑھی رحمۃ اللہ علیہ سے فنِ تجوید اور قراءت سبعہ و عشرہ کی تکمیل فرمائی اور اس فن میں اس قدر کمال اور مہارت حاصل کی کہ لفظِ "قاری" آپ کا وصفِ خاص اور آپ کے اسمِ گرامی کا جزوِ لازم بن گیا۔

درس و تدریس کا آغاز

دارالعلوم دیوبند میں مؤقر اساتذہ سے کتب متداولہ پڑھنے اور اس میں درک و مہارت حاصل کرنے کے بعد آپ نے تدریسی میدان میں قدم رکھا، اور سب سے پہلے "جامعہ قاسمیہ گیا" صوبہ "بہار" میں آپ کا تقرر عمل میں آیا، یہاں آپ نے پانچ سال تدریسی فرائض انجام دیے اور مختلف علوم و فنون پڑھانے کی آپ کو سعادت حاصل ہوئی، جامعہ قاسمیہ گیا بہار کے بعد آپ کا تقرر قاسم العلوم والمعارف حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی قائم کردہ عظیم دینی درسگاہ "جامعہ اسلامیہ جامع مسجد امروہہ" صوبہ اترپردیش میں عمل میں آیا، اس ادارے میں آپ نے گیارہ سال تک تدریسی فرائض انجام دیے، امروہہ قیام کے دوران ابتداء سے انتہاء تک درسِ نظامی کی مختلف علوم و فنون کی کتابیں آپ کے زیرِ درس رہیں، کتبِ حدیث میں بطورِ خاص "سنن أبي داؤد" کا درس آپ سے متعلق رہا، یہاں آپ نے جدید عربی زبان و ادب کی مشق و تمرین پر خاص توجہ دی، اور اپنے مؤقر و مہربان استاذ شیخ الادب حضرت مولانا وحید الزماں کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ قدس سرہ کی زیرِ سرپرستی انجمن "النادي الادبي" قائم فرمائی، آج بھی آپ کی قائم کردہ یہ انجمن "النادي الادبي" مدرسہ امروہہ میں قائم ہے۔ اسی طرح آپ نے امروہہ قیام کے زمانے میں نظمِ تعلیم کو انتہائی فعال و متحرک بنایا، طلبہ کی تعلیم و تربیت اور اسباق کی حاضری اور تکرار و مطالعہ کے امور کی جانب خاص توجہ دی، نیز شہر امروہہ اور مضافات میں دینی و اصلاحی پروگراموں میں شرکت کر کے عوام الناس کی اصلاح و تربیت اور راہ نمائی کا فریضہ انجام دیا۔

دار العلوم دیوبند میں تقرر

اجلاس صد سالہ کے بعد ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء میں ام المدارس دار العلوم دیوبند میں مدرسِ عربی کے طور پر آپ کا تقرر عمل میں آیا، ابتداء میں وسطی ’’ب‘‘ کی کتابیں آپ کے زیر درس رہیں، اور پھر جلد ہی وسطی ’’الف‘‘ میں آپ کو ترقی حاصل ہوگئی، وسطی الف کی کتابوں میں ’’جلالین شریف‘‘، ’’مشکوٰۃ شریف‘‘، ’’شرح نخبۃ الفکر‘‘، ’’بیضاوی شریف‘‘ اور ’’شرح عقائد‘‘ نسفی وغیرہ کتابیں زیر درس رہیں، شعبہ تکمیلِ ادب میں ’’اسالیب الانشاء‘‘ ہمیشہ آپ کے زیر درس رہی، پھر درجہ علیا میں ترقی کے بعد دورۂ حدیث شریف کی کتابوں میں ’’مؤطا امام مالکؒ‘‘، ’’مؤطا امام محمدؒ‘‘ اور ’’طحاوی شریف‘‘ کی تدریس آپ سے متعلق رہی، آپ کا درس حشو و زوائد سے پاک اور انتہائی سنجیدہ اور عالمانہ ہوتا تھا، زبان صاف ستھری، ترجمہ انتہائی سلیس اور شستہ ہوتا تھا اور درس کے اوقات کی پوری حفاظت کرتے تھے۔

انتظامی ذمہ داریاں

تدریسی فرائض کے ساتھ دار العلوم کے اربابِ حل و عقد کی جانب سے مختلف خارجی اور انتظامی ذمہ داریاں بھی آپ کو تفویض کی گئیں جن کو آپ نے بحسن و خوبی پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی ہمیشہ کوشش فرمائی۔ کچھ وقت دار الاقامہ کی ذمہ داری بھی آپ سے وابستہ رہی جن کو آپ نے مکمل خوش اسلوبی کے ساتھ نبھایا، دار الاقامہ کی نگرانی میں طلبہ کی شکایت کا ازالہ کرنا اور ان کی ضروریات کا خیال رکھنا، بیمار طلبہ کے علاج و معالجہ کی فکر کرنا آپ کے معمولات میں شامل تھا، طلبہ دار العلوم آپ کے حسنِ انتظام اور مشفقانہ برتاؤ سے ہمیشہ خوش رہتے تھے۔ ۱۹۸۶ء میں عالمی اجلاس تحفظ ختم نبوت کے موقع پر آپ کو کل ہند مجلسِ تحفظ ختم نبوت کا ناظم مقرر کیا گیا۔

۱۹۹۹ء میں نائب مہتمم مقرر ہوئے اور ۲۰۰۸ء تک اس اہم عہدہ پر فائز رہے، ۲۰۰۶ء میں جمعیۃ علمائے ہند کے قومی صدر منتخب ہوئے۔ اس کے بعد امیر الہند کے باوقار

منصب پر فائز ہوئے، مجلسِ شوریٰ کے اجلاس صفر ۱۴۴۲ھ مطابق اکتوبر ۲۰۲۰ء میں آپ کو دارالعلوم دیوبند کا معاون مہتمم مقرر کیا گیا۔

سانحۂ وفات

ظاہر ہے عمر دوام کسی نے نہیں پائی ہے، ہمیشگی اور دوام تو صرف ایک ہی ذات کا خاصہ ہے؛ چناں چہ حضرت قاری صاحب علیہ الرحمہ کی اجل مسمیٰ ۸؍ شوال ۱۴۴۲ھ مطابق ۲۱؍ مئی ۲۰۲۱ء جمعہ کے دن آ پہنچی، اور آپ نے اس دار فانی کو الوداع کہہ دیا۔ پہلی نماز جنازہ دہلی میں اور دوسری حضرت مولانا سید ارشد مدنی دامت برکاتہم کی اقتداء میں دارالعلوم دیوبند کے احاطۂ مولسری میں ادا کی گئی، اور قاسمی قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔ (۱)

الإجازة المسندة لسائر الكتب التالية والفنون المتداولة

من فضيلة الشيخ المقرئ محمد عثمان المنصور فوري رحمه الله تعالىٰ

يقول: قرأت ''الصحيح من جامع الإمام البخاري'' على الشيخ فخر الدين أحمد المرادآبادي.

و''الجامع للإمام الترمذي'' على الشيخ العلامة محمد إبراهيم البلياوي.

كلاهما عن الشيخ شيخ الهند محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

و''الصحيح للإمام مسلم'' و''الموطأ للإمام مالك'' على الشيخ بشير أحمد خان البلندشهري، عن الشيخ غلام محي الدين

---

(۱) ماخذ: ''ہفت روزہ الجمعیۃ'' کا خصوصی شمارہ ''امیر الہند رابع نمبر'' محمد سالم جامعی قاسمی، مدنی ہال، بہادر شاہ ظفر مارگ نئی دہلی ۱۴۴۳ھ/۲۰۲۱ء۔

ماہنامہ دارالعلوم محرم الحرام۔ صفر المظفر ۱۴۴۳ھ مطابق ستمبر ۲۰۲۱ء، جلد ۱۰۵، شمارہ ۹

الغلاوتهي، عن الشيخ السيد أحمد حسن الأمروهوي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

و''سنن الإمام أبي داود'' على الشيخ فخر الحسن المرادآبادي، عن الشيخ العلامة محمد إبراهيم البلياوي، عن الشيخ المفتي عزيز الرحمان العثماني، عن الشيخ ملا محمود الديوبندي.

و''الشمائل للإمام الترمذي'' على الشيخ فخر الحسن المرادآبادي، عن الشيخ إعزاز علي الأمروهوي، عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

و''سنن الإمام النسائي'' على الشيخ شريف الحسن الديوبندي، عن الشيخ المفتي رياض الدين البجنوري، عن الشيخ عبد الحق البورقاضوي، عن الشيخ محمد يعقوب النانوتوي.

و''السنن للإمام إبن ماجه'' على الشيخ المقرئ محمد طيب الديوبندي، عن الشيخ محمد رسول خان الهزاروي، عن الشيخ حكيم محمد حسن الديوبندي، عن الشيخ رشيد أحمد الكنكوهي.

و''شرح معاني الآثار للطحاوي'' على الشيخ إسلام الحق الكوباغنجي، عن الشيخ المفتي عزيز الرحمان العثماني، عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

و''الموطأ للإمام محمد'' على الشيخ معراج الحق الديوبندي، عن الشيخ إعزاز علي الأمروهوي، عن الشيخ عبد المؤمن الديوبندي، عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

كلهم (الشيخ محمد قاسم النانوتوي، والشيخ ملا محمود الديوبندي، والشيخ رشيد أحمد الكنكوهي، والشيخ محمد يعقوب النانوتوي) عن الشاه عبد الغني المجددي، عن الشاه محمد إسحاق الدهلوي، عن الشاه عبد العزيز المحدث الدهلوي، عن الشاه ولي الله بن عبد الرحيم المحدث الدهلوي، قدس الله أسرارهم وجعل الجنة مأواهم ومثواهم بأسانيدهم المتصلة إلى رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۞۞۞۞۞

حضرت مولانا جمیل احمد صاحب سکروڈوی رحمۃ اللہ علیہ

سابق استاذ حدیث دار العلوم دیوبند

(ولادت: ۱۳۶٦ھ/۱۹۴۷ء، وفات: ۱۴۴۰ھ/۲۰۱۹ء)

ولادت و تعلیم

آپ سابق ضلع سہارنپور موجودہ ضلع ہری دوار، تحصیل بھگوان پور کے "قصبہ سکروڈہ" (بھگوان پور سے ۸ رکلو میٹر کے فاصلے پر واقع ہے) میں جناب جان محمد مرحوم کے یہاں ۱۹۴۶ء کے اواخر یا ۱۹۴۷ء کے اوائل میں پیدا ہوئے۔

ابتدائی تعلیم اپنے وطن مالوف سکروڈہ میں حاصل کی، ناظرہ قرآن کریم اور درجہ پانچ تک پرائمری کا انتظام گاؤں میں تھا، اس سے آگے کا نظم نہیں تھا، لہٰذا علاقہ کے مشہور و معروف ادارے "مدرسہ کاشف العلوم چھٹمل پور ضلع سہارن پور" میں چند سال رہ کر علمی تشنگی دور فرمائی وسطی تعلیم کے لیے جامعہ مظاہر علوم کی شاخ "مدرسہ خلیلیہ" متصل گھنٹہ گھر سہارنپور میں داخل ہوئے، جو کہ اس وقت مظاہر علوم کا گویا مدرسہ ثانویہ تھا، یہاں آپ نے قدوری، کافیہ بحث فعل وغیرہ تک پڑھا۔

دار العلوم دیوبند میں داخلہ

شوال ۸٦-۱۳۸۵ھ میں دار العلوم دیوبند میں کنز الدقائق کی جماعت میں داخلہ لیا، اور تقریباً پانچ سال تک مادر علمی دار العلوم دیوبند میں اساطینِ علم سے مختلف علوم و فنون کی کتابیں پڑھ کر ۹۰-۱۳۸۹ھ میں فراغت حاصل کی۔

اساتذۂ دورۂ حدیث شریف

دورۂ حدیث میں جن اساطینِ علم سے آپ نے کسب فیض کیا ان کے اَسماء گرامی مع کتب متعلقہ حسب ذیل ہیں:

بخاری شریف جلد اول: حضرت مولانا سید فخر الدین احمد صاحب مرادآبادیؒ

بخاری شریف جلد ثانی: حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ

ترمذی شریف مع شمائل: حضرت مولانا سید فخر الحسن صاحب مرادآبادیؒ

مسلم شریف وابن ماجہ: حضرت مولانا شریف الحسن صاحب دیوبندیؒ

ابوداؤد شریف: حضرت مولانا عبد الاحد صاحب دیوبندیؒ

نسائی شریف: حضرت مولانا محمد حسین صاحب بہاریؒ

طحاوی شریف: حضرت مولانا اسلام الحق صاحب کوپاگنجیؒ

موطا امام مالک: حضرت مولانا نصیر احمد خان صاحب بلند شہریؒ

موطا امام محمد: حضرت مولانا محمد نعیم صاحب دیوبندیؒ

تدریسی خدمات

۹۰-۱۳۸۹ھ مطابق ۷۰-۱۹۶۹ء میں میں مادر علمی دار العلوم دیوبند سے اعلیٰ نمبرات سے فراغت کے بعد اولاً "جامعہ رحمانیہ ہاپوڑ ضلع میرٹھ" سے تدریسی خدمات کا آغاز فرمایا پھر اگلے سال اپنی مادر علمی "مدرسہ کاشف العلوم چھٹمل پور ضلع سہارنپور" میں تدریسی اُمور انجام دیے، تقرری کے وقت کا ایک جملہ آپ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ "میں جب کاشف العلوم گیا تو اس وقت کے ناظم حضرت مولانا شریف احمد صاحبؒ نے فرمایا کہ ملاجی! کیا پڑھاؤ گے؟" (حضرت ناظم صاحب اکثر وبیشتر علماء کو ملاجی سے مخاطب فرمایا کرتے تھے) تو حضرت کا بیان ہے کہ میں نے کہا "پڑھاؤں گا وہ جو آپ پڑھانے کو دو گے اور تن خواہ وہ

دینی پڑے گی جو میں کہوں گا"۔

الغرض! کاشف العلوم میں تقریباً چار پانچ سال آپ نے اپنے عنفوانِ شباب میں انتہائی محنت ولگن کے ساتھ تدریسی خدمات انجام دیں، جس سے ادارہ کی تعلیمی نیک نامی کے ساتھ ساتھ آپ کی بھی علمی شہرت پرواز کرتی گئی، پھر آپ نے کچھ سال "مدرسہ قاسم العلوم گاگل ہیڑی ضلع سہارنپور" میں بھی بحیثیت صدر مدرس تدریسی وانتظامی خدمات انجام دیں، حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب علیہ الرحمہ سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند آپ سے ذاتی طور پر طالب علمی کے زمانہ سے ہی محبت وانسیت رکھتے تھے اور اکثر وبیشتر سابقہ اطلاع ودعوت کے بغیر ہی گاگل ہیڑی میں آپ سے مل کر جایا کرتے تھے، ایک موقع پر دارالعلوم میں تدریس کے لیے جگہ نکلی آپ نے بھی طبع آزمائی فرمائی اور اعلیٰ نمبرات سے انٹرویو میں کامیاب ہوئے، اس طرح ۹۸-۱۳۹۷ھ میں آپ مدرس منتخب ہوئے اور بہت جلد احاطۂ دارالعلوم میں مقبول ہوگئے۔

۱۴۰۰ھ مطابق ۱۹۸۰ء اجلاس صد سالہ کے بعد غالباً ۱۹۸۱ء میں دارالعلوم دیوبند میں قضیہ نامرضیہ کے پیش آنے کے بعد بعض مصالح کی بناء پر حضرت حکیم الاسلام قدس سرہٗ کے ساتھ رہے، ۲۰۰۰ء تک دارالعلوم وقف دیوبند میں حدیث شریف کی مختلف کتابیں پڑھانے کا اتفاق ہوا، بخاری شریف، مسلم شریف، ابوداؤد شریف، وقتاً فوقتاً البتہ ترمذی شریف مستقل طور پر آپ سے متعلق رہی، اور اس دور میں آپ کا درسِ ترمذی مشہور ومعروف تھا، اسی دوران ایک سال "مدرسہ معین الاسلام میرٹھ" میں عارضی طور پر پڑھانے کا اتفاق ہوا۔

الغرض! ۱۴۲۰ھ مطابق ۲۰۰۰ء میں دارالعلوم دیوبند میں آپ کی واپسی ہوئی، اور اس کے بعد سے تسلسل کے ساتھ دارالعلوم دیوبند میں مختلف کتابوں اور امہات فن کی کامیاب تدریس فرماتے رہے، تین سال تک دورۂ حدیث کے طلبہ کو بھی آپ سے

انتساب اور استفادے کی سعادت حاصل ہوئی، اس کے علاوہ ہدایہ ثالث، قواعد الفقہ، مسامرہ، ہدایہ ثانی، ہدایہ رابع، مشکوۃ شریف وغیرہ کتابیں آپ سے متعلق رہی۔

تصنیفی خدمات

آپ میدان تدریس کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کے میدان کے بھی بہترین شہ سوار تھے، آپ کے قلم گہربار نے درسِ نظامی کی تسہیل کی طرف پیش قدمی فرمائی، لہٰذا درس نظامی کی بہت سی کتابوں کی اردو شروحات تصنیف فرمائیں، جن کے نام اجمالاً حسبِ ذیل ہیں:

(۱) اشرف الہدایہ شرح اردو ہدایہ اول، ثانی، ثالث۔ (۲) تفہیم الہدایہ شرح اردو ہدایہ رابع۔ (۳) تکمیل الامانی شرح اردو مختصر المعانی۔ (۴) فیض سبحانی شرح اردو منتخب الحسامی۔ (۵) قوت الاخیار شرح اردو نور الانوار۔ (۶) اجمل الحواشی شرح اردو اصول الشاشی۔ (۷) درس طحاوی شرح اردو طحاوی شریف۔ (۸) بیضاوی شریف کی شرح التقریر الحاوی کے نام سے استاذ الاساتذہ حضرت مولانا فخر الحسن صاحب مرادآبادی قدس سرہ کے درسی افادات کو اپنے رفیق محترم حضرت مولانا مفتی شکیل احمد صاحب سیتاپوری مدظلہ کے ساتھ جمع فرمایا۔ (۹) التسہیل السامی شرح جامی، یہ تصنیف و شرح حضرت مولانا قاری سید محمد صدیق صاحب باندوی رحمہ اللہ کی ہے مگر اس پر ترجمہ آپ نے فرمایا ہے، نیز آپ کے عزائم میں جلالین اور مشکوۃ شریف کی شروح بھی تھیں لیکن عوارض اور مواقع کی وجہ سے ان عزائم کی تکمیل نہ ہو سکی۔

فائدہ: اشرف الہدایہ مکمل سیٹ ۱۶؍ جلدوں میں ہے جن میں ابتدائی دس جلدیں آپ علیہ الرحمہ کی تصنیف کردہ ہیں، دو جلدیں حضرت مولانا محمد حنیف صاحب گنگوہی رحمہ اللہ کی ہیں اور آخری چار جلدیں حضرت مولانا مفتی محمد یوسف صاحب تاؤلوی دامت برکاتہم استاذ حدیث دار العلوم دیوبند کی تصنیف کردہ ہیں۔

عادات واخلاق

آپ کے اوصاف حمیدہ اور محاسن، خوبیوں کا تذکرہ کرنے والا سب سے پہلے اوقات کی پابندی اور اپنے کام کے دھنی ہونے کا تذکرہ کرے گا، لہٰذا تمام اسباق میں گھنٹہ سے پانچ منٹ قبل ہی درس گاہ کے اطراف میں ٹہلتے نظر آتے تھے، وعدہ وفائی بھی آپ کا معروف وصف تھا، معاملہ صفائی میں بھی آپ بے نظیر تھے، چھوٹوں پر شفقت وترحم کے باوجود ان کی کمزوریوں سے صرفِ نظر نہیں فرماتے تھے، اکابر واسلاف سے والہانہ تعلق رکھتے تھے۔ وغیرہ

سلوک ومعرفت

راہِ سلوک ومعرفت میں آپ تھانوی المشرب تھے، اولاً آپ حضرت مولانا اسعد اللہ صاحب رحمہ اللہ سابق ناظم اعلیٰ مظاہر علوم سہارنپور سے بیعت ہوئے، پھر آپ نے فقیہ الاسلام حضرت مولانا مفتی مظفر حسین صاحب رحمہ اللہ سابق ناظم اعلیٰ مظاہر علوم کے دست حق پرست پر رجوع فرمایا اور پھر حضرت فقیہ الاسلام کے واصل بحق ہوجانے کے بعد بنگلہ دیش کی مشہور ومعروف علمی وروحانی شخصیت فقیہ الملت حضرت مولانا مفتی عبدالرحمان صاحب قاسمی قدس سرہٗ خلیفہ اجل محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق ہر دوئی قدس سرہ کے دامنِ تربیت سے وابستہ ہوئے، اور ریاضت ومجاہدات کے بعد خرقۂ خلافت اور اجازت بیعت سے بھی نوازے گیے، آپ نے اپنے پیر ومرشد کے ساتھ ایک مرتبہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اعتکاف مسنون بھی فرمایا ہے۔

علالت وسفر آخرت

۶/ دسمبر ۲۰۱۷ء میں آپ بنگلہ دیش کے سفر پر تشریف لے گیے، آپ کو پرانی

کھانسی کا عارضہ تھا، بہتر سے بہتر علاج فرماتے رہتے تھے، اس سفر میں آپ کو بے پناہ پریشانی کا سامنا کرنا پڑا اور آپ اپنا دورہ مختصر کر کے جلد دیوبند تشریف لے آئے، ایک دن مشکوٰۃ شریف کے درس میں آپ کی آواز نکلنی دشوار ہو رہی تھی، آپ کو مظفر نگر کے ایوان ہسپتال میں ماہر ڈاکٹر کو دکھایا گیا، تقریبًا دو لیٹر پانی آپ کے پھیپھڑوں سے نکالا گیا، اس کا ٹیسٹ کیا گیا، جس میں موذی مرض (کینسر) کی تشخیص ہوئی، دہلی کے مشہور گرو تیج بہادر ہسپتال میں آپ کا تقریبًا سوا سال انتہائی پابندی سے علاج ہوا، آپ کی عزیمت و مستعدی کو دیکھ کر ڈاکٹر بھی حیران تھے۔

الغرض! موت سے کسی کو رستگاری نہیں ہے، وقت موعود آپہنچا اور ۲۳/ رجب ۱۴۴۰ھ مطابق ۳۱/ مارچ ۲۰۱۹ء بروز یکشنبہ کو قریب ۵/ بجے آپ نے جان، جان آفریں کے سپرد کر دی، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ آپ کو کروٹ کروٹ سکون وطمانینت سے نوازے اور بال بال مغفرت فرما کر درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے[1]۔ آمین

الإجازة المسندة لسائر الكتب التالية والفنون المتداولة من فضيلة الشيخ جميل أحمد السكرودوی رحمه الله تعالیٰ

يقول: قرأت ''النصف الأول من جامع الإمام البخاري'' على الشيخ فخر الدين أحمد المرادآبادي، عن الشيخ شيخ الهند محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

(۱) یہ مضمون ادارہ اسلامیات عید گاہ کالونی، بگھوان پور ضلع ہری دوار اتراکھنڈ کے سہ ماہی ''متاع کارواں'' کے خصوصی شمارہ، شعبان، رمضان، شوال، ۱۴۴۰ھ مطابق اپریل مئی، جون ۲۰۱۹ء جلد نمبر ۵ ر شمارہ نمبر ۱۱، ۱۲ سے اخذ کیا گیا ہے۔

و''النصف الثاني منه'' على الشيخ المفتي محمود حسن الكنكوهي، عن الشيخ عبد اللطيف البورقاضوي، عن الشيخ خليل أحمد السهارنفوري،، عن الشيخ محمد مظهر النانوتوي.

و''الجامع للإمام الترمذي'' على الشيخ فخر الحسن المرادآبادي، عن الشيخ السيد حسين أحمد المدني، عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد يعقوب النانوتوي.

و''الشمائل للإمام الترمذي'' على الشيخ فخر الحسن المرادآبادي، عن الشيخ إعزاز علي الأمروهوي، عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمدقاسم النانوتوي.

و''الصحيح للإمام مسلم'' على الشيخ شريف الحسن الديوبندي، عن الشيخ العلامة محمد إبراهيم البلياوي، عن الشيخ حكيم محمد حسن الديوبندي، عن الشيخ رشيد أحمد الكنكوهي.

و''سنن الإمام أبي داود'' على الشيخ عبد الأحد الديوبندي، عن الشيخ أصغر حسين الديوبندي، عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ مُلّا محمود الديوبندي.

و''سنن الإمام النسائي'' على الشيخ محمد حسين البهاري، عن الشيخ إعزاز علي الأمروهوي، عن الشيخ عبدالمؤمن الديوبندي، عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ مُلا محمود الديوبندي.

و''السنن للإمام إبن ماجه'' على الشيخ شريف الحسن الديوبندي، عن الشيخ إعزاز علي الأمروهوي[1]، عن الشيخ عبد

---

(۱) ماخوذ از ریکارڈ ۱۳۵۸ھ از محافظ خانہ دارالعلوم دیوبند۔

المؤمن الديوبندي، عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

و''شرح معاني الآثار للطحاوي'' على الشيخ إسلام الحق الكوباغنجي، عن الشيخ المفتي عزيز الرحمان العثماني، عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

و''الموطأ للإمام مالك'' على الشيخ نصير أحمد خان البلندشهري، عن الشيخ فخر الحسن المرادآبادي، عن الشيخ مرتضى حسن الجاندفوري.

و''الموطأ للإمام محمد'' على الشيخ محمد نعيم الديوبندي، عن الشيخ إعزاز علي الأمروهوي، عن الشيخ عبد المومن الديوبندي.

كلا الأخرين (الشيخ مرتضى حسن الجاندفوري، والشيخ عبد المؤمن الديوبندي) يرويانه عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

كلهم (الشيخ محمد قاسم النانوتوي، والشيخ رشيد أحمد الكنكوهي والشيخ محمد يعقوب النانوتوي، والشيخ مُلا محمود الديوبندي) يروونه عن الشاه عبد الغني المجددي، وهما (الشاه عبد الغني المجددي، والشيخ محمد مظهر النانوتوي) يرويانه عن الشاه محمد إسحاق الدهلوي، عن الشاه عبدالعزيز الدهلوي، عن الشاه ولي الله بن عبد الرحيم الدهلوي، قدس الله اسرارهم وجعل الجنة مأواهم ومثواهم، بأسانيدهم المتصلة إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم.

حضرت مولانا عبد الخالق صاحب سنبھلی رحمۃ اللہ علیہ

(ولادت: ۱۹۵۰ء، وفات: ۲۰۲۱ء)

ولادت تعلیم

آپ کی پیدائش ۴؍ جنوری ۱۹۵۰ء کو صوبہ اتر پردیش کے ضلع سنبھل کے عظیم ترین علاقہ سرائے ترین کے محلہ جھجھران میں ہر دل عزیز اور مقبول عام و خاص شاعر جناب نصیر احمد کے گھر ہوئی یہ ضلع مسلم اکثریت کا علاقہ ہے، تعلیم و تربیت کے لیے پہلے مدرسہ "وحید المدارس" سنبھل میں آپ کو داخل کیا گیا، بعد میں مدرسہ "شمس العلوم" سنبھل میں حفظ قرآن، ابتدائی اردو، ہندی، ریاضی، حساب اور دینیات کی تعلیم کے علاوہ درجہ رابعہ تک درسِ نظامی کی تعلیم حاصل کی۔

اس کے بعد ۱۹۶۸ء کے اواخر میں ام المدارس دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا، جہاں درسِ نظامی کی تمام کتب پڑھنے کے بعد ۱۹۷۲ء میں دورۂ حدیث مکمل کیا اور سالانہ امتحان میں تیسری پوزیشن حاصل کی جو آپ کے لیے ایک بڑا اعزاز ہے، دورۂ حدیث سے فراغت کے بعد تکمیلِ ادب میں داخلہ لیا اور عربی زبان و ادب میں خوب مہارت حاصل کی، چنانچہ عربی زبان بولنے اور لکھنے میں آپ کو خوب مہارت حاصل تھی۔

اساتذہ دورۂ حدیث شریف

آپ نے دورۂ حدیث شریف میں جن اساتذہ سے استفادہ کیا ان کے اسماء مع کتب درج ذیل ہیں:

بخاری شریف اول: حضرت مولانا قاری طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ (شروع کا کچھ حصہ)، حضرت مولانا سید فخر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ مراد آبادی (بعض حصہ)، حضرت مولانا شریف حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ دیوبندی (جلد اول مکمل)

بخاری شریف ثانی: حضرت مفتی محمود حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ گنگوہی

ترمذی شریف اول: حضرت مولانا فخر الحسن صاحب مرادآبادی

ترمذی شریف ثانی مع شمائل: حضرت مولانا معراج الحق صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ

مسلم شریف: حضرت مولانا شریف حسن صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ

ابوداؤد شریف: حضرت مولانا عبدالاحد صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ

نسائی شریف: حضرت مولانا محمد حسین صاحب بہاری رحمۃ اللہ علیہ

ابن ماجہ شریف: حضرت مولانا سید انظر شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

طحاوی شریف: حضرت مولانا نصیر احمد خان صاحب بلند شہری رحمۃ اللہ علیہ

مؤطا امام مالک: حضرت مولانا نعیم صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ

مؤطا امام محمد: حضرت مولانا محمد سالم صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ

درس وتدریس

تعلیم سے فراغت کے بعد ۱۹۷۳ء میں مدرسہ خادم الاسلام ہاپوڑ میں تدریس کا آغاز کیا، ۶/ سال وہاں مدرس رہے اور دورۂ حدیث شریف کی کتابیں زیر درس رہیں، ۱۹۷۹ء میں ”جامعہ الہدیٰ“ مرادآباد گیے، وہاں تین سال تک تدریسی خدمات انجام دیں، اور ۱۹۸۲ء سے وفات تک تقریباً ۳۹/ سال دار العلوم دیوبند میں تدریس کے ساتھ ساتھ کئی انتظامی امور میں بھی شریک کار رہے، بالآخر آپ دار العلوم دیوبند کے نائب مہتمم اور استاذِ حدیث کے منصبِ جلیل پر فائز ہوئے، آپ کے چچا حضرت مولانا عبد المعید صاحب سنبھلی مد ظلہٗ اپنی کتاب ”تاریخ سنبھل“ میں رقم طراز ہے۔

”بچپن سے قدرت نے انہیں غیر معمولی دماغی قوت وصلاحیت سے نوازا تھا، زمانہ طالب علمی ہی میں دار العلوم پہنچ کر علمی گوہر کھلنے لگے، بایں وجہ وہ اپنے ہم درسوں اور ہم چشموں میں ممتاز اور نمایاں رہے“ (تاریخ سنبھل ص/ ۴۹۵)

آپ نے اصلاحِ باطن اور تزکیہ و سلوک کے لیے فقیہ الامت مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب قدس سرہٗ کے دستِ حق پرست پر بیعت کی اور آپ کے تلقین کردہ اوراد وظائف پر زندگی بھر عمل کرتے رہے۔

قلمی نقوش

آپ کے قلمی نقوش محدود ہونے کے باوجود اپنے موضوع پر انفرادی شان کے حامل ہیں۔

(۱) آپ نے شیخ عبد المجید زندانی یمنی کی "کتاب التوحید" کا اردو ترجمہ کیا، جس کا نام آپ نے "توحیدِ باری کائنات کے نظاروں میں" تجویز فرمایا، یہ کتاب تقریباً ۴۶۰ر صفحات پر مشتمل ہے، اس کا سن اشاعت ۱۴۱۷ھ مطابق ۱۹۹۷ء ہے۔

(۲) رد مودودیت پر آپ کے محاضرات پانچ اجزاء میں دار العلوم دیوبند سے طبع شدہ ہیں اور تکمیلات کے نصاب میں شامل ہیں۔

(۳) "شریعتِ مطہرہ میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا مقام اور غیر مقلدین کا موقف" اپنے موضوع پر مختصر مگر جامع اور پُر از معلومات رسالہ ہے، تقریباً ساٹھ صفحات پر مشتمل ہے، جمعیۃ کا شائع کردہ ہے۔

(۴) فتاویٰ عالم گیری کے کتاب الایمان کا اردو ترجمہ بھی آپ کے قلمی نقوش کا اہم حصہ ہے اور آپ کے علمی ذوق کا آئینہ دار بھی ہے، مگر فی الوقت کہاں ہے؟ اور کس حال میں ہے؟ اس کے بارے میں صحیح علم نہ ہوسکا۔

علالت و وفات

آپ نے طویل عمر کے ساتھ اچھی صحت پائی تھی، ہلکا پھلکا بدن اور جوانی کی سی پھرتی، کوئی قابلِ ذکر بیماری بھی آپ کو نہ رہی تھی؛ لیکن وفات سے ایک سال قبل آپ دیوبند ہی میں ایک جگہ پروگرام میں شرکت کر کے واپس ہو رہے تھے کہ پاؤں پھسلا اور آپ گر گیے

اور کولہے کی ہڈی میں سخت چوٹ لگی، پھر اخیر میں آپ کو یرقان کی شکایت ہوئی، ہر طرح کے علاج و معالجہ کے باوجود طبیعت گرتی چلی، بالآخر ۱۹/ ذی الحجہ ۱۴۴۲ھ مطابق ۳۰ جولائی ۲۰۲۱ء (ذکر رفتگاں ص ۵۷۸/۴) بہ روز جمعہ شام ساڑھے چار بجے مظفر نگر کے ''احمد ہاسپٹل'' میں نماز عصر سے قبل آپ نے جانِ جاں آفریں کے سپرد کر دی، جنازہ دیوبند میں لایا گیا، اور ساڑھے گیارہ بجے شب احاطۂ مولسری میں نماز جنازہ ادا کی گئی، دار العلوم کے موجودہ مہتمم حضرت مفتی ابوالقاسم نعمانی صاحب دامت برکاتہم نے نماز جنازہ پڑھائی اور مزارِ قاسمی میں تدفین عمل میں آئی۔[1]

الإجازة المسندة لسائر الكتب التالية والفنون المتداولة من فضيلة الشيخ عبد الخالق السنبهلي رحمه الله تعالىٰ

يقول: قرأت ''النصف الأول من جامع الإمام البخاري'' على الشيخ فخر الدين أحمد المرادآبادي، عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، وعلى الشيخ المقرئ محمد طيب الديوبندي، عن الشيخ العلامة محمد أنور شاه الكشميري، عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، وعلى الشيخ شريف الحسن الديوبندي، عن الشيخ حسين أحمد المدني، عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

و''النصف الثاني منه'' على الشيخ المفتي محمود حسن الكنكوهي، عن الشيخ عبد اللطيف البورقاضوي، عن الشيخ خليل أحمد السهارنفوري، عن الشيخ محمد مظهر النانوتوي.

---

(۱) سماہی الاصغر رمضان تا صفر ص/۶۰، ص/۴۷

و''النصف الأول لجامع الإمام الترمذي'' على الشيخ فخر الحسن المرادآبادي.

و''النصف الثاني منه'' على الشيخ معراج الحق الديوبندي.

كلاهما عن الشيخ حسين أحمد المدني، عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد يعقوب النانوتوي.

و''الصحيح للإمام مسلم'' على الشيخ شريف الحسن الديوبندي، عن الشيخ العلامة محمد إبراهيم البلياوي، عن الشيخ حكيم محمد حسن الديوبندي، عن الشيخ رشيد أحمد الكنكوهي.

و''سنن الإمام أبي داود'' على الشيخ عبد الأحد الديوبندي، عن الشيخ أصغر حسين الديوبندي، عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ مُلّا محمود الديوبندي.

و''سنن الإمام النسائي'' على الشيخ محمد حسين البهاري، عن الشيخ إعزاز علي الأمروهوي، عن الشيخ عبد المؤمن الديوبندي، عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

و''الشمائل للإمام الترمذي'' على الشيخ معراج الحق الديوبندي، عن الشيخ إعزاز علي الأمروهوي، عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

و''السنن للإمام إبن ماجه'' على الشيخ محمد أنظر شاه الكشميري، عن الشيخ ظهور أحمد الديوبندي، عن الشيخ محمد رسول خان الهزاروي، عن الشيخ حكيم محمد حسن الديوبندي،

عن الشيخ رشيد أحمد الكنكوهي.

و''شرح معاني الآثار للطحاوي'' على الشيخ نصير أحمد خان البلندشهري، عن الشيخ عبد الحق نافع غل البشاوري، عن الشيخ المفتي عزيز الرحمان العثماني، عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

و''الموطأ للإمام مالك'' على الشيخ محمد نعيم الديوبندي، عن الشيخ إعزاز علي الأمروهوي، عن الشيخ عبد المؤمن الديوبندي، عن الشيخ محمود حسن الديوبندي، عن الشيخ محمد قاسم النانوتوي.

و''الموطأ للإمام محمد'' على الشيخ محمد سالم القاسمي الديوبندي، عن الشيخ محمد إدريس الكاندهلوي، عن الشيخ ثابت علي البورقاضوي، عن الشيخ محمد مظهر النانوتوي.

كلاهما (الشيخ محمد قاسم النانوتوي، والشيخ محمد يعقوب النانوتوي والشيخ رشيد أحمد الكنكوهي والشيخ مُلا محمود الديوبندي) يروونه عن الشاه عبد الغني المجددي، وهما (الشاه عبد الغني المجددي، والشيخ محمد مظهر النانوتوي) يرويانه عن الشاه محمد إسحاق الدهلوي، عن الشاه عبد العزيز المحدث الدهلوي، عن الشاه ولي الله بن عبد الرحيم المحدث الدهلوي، قدس الله أسرارهم وجعل الجنة مأواهم ومثواهم. بأسانيدهم المتصلة إلى رسول الله صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

✿✿✿✿✿

فہرست مصادر و مراجع

نمبر شمار	اسماء کتب	مصنفین	مطابع
۱	مقدمہ صحیح البخاری	مولانا ادریس کاندھلویؒ ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم البخاریؒ	اشرفی بکڈپو دیوبند
۲	مقدمہ صحیح مسلم	أبي الحسين مسلم بن الحجاج القشيريؒ	اشرفی بکڈپو دیوبند
۳	مرقاۃ المفاتیح	علامہ شیخ علی بن سلطان محمد القاری	زکریا بکڈپو دیوبند
۴	لامع الدراری	حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب کاندھلویؒ	مکتبہ امدادیہ مکہ مکرمہ ۱۳۹۵ھ
۵	سلک الدرر في اعیان القرن الثانی عشر	ابو الفضل محمد خلیل بن علیؒ	دار البشائر الاسلامیہ بیروت
۶	عقد الجواہر والدرر في أعیان الحادی عشر	محمد بن ابی بکر الحضرمی المکیؒ	مرکز الملک فیصل للبحوث والدراسات ریاض
۷	خلاصۃ الأثر في أعیان القرن الحادی عشر	محمد امین بن فضل اللہ الدمشقیؒ	مکتبہ وقفیہ بستان ۱۲۸۴ھ
۸	النور السافر عن أخبار القرن العاشر	عبد القادر بن عبد اللہ العیدروسؒ	دار صادر بیروت ۲۰۰۱ء
۹	شذرات الذهب في أخبار من ذهب	عبد الحیٔ بن أحمد الحنبلیؒ	دار ابن کثیر بیروت ۱۴۰۶ھ

۱۰	الکواکب السائرہ باعیان المئۃ العاشرۃ	محمد بن الغزی نجم الدین	دار الکتب العلمیہ بیروت
۱۱	الدرر الکامنۃ في أعیان المئۃ الثامنۃ	شیخ شہاب الدین أحمد بن علی الحجر العسقلانیؒ	دار الجیل بیروت
۱۲	الضوء اللامع لأهل القرن التاسع	محمد بن عبد الرحمان بن محمد شمس الدین البخاری رحمہ اللہ	دار الجیل بیروت ۱۴۱۲ھ
۱۳	التدوین في أخبار قزوین	عبد الکریم بن محمد الرافعی القزوینیؒ	دار الباز للنشر والتوزیع مکہ مکرمہ
۱۴	أعلام المکیین	عبد اللہ بن عبد الرحمان المعلمیؒ	مؤسسۃ العرفان للتراث اللاسلامی مکہ مکرمہ
۱۵	سیر أعلام النبلاء	امام شمس الدین الذہبیؒ	مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۴۰۱ھ
۱۶	مقدمہ ابن الصلاح	أبو عمرو عثمان بن عبد الرحمان الشہرزوریؒ	اشرفی بکڈپو دیوبند
۱۷	قواعد في علوم الحدیث	عبد الفتاح ابو غدہؒ	دار السلام بیروت
۱۸	قواعد في علوم الحدیث	محمد بن عبد اللہ الحاکم النیساپوریؒ	مکتبۃ المعارف ریاض
۱۹	أدب الإملاء والاستملاء	عبد الکریم بن محمد السمعانیؒ	مکتبہ ام محمود جدہ

۲۰	العجالة النافعة	حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ	اشرفی بکڈپو دیوبند
۲۱	الاسناد من الدین لأبي غدہ	عبد الفتاح ابو غدہؒ	مکتب المطبوعات الاسلامیہ الحلب
۲۲	توجیہ النظر لطاہر الجزائری	عبد الفتاح ابو غدہؒ	مکتب المطبوعات الاسلامیہ الحلب
۲۳	فتح المغیث للسخاوی	شمس الدین محمد بن عبد الرحمان السخاویؒ	دار الکتب العلمیہ بیروت
۲۴	الخلاصہ في أصول الحدیث للطیبی	حسین بن عبد اللہؒ	دار الکتب العلمیہ لبنان
۲۵	لسان العرب	علامہ أبو الفضل جمال الدینؒ	دار صادر بیروت
۲۶	نزہۃ النظر	احمد بن علی بن محمد بن حجر العسقلانیؒ	مکتبہ ابن عباس دیوبند
۲۷	اوجز المسالک	حضرت مولانا زکریا کاندھلویؒ	زکریا بکڈپو دیوبند
۲۸	فہرس الفہارس والاثبات لکتانی	عبد الحی بن عبد الکریم الکتانیؒ	دار الغرب الاسلامی بیروت
۲۹	نسیم الریاض	مولانا احمد شہاب الدین الخفاجی المصریؒ	دار الکتب العزلی بیروت
۳۰	ہدیۃ العارفین	اسماعیل باشا البغدادیؒ	مؤسسۃ التاریخ العربی بیروت
۳۱	تاج التراجم في طبقات الحنفیہ	أبو الفداء زین الدین رحمہ اللہ	مکتبہ المثنی بغداد

۳۲	العناقید الغالیہ	مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ	مکتبہ اشرفیہ دیوبند
۳۳	تدریب الراوی	حافظ جلال الدین السیوطیؒ	دار ابن الجوزی
۳۴	محاضرات حدیث	ڈاکٹر محمود احمد غازی	الفیصل اردو بازار لاہور
۳۵	الکلام المفید فی تحریر الاسانید	مولانا روح الامین بنگلادیشی	مکتبہ حجاز دیوبند
۳۶	الیانع الجنی من أسانید شیخ عبد الغنی	محمد محسن بن یحییٰ	اروقہ للدراسات والنشر اردن
۳۷	الِاجازات الھندیہ	عمر بن محمد سراج حبیب اللہ	مکتبہ نظام یعقوبی الخاصہ مملکۃ البحرین
۳۸	معجم الشیوخ	صفوان عدنان داودی	مکتبہ دار النوادر
۳۹	احد عشر کوکبًا	حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ	الجامعۃ القرانیہ العربیہ
۴۰	الِاجازات السامیہ	زاویہ حضرات نقشبندیہ المجددیہ شارع ابی الخیر دہلی	//
۴۱	دار العلوم دیوبند کی جامع ومختصر تاریخ	مولانا محمد اللہ قاسمی	شیخ الہند اکیڈمی دار العلوم دیوبند
۴۲	تاریخ دار العلوم دیوبند	سید محبوب رضویؒ	مکتبہ دار العلوم دیوبند

۴۳	مشاہیر علماء دار العلوم دیوبند	مولانا مفتی ظفیر الدین صاحب قاسمی	دفتر اجلاس صد سالہ دار العلوم دیوبند
۴۴	دار العلوم کے ۱۰۰ سال	مختار جاوید	عظیم پبلی کیشنز لاہور
۴۵	دار العلوم دیوبند کی تاریخی شخصیات	مولانا خورشید حسن قاسمی	تفسیر القرآن جامع مسجد دیوبند
۴۶	تذکرہ مشاہیر ہند	مولانا اسیر ادرویؒ	دار المؤلفین دیوبند
۴۷	مشاہیر علماء دیوبند	قاری فیوض الرحمان صاحب	فرنٹیئر کمپنی اردو بازار لاہور
۴۸	مشاہیر علماء	قاری فیوض الرحمان صاحبؒ	مکتبہ عزیزیہ لاہور
۴۹	دار العلوم دیوبند کی صد سالہ زندگی	مولانا قاری محمد طیب صاحب دیوبندیؒ	دفتر اہتمام دار العلوم دیوبند
۵۰	تذکرۃ الرشید	مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ	بلالی اسٹیم ساڈھورہ
۵۱	علماء مظاہر علوم اور ان کی علمی و تصنیفی خدمات	مولانا محمد شاہد صاحب سہارن پوریؒ	مکتبہ یادگار شیخ محلہ مبارک شاہ اردو بازار سہارنپور
۵۲	تاریخ مظاہر	مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلویؒ	اشاعت العلوم محلہ مفتی سہارن پور
۵۳	روداد سالانہ مدرسہ اسلامیہ عربیہ دیوبند	(از ۱۲۸۵ھ تا ۱۳۰۰)	//

۵۴	روداد سالانہ مدرسہ اسلامیہ عربیہ دیوبند	۱۳۴۷/۱۳۸۷	//
۵۵	ماہنامہ دارالعلوم دیوبند مارچ، اپریل ۲۰۱۰ء	مولانا حبیب الرحمٰن صاحب قاسمیؒ	دفتر ماہنامہ دارالعلوم دیوبند
۵۶	ماہنامہ دارالعلوم دیوبند ذی قعدہ، محرم، ربیع الثانی، جمادی الاولیٰ	۱۴۳۸ھ	//
۵۷	ماہنامہ دارالعلوم دیوبند شوال، ذی قعدہ ۱۴۴۱ھ	۱۴۴۱ھ	//
۵۸	ماہنامہ دارالعلوم دیوبند ذی الحجہ ۱۴۴۲ھ	۱۴۴۲ھ	//
۵۹	ماہنامہ دارالعلوم دیوبند محرم ۱۴۴۳ھ	۱۴۴۳ھ	
۶۰	حیات سعید	مفتی محمد امین صاحب پالن پوری	مکتبہ حجاز دیوبند
۶۱	ہفت روزہ الجمعیت کا "مولانا ریاست علی ظفر نمبر"	محمد سالم جامعی	الجمعیت مدنی ہال نئی دہلی صفر ۱۴۳۹ھ

نمبر	کتاب	مصنف	ناشر
۶۲	ہفت روزہ الجمعیت کا "امیر الہند رابع نمبر"	محمد سالم جامعی	الجمعیت مدنی ہال نئی دہلی صفر ۱۴۴۳ھ
۶۳	سہ ماہی الأصغر رمضان تا صفر	سید تجمل حسین میاں صاحب	دفتر ماہنامہ مدرسہ اصغریہ دیوبند
۶۴	تاریخ سنبھل	مولانا عبد المعید سنبھلی قاسمی	مکتبہ طیبہ مرادآباد
۶۵	ذکر رفتگاں	مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری	مرکز نشر و تحقیق لال باغ مرادآباد
۶۶	حیات مستعار	خود نوشت سوانح مولانا مفتی قاضی محمد زاہد الحسینی	زی زر گرافکس لاہور
۶۷	انوار قاسمی	مولانا انوار الحسن شیر کوٹی	مکتبہ دار العلوم دیوبند
۶۸	تجلیات رحمانی	قاری سعید الرحمٰن صاحب	جامعہ اسلامیہ کشمیری روڈ راولپنڈی
۶۹	ماہنامہ دار العلوم دیوبند	مولانا محمد سلمان صاحب بجنوری رجب المرجب ۱۴۴۴ھ فروری ۲۰۲۳ء	دفتر ماہنامہ دار العلوم دیوبند
۷۰	تذکرۃ الخلیل	مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ	مکتبہ الشیخ بہادر آباد کراچی

۷۱	حیات طیب	مولانا غلام نبی صاحب قاسمیؒ	حجۃ الاسلام اکیڈمی دارالعلوم وقف دیوبند
۷۲	الإمام محمد قاسم النانوتوی کمارأیتہ	تالیف: مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ تعریب: مولانا عارف جمیل قاسمی	شیخ الہند اکیڈمی دارالعلوم دیوبند
۷۳	تذکرہ علامہ ابراہیم بلیاوی	مولانا محمد عمران قاسمی	فرید بکڈپو لمیٹڈ
۷۴	تاریخ شاہی نمبر	مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری	شاہ جہاں آباد سٹی پرنٹ نئی دہلی ۱۹۹۲ء
۷۵	محافظ ربانی بتاریخ مدرسہ عبدالرب دہلی	مولانا ظفیر الدین بھرتپوری	مدرسہ عبدالرب کشمیری گیٹ دہلی
۷۶	ذکر ذاکر	سوانح حیات مولانا ذاکر جھنگویؒ	//
۷۷	ماہنامہ البلاغ	مفتی محمد تقی عثمانی	مکتبہ دارالعلوم کراچی ۱۳۹۹ھ
۷۸	حیات عثمانی	مولانا انوار الحسن شیرکوٹی	مکتبہ دارالعلوم کراچی
۷۹	سوانح مولانا میاں اصغر صاحب	مفتی مسعود عزیزی ندوی	دارالبحوث والنشر سہارنپور
۸۰	مشاہیر محدثین وفقہاء کرام	مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری	مکتبہ حجاز دیوبند

٨١	سیرت وشخصیت مولانا سالم قاسمی	مولانا اسامہ صدیقی نانوتوی	حجۃ الاسلام اکیڈمی دار العلوم وقف دیوبند
٨٢	ماہنامہ انوار مدینہ لاہور، ربیع الاول	سید محمود میاں	جامعہ مدینہ کریم پارک لاہور ١٤٤٤ھ
٨٣	،، ،، ربیع الثانی	،،	،، ١٤٤٣ھ
٨٤	،، محرم الحرام	،،	١٤٤٣ھ
٨٥	مصباح اللغات	مولانا عبد الحفیظ بلیاویؒ	مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور
٨٦	القاموس المحیط	محمد بن یعقوب فیروز آبادیؒ	اشرفی بکڈپو دیوبند
٨٧	حیات خلیل	محمد ثانی حسنی ندوی مظاہری	کتب خانہ یحیوی مظاہر علوم سہارن پور
٨٨	حیات شیخ یونس جونپوریؒ	مفتی محمد آصف بھلسوی مظاہری	جامعہ ناشر العلوم پانڈولی سہارن پور
٨٩	سوانح عمری مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی	مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ	مکتبہ الشیخ بہادر آباد کراچی
٩٠	نقوش حیات	خلیل الرحمٰن قاسمی برنی	،،

باسمہ سبحانہ و تعالیٰ

پیش نظر کتاب، دار العلوم دیوبند میں اپنی نوعیت کی پہلی کتاب ہے، جس میں ۴۴-۱۴۴۳ھ کے تعلیمی سال میں دورۂ حدیث کے اساتذۂ کرام کی سندیں اور ان کے مختصر حالاتِ زندگی کو جمع کر دیا گیا ہے۔ بالخصوص اساتذۂ کرام کے تحصیل علم اور تدریسی و تصنیفی حالات کو زیادہ اہمیت دی گئی ہے۔

یہ ایک مفید اور معلومات افزاء مجموعہ ہے۔ جسے امسال دورۂ حدیث میں شریک دو طلبہ عزیز مولوی عبداللہ شیر خاں سہارنپوری اور مولوی محمد تسلیم عارفی مظفرنگری نے مرتب کیا ہے اور اس سلسلہ میں ان عزیزوں کو خاصی محنت کرنی پڑی، کیونکہ تمام اساتذۂ کرام کی اسانید کو جمع کرنے کے لیے خود اساتذہ کرام سے ذاتی طور پر معلومات حاصل کرنے کے علاوہ دار العلوم کے شعبۂ تعلیمات، محافظ خانہ اور دیگر ذرائع سے بھی سند سے متعلق تفصیلات مہیا کی گئی ہیں۔

اسی طرح حضرات اساتذۂ کرام کے شخصی حالات اور تعلیمی و تدریسی مراحل سے متعلق معلومات فراہم کرنے میں بھی خاصی جدوجہد کا سامنا کرنا پڑا۔

بہر حال ان کاوشوں کا ثمرہ موجودہ کتاب کی شکل میں ہمارے سامنے ہے اور اس سے نہ صرف امسال شریک دورۂ حدیث طلبہ عزیز کو اپنے اساتذۂ کرام اور ان کی اسانید سے واقف ہونے کا موقع ملے گا؛ بلکہ آئندہ دار العلوم دیوبند میں تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ کرام کو بھی رہنمائی حاصل ہوگی۔

اللہ تعالیٰ اس محنت کو قبول فرمائے اور طلبہ کو اس کتاب سے استفادہ کی توفیق بخشے۔

اساتذۂ کرام کی عمروں میں برکت عطا فرمائے، ان کے علمی و روحانی فیوض رسانی کا سلسلہ دراز فرمائے اور دار العلوم دیوبند کے چشمۂ فیض کو بھی تا ابد جاری و ساری رکھے۔ آمین

ابو القاسم نعمانی غفرلہٗ

مہتمم دار العلوم دیوبند